اِلہامی پیغام

عِبرانیوں کے نام خط

کی

تفسیر

مُصنّف

جانتھن ٹرنر

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

ناشرین:

آوازِ حق

۲۰۱۷

www.awazehaq.com

فہرستِ مضامین

باب	مضمون	صفحہ
۱	خُدا کلام کرتا ہے	۱
۲	افضل و اعلیٰ پیغامبر	۷
۳	خُدا کا بیٹا	۱۳
۴	دِل لگا کر غور کرنا	۱۹
۵	فرشتوں سے افضل مگر کمتر	۲۶
۶	وہ ہمارا شریک ہُوا	۳۲
۷	دیانتداری	۳۹
۸	سخت دِل	۴۶
۹	آرام	۵۲
۱۰	سردار کاہن بننے کی قابلیّت	۵۸
۱۱	کمال کی طرف بڑھنا	۶۴
۱۲	برگشتہ نہ ہو جائیں	۷۰
۱۳	ایک ٹھوس وعدہ	۸۶

فہرستِ مضامین

باب	مضمون	صفحہ
۱۴	ملکِ صِدق کی بُزرگی	۸۲
۱۵	ایک بہتر اُمید	۸۸
۱۶	وہ ہمارے لائق ہے	۹۴
۱۷	بہتر خدمت، بہتر عہد	۱۰۰
۱۸	دو خیمے	۱۰۶
۱۹	دو قربانیاں	۱۱۲
۲۰	ایک بدن تیار کِیا	۱۱۸
۲۱	ایک ہی قُربانی کے وسیلے	۱۲۴
۲۲	اپنی دِلیری قائم رکھو	۱۳۰
۲۳	ایک اچھی گواہی	۱۳۶
۲۴	ابرہام کا نمونہ	۱۴۲
۲۵	اِیمان سے زندگی گزارنا	۱۴۸
۲۶	دنیا اُن کے لائق نہ تھی	۱۵۴
۲۷	ہمارے فائِدہ کے لئے	۱۶۰

فہرستِ مضامین

باب مضمون صفحہ

۲۸ اِنکار نہ کرنا.. ۱۶۶

۲۹ عہد میں زندگی.. ۱۷۲

۳۰ ہر نیک بات میں کامِل ۱۷۸

تمہید

پاک کلام میں لکھا ہے، ''ہر ایک صحیفہ جو خُدا کے اِلہام سے ہے تعلیم اور اِلزام اور اِصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لِئے فائِدہ مند بھی ہے تا کہ مردِ خُدا کامِل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لِئے بِالکل تیّار ہو جائے۔'' (۲۔تیمُتھیُس ۳:۱۶۔۱۷)

''اِلہامی پیغام'' عُنوان کے تحت ہم آپ کی خدمت میں بائبل مُقدس کی مختلف کتابوں کی تفسیر پیش کرتے ہیں تا کہ نہ صِرف مسیحی بلکہ غیر مسیحی دوست بھی حکمت و زندگی سے بھرپور پاک کلام کو آسانی سے سمجھ کر خُدا کی نظر میں کامل و نیک بن سکیں۔ مگر آیئے سب سے پہلے یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ''اِلہام'' کیا ہے؟ اِلہام جس یونانی لفظ کا ترجمہ ہے، اُس کا مطلب ہے ''وہ جو خُدا کی طرف سے پُھونکا گیا''۔ یعنی جس طرح خُدا نے عملِ تخلیق کے وقت اِنسان کے نتھنوں میں اپنی رُوح پُھونکی تھی، اُسی طرح اُس نے پاک صحیفوں میں بھی اپنی تخلیقی رُوح پُھونک دی ہے۔ رُوح اُلقدُس کی یہ سرگرمی ابتدائی کلیسِیا کے لِئے اِس بات کا ثبوت تھی کہ یہ صحیفے اِلہامی ہیں۔ خُدا نے اپنے پاک رُوح کے وسیلے سے اپنا کلام اِنسانی لفظوں میں پُھونک دیا۔ اِسی ٹھوس حقیقت پر مسیحی کلیسِیا نے ہمیشہ دعویٰ کِیا کہ بائبل مُقدس ایک اِلہامی کتاب ہے، یعنی اُس کا منبع و

سرچشمہ خُدا ہے۔ تو آیئے، ہم بائبل مُقدس میں سے عِبرانیوں کے نام خط کی تفسیر پر غور کریں:

پہلا باب

خُدا کلام کرتا ہے

(عِبرانیوں ۱:۱-۲)

مسیح کے پیروکاروں کو اکثر ایک سوال کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ ''آپ مسیحی کیوں ہیں''۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ اِس لئے کسی اَور دین و مذہب کی پیروی کرنے کی بجائے مسیح کی پیروی کرتے ہیں کہ وہ ایک مسیحی خاندان میں پیدا ہوئے ہیں، یا اُنہوں نے ایک ایسے معاشرے میں آنکھ کھولی ہے جہاں ہر طرف مسیحی سوچ اور رسم و رواج پھیلے ہوئے ہیں۔ اِس کے برعکس اگر وہ ہندوستان میں پیدا ہوئے ہوتے تو یقیناً وہ ہندو دھرم کے پیروکار ہوتے، اور اگر وہ تھائی لینڈ میں پیدا ہوئے ہوتے تو اِس میں قطعی کوئی شک نہیں کہ وہ بدھ مت کو مانتے۔

اِس دعوے میں کسی حد تک اِتنی سچائی ہے کہ قبول کِیا جا سکتا ہے۔ لیکن کیا لوگ اِس لئے مسیح کی پیروی کرتے ہیں کہ حادثاتی طور پر پیدا ہو گئے ہیں؟ آج سے ہم بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب پر مبنی پروگراموں کا ایک نیا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ عبرانیوں کی کتاب کا پیغام یہ ہے کہ جس پر ہم اِیمان رکھتے ہیں وہ واقعی اثر رکھتا ہے۔ ہمارا مسیح پر اِیمان حادثاتی یا واقعاتی طور پر نہیں بلکہ یہ ہماری اپنی پسند و خواہش کے عین مطابق ہے۔ مسیح دوسروں

سے کہیں اعلیٰ و افضل ہے۔ نیا عہد جس کا آغاز مسیح نے کِیا باقی تمام نظاموں سے بہترین و عظیم ہے، اِس کے لئے مرنا بھی پڑے تو گھاٹے کا سودا نہیں۔ اپنے اِس نکتہء نظر کو واضح کرنے کے لئے عبرانیوں کی اِلہامی کتاب میں لفظ ''افضل'' یا ''اچھا'' ۱۳ مرتبہ اِستعمال ہوا ہے۔

ہم عبرانیوں کی کتاب کو عبرانیوں اِس لئے کہتے ہیں کہ یہ یہودی نسل سے تعلق رکھنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام لکھی گئی تھی۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں رہتے تھے لیکن عین ممکن ہے کہ وہ رُوم شہر میں رہائش پذیر تھے۔

جن لوگوں کے نام یہ خط لکھا گیا وہ مصیبت و پریشانی کا شکار تھے۔ اُنہوں نے بہت اذیت و ظلم سہا تھا۔ ۱۰ باب کی ۳۲ سے ۳۴ آیت میں لکھا ہے کہ اُن کی سَرِ عام بے عزتی اور تذلیل کی گئی۔ اُن کی جائداد و مال و متاع زبردستی چھین لیا گیا۔ نہ صرف اُن کو اذیت اور ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا بلکہ اُنہوں نے دوسرے اِیمانداروں کو اپنی آنکھوں کے سامنے دکھ تکلیف سہتے دیکھا اور اُن کے دفاع میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔

یہ اذیت و ظلم و ستم اِنتہا پر تھا مگر پھر بھی اِس سے جان جانے کا خطرہ نہ تھا۔ ۱۲ باب کی ۴ آیت میں لکھا ہے کہ ابھی اُنہوں نے اپنا خون نہیں بہایا تھا، لیکن یہ آیت اِس حقیقت کی بھی نشاندھی کرتی ہے کہ وہ دِن دُور نہیں جب اِن کو اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا پڑے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیحیوں کے خلاف رُومی حکمران نِیرو کے دورِ حکومت میں ہونے والے ظلم و ستم کو دیکھا تھا۔ اِن لوگوں نے یہ سوال پوچھنا شروع کر دیا کہ ''کیا ہمیں یہ سب کچھ سہنا

چاہیے؟ جب ہم یہودی تھے تو کسی نے ہمیں تکلیف نہیں پہنچائی۔ کیا مسیح اور مسیح کے نئے عہد کے لئے جان قربان کر دینا فائدہ مند ہے؟ کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم واپس اپنے یہودی مذہب کی طرف لوٹ جائیں اور اِن ساری تکلیفوں اور مصیبتوں سے بچ جائیں؟ موسوی شریعت میں ایسی بھی کیا بُرائی تھی؟''

ہم نہیں جانتے کہ عبرانیوں کی کتاب کِس نے لکھی۔ شروع ہی سے کچھ اِختلافات اور قیاس آرائیاں تھیں۔ پہلے زمانے کے اکثر مسیحی یہ سمجھتے تھے کہ عین ممکن ہے کہ پولس نے خدا کے پاک رُوح کی تحریک سے اِس کتاب کو لکھا، مگر جس نے بھی لکھا ہو، اہم و ضروری اِس کا پیغام و کلام ہے نہ کہ لکھنے والا۔ عبرانیوں کا مُصنف جو کوئی بھی تھا، اُس کو پُرانے عہدنامے کے صحائف اور یہودی عبادت گاہوں اور اُن کے رسم و رواج کے بارے میں گہرا عِلم اور مکمل معلومات تھی۔

عبرانیوں کی کتاب میں ایک اَور بات ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ مُصنف کا پُرانے عہدنانے کے صحائف بارے اپنا نکتہء نظر ہے۔ اُس کی سوچ و تصور کے مطابق یہ محض الفاظ نہیں ہیں بلکہ خدائے بزرگ و برتر کا زندہ کلام ہے۔ مزید یہ کہ سارا پُرانا عہدنامہ صرف خاص پیشین گوئیاں ہی نہیں بلکہ چھوٹے سے چھوٹا حوالہ بھی مسیح یسوع کی طرف اِشارہ دیتا ہے۔

عبرانیوں کی کتاب پُرانے عہدنامے کے حوالاجات سے بھری پڑی ہے تاکہ مُصنف اپنے حقائق کو سچ ثابت کر سکے۔ درحقیقت کتاب کے بہت سے حِصے پُرانے عہدنامے پر تفسیر و تشریح ہے۔

جب ہم عبرانیوں کی کتاب کا پس منظر سمجھ چکے ہیں تو آئیں پہلے باب کی پہلی ۲ آیت کا مطالعہ کریں، ''اگلے زمانہ میں خدا نے باپ دادا سے حِصہ بہ حِصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کر کے، اِس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کِیا...''

اِن آیات میں ہم خدا کے بارے میں انوکھی اور اہم بات سیکھتے ہیں۔ خدا ہم سے مخاطب ہوتا ہے، خدا کے پاس ایک پیغام ہے جو وہ ہم تک پہنچانا چاہتا ہے، اور اِنسان نے نہیں بلکہ خدا نے پہل کی ہے بنی نوع اِنسان تک پہنچنے کے لئے۔ دُنیا کی تخلیق کے وقت اِنسان کو یہ سنہری موقع مُیسر تھا کہ وہ خدا کے ساتھ نزدیکی رفاقت و رشتہ رکھ سکے، لیکن جب آدم اور حَوا نے ممنوع پھل کھایا تو وہ خوف زدہ ہو کر چھپ گئے۔ اُس وقت سے خدا پکار رہا ہے کہ ''آدم! تُو کہاں ہے؟''

صدیوں سے خدائے بزرگ و برتر مختلف ذرائع اور اپنے مختلف بندوں کے وسیلے بنی نوع اِنسان سے مخاطب ہے۔ کبھی وہ فرشتوں کے ذریعے، جیسا کہ جب فرشتے ابرہام کے پاس آئے، کبھی خوابوں اور رویا کے ذریعے، جیسا کہ یوسف کو پیغام مِلا، کبھی مکاشفہ کے ذریعے، جیسا حزقی ایل اور دوسرے نبیوں نے دیکھا، کبھی صرف آواز سے، جیسا کہ ایلیاہ نبی کو سُنائی دی، اور کبھی خدا لوگوں سے عملی سبق سِکھا کر، کبھی تمثیلوں، مثالوں، اور نشانوں سے ظاہر کرتا تھا۔

مگر یہ سارے ذرائع، وسیلے اور طریقے بنی نوع اِنسان تک خدا کا پیغام پہنچانے میں کارآمد ثابت نہ ہوئے۔ اِن میں کہیں نہ کہیں، کچھ نہ کچھ کمی

رہ گئی۔ اِس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ خدا کا کلام چھوٹے چھوٹے حِصوں میں بٹا ہُوا تھا۔ خدا تھوڑے وقت میں تھوڑا سا پیغام ہی دے سکتا تھا۔ گناہ نے ہمیں خدا سے دُور کر دیا ہے، ایسے میں ہمارے لئے بہت مشکل ہے کہ خدا کی آواز ہم تک پہنچ سکے۔ جیسا کہ یرمیاہ نبی نے لکھا ہے، ''مَیں کِس سے کہوں اور کِس کو جتاؤں تا کہ وہ سُنیں؟ دیکھ اُن کے کان نامختون ہیں اور وہ سُن نہیں سکتے۔ دیکھ خداوند کا کلام اُن کے لئے حقارت کا باعث ہے، وہ اُس سے خوش نہیں ہوتے۔'' (یرمیاہ ۶:۱۰)

لیکن جب ہم خدا کا پیغام پہچان کر سُننا بھی چاہتے ہیں تو اکثر اِس قابل نہیں ہوتے کہ اُسے سُن کر سمجھ سکیں، جیسا کہ خدا کے نیک بندے ایوب نے یہ سوچ کر کہ خدا اُس پر قدرت کے عجائب کے ذریعہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہا، '' دیکھو! یہ تو اُس کی راہوں کے فقط کنارے ہیں، اور اُس کی کیسی دھیمی آواز ہم سُنتے ہیں! پر کون اُس کی قدرت کی گرج کو سمجھ سکتا ہے؟'' (ایوب ۲۶:۱۴)

ایک اَور وجہ کہ خدا کے ظہور کے پچھلے ذرائع اور طریقے اِس لئے ناکافی تھے کہ اِنسانی زبان اِس قابل ہی نہیں ہے کہ خدا کی الوہیت کا اِظہار کر سکے کہ وہ ہے کون۔ یسعیاہ نبی نے اِس بارے لکھا ہے، ''کیا تُو نہیں جانتا؟ کیا تُو نے نہیں سُنا کہ خداوند خدایِ ابدی و تمام زمین کا خالق تھکتا نہیں اور ماندہ نہیں ہوتا؟ اُس کی حکمت اِدراک سے باہر ہے۔'' (یسعیاہ ۴۰:۲۸)

لہذا ہمیں ایک اِنتہائی اعلیٰ اور افضل مکاشفہ کی ضرورت ہے، وہ جو ہم تک خدا کا پیغام کاملیت کے ساتھ پہنچا سکے اور جس کو ہم پہچان کر سمجھ سکیں۔ آخری دِنوں میں خدا نے اپنے بیٹے کے وسیلہ سے ہم سے کلام کِیا، اِس کا مطلب کیا ہے؟ یہ ''بیٹا'' کون ہے جس کے ذریعہ خدا ہم سے مخاطب ہُوا؟

دُوسرا باب

افضل و اعلیٰ پیغامبر

(عِبرانیوں ۱:۱-۴)

جب سے آدم اور حوا گناہ کر کے باغِ عدن میں خدا سے چھپ گئے، اُس وقت سے خدا بنی نوع اِنسان کو مسلسل محبت و توبہ کا پیغام دے رہا ہے۔ صدیوں سے خدا نے بنی نوع اِنسان سے مختلف وسیلوں، ذرائع اور طریقوں سے کلام کرنے کی کوشش کی۔ بائبل مقدس میں عبرانیوں کتاب کی پہلی ۴ آیات میں لکھا ہے، ''اگلے زمانہ میں خدا نے باپ دادا سے حِصہ بہ حِصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کر کے اِس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کِیا جِسے اُس نے سب چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جس کے وسیلہ سے اُس نے عالم بھی پیدا کِئے۔ وہ اُس کے جلال کا پرتَو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔ وہ گناہوں کو دھو کر عالمِ بالا پر کِبریا کی دہنی طرف جا بیٹھا، اور فرشتوں سے اِسی قدر بزرگ ہو گیا جس قدر اُس نے مِیراث میں اُن سے افضل نام پایا۔'' (عبرانیوں ۱:۱-۴)

یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ خدا نے اگلے زمانہ یعنی ماضی میں جیسے بھی اور جس سے بھی کلام کِیا، وہ ادھورا تھا، مگر مکمل اور بھرپور ظہور خدا کے بیٹے مسیح

یسوع کے وسیلہ سے ہی آیا۔ اگر ہم خدا کا پیغام کاملیت کے ساتھ سُننا چاہتے ہیں تو ہمیں مسیح یسوع کو سُننے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

بنی نوع اِنسان کو مسیح کے وسیلہ سے ملنے والا پیغام ماضی کے پیغامات سے افضل و اعلیٰ ہے۔ زمانہ کے آخر میں خدا نے اپنے بیٹے مسیح یسوع کے وسیلہ سے کلام کِیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہم اِنسانی تاریخ کے آخری حِصے سے گزر رہے ہیں۔ اگر ہم نے مسیح کے وسیلہ سے ملنے والے پیغام کو رَد کر دیا تو ہمیں کوئی اَور اِلہامی پیغام نہیں ملے گا کیونکہ وہ پہلے ہی مسیح یسوع کے ذریعہ اپنا پیغام دے چکا ہے۔

مسیح یسوع باقی نبیوں سے جو ماضی میں خدا کا پیغام لے کر آئے عظیم، افضل اور اعلیٰ کیوں ہے؟ آیت ۲ میں لکھا ہے کہ بیٹے کو ''سب چیزوں کا وارث ٹھہرایا'' بلکہ مسیح یسوع نے خود اپنے بارے میں کہا، ''آسمان اور زمین کا کُل اِختیار مجھے دیا گیا ہے۔'' (متی ۲۸:۱۸)

غور طلب بات یہ ہے کہ خدا کا پیغام دینے والے کسی بھی نبی نے ایسا اِختیار ظاہر نہیں کِیا جیسا مسیح یسوع نے کِیا۔ دُنیا میں بہت سے مذاہب ہیں، بہت سے رسم و رواج ہیں جن میں بہت سے خدا کی طرف سے بھیجے جانے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر کسی میں بھی ایسا اِختیار نظر نہیں آیا جیسا مسیح میں۔ کیا ہم مسیح یسوع کے کلام کو حتمی و آخری ماننے وتسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں؟

بیٹا نہ صرف خدا کا وارث ہے بلکہ اُس نے اُس کے وسیلہ سے عالم بھی پیدا کِئے۔ یوحنا کی اِنجیل میں لکھا ہے، ''سب چیزیں اُس کے (یعنی مسیح

کے) وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اُس میں سے کوئی چیز بھی اُس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔'' (یوحنا ۱:۳) ذرا کائنات پر ایک نظر ڈالئے اور حیرت انگیز، ناقابل یقین جلالی طاقت و قوت دیکھئے، کائنات کی شان و شوکت اور جاہ جلال پر غور کیجئے۔ کیا کسی اَور پیغام دینے والے سے اِس کا مقابلہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

مسیح یسوع کے پاس خدا کی طرف سے بولنے اور کلام کرنے کا اِختیار ہے بلکہ اُس کے کلام میں کوئی آمیزش و مِلاوٹ بھی نہیں۔ آیت ۳ میں لکھا ہے، ''وہ اُس کے جلال کا پرتَو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔'' (عبرانیوں ۱:۳)

''خدا کے جلال کا پرتَو'' سے کِیا مُراد ہے؟ یہ خدا کے جلال کا ظہور یا اُس کی سیرت و کِردار کا بھرپور مظاہرہ ہے۔ مثال کے طور پر زبور کی کتاب میں لکھا ہے، ''آسمان خدا کا جلال ظاہر کرتا ہے...'' (زبور ۱۹:۱) اور رومیوں کے نام خط میں لکھا ہے، ''...اُس کی اَن دیکھی صِفتیں یعنی اُس کی ازلی قدرت اور اُلوہیت دُنیا کی پیدایش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہو کر نظر آتی ہیں...'' (رومیوں ۱:۲۰) لہذا جب ہم زبور ۱۹ میں خدا کے جلال کا بیان پڑھتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ وہ رومیوں کے خط کی صِفتوں، خوبیوں اور سیرت و کردار کا ذکر کر رہا ہے۔

جب ہم رومیوں کے خط کے ۳ باب کی ۲۳ آیت کا مطالعہ کرتے ہیں جہاں لکھا ہے، ''...سب نے گناہ کِیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔'' تو

اِس کا مطلب واضح ہوتا ہے کہ ہم خدا کی صِفتوں، خوبیوں اور سیرت و کردار کا مظاہرہ کرنے سے محروم رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہماری نیکی و راستباری خدا کی پاکیزگی و راستبازی سے کہیں کم تر ہے، ہمارے اندر وہ ہمدردی و رحمدلی نہیں جو خدا میں ہے، نہ ہی ہماری سچائی، خدا کی سچائی کی برابری کر سکتی ہے۔ اِسی طرح سے اَور بے شمار مثالیں ہیں۔

لیکن خدا کا بیٹا مسیح یسوع، خدا کی پاکیزگی، نیکی و راستبازی کے بالکل برابر ہے۔ جیسا خدا ویسا اُس کا بیٹا مسیح۔ دونوں کی صِفتوں، خوبیوں اور سیرت و کردار میں کوئی فرق نہیں۔ مسیح نے نہ صرف خدا کے جلال کا مظاہرہ کِیا بلکہ وہ اُن سب سے خود بھی مالامال ہے۔ ہم خدا کے معیار سے گِر جاتے ہیں مگر بیٹا یعنی مسیح ''اُس کے جلال کا پرتَو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔'' (عبرانیوں ۱:۳) خدا اور مسیح میں مشابہت یعنی برابری اِس قدر زیادہ ہے کہ مسیح نے پورے یقین و بھروسہ سے اپنے شاگردوں کو مخاطب ہو کر کہا، ''...جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ (یعنی خدا) کو دیکھا...'' (یوحنا ۱۴:۹) اگر آپ خدا کو دیکھنا چاہتے ہیں اور یہ بھی کہ وہ کیسا ہے تو مسیح کو دیکھئے۔ مسیح یسوع، خدا کا بیٹا ہے اور اُس میں وہ تمام خوبیاں اور صِفتیں ہیں جو خدا میں ہیں۔ کیا ہم شک کر سکتے ہیں کہ وہی ہے جس نے ساری کائنات کو اپنے کلام کی طاقت و قوت سے پیدا کِیا اور سنبھالا؟

مسیح یسوع کے پاس باقی کے تمام نبیوں اور رسولوں سے زیادہ اعلیٰ و افضل سیرت و کردار ہے، اِس لئے اُس میں خدائے بزرگ و برتر کی ساری

خوبیاں اور صِفتیں موجود ہیں۔ مسیح کا عہدہ و رُتبہ بھی سب سے عظیم و اعلیٰ ہے۔ وہ ''عالمِ بالا پر کِبریا کی دہنی طرف جا بیٹھا۔'' (عبرانیوں ۱:۳)

کیا کسی نبی یا رسول کو یہ مقام و رتبہ مِلا ہے کہ وہ خدا کے دہنی طرف جا بیٹھے؟ ہرگز نہیں۔ یہ اعزاز صرف اور صرف مسیح یسوع کو دیا گیا ہے۔

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کے آخر میں کاہنوں کا ذکر ہے کہ وہ ہر روز کھڑے ہو کر خدا کے حضور گناہوں کی معافی کے لئے قربانیاں گذرانتے تھے مگر آیت ۳ میں لکھا ہے کہ مسیح نے ایک ہی بار قربانی دے کر ہمیں گناہوں سے ہمیشہ کے لئے چھڑا لیا ہے اور اپنا یہ کام ختم کر کے خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اَب کچھ اَور کرنے کی قطعی ضرورت نہیں،۔مسیح نے اپنا کام مکمل کر دیا ہے۔

فرشتوں میں بھی خدا کی کچھ خصُوصیات و خوبیاں ہوتی ہیں یعنی پاکیزگی وغیرہ مگر جو مقام خدا کے بیٹے مسیح کو دیا گیا ہے وہ کسی اَور کو نہیں بخشا گیا۔ صرف مسیح یسوع ہی ہیں جو خدا کی دہنی طرف جا بیٹھے ہیں۔

کچھ مذاہب کا یہ دعویٰ ہے کہ اُن کو فرشتوں کی معرفت پیغام مِلا ہے۔ اگر یہ سچ بھی ہے تو مسیح کا رُتبہ و مقام فرشتوں سے کہیں افضل و اعلیٰ ہے، لہذا جو پیغام اُن کے ذریعہ یا وسیلہ سے مِلے گا وہ دوسرے تمام پیغامات سے کہیں مُستند، ٹھوس اور اُونچا ہو گا۔

مسیح یسوع کے پاس نہ صرف افضل و اعلیٰ اِختیار، سیرت و کردار اور رُتبہ و مقام ہے بلکہ اُن کا نام بھی سب ناموں سے نہایت عظیم و سَربلند ہے،

یہاں تک کہ کسی فرشتے کو بھی ایسا نام نہیں دیا گیا جیسا مسیح کو دیا گیا ہے۔ فلپیوں کے نام خط میں لکھا ہے، ''...خدا نے بھی اُسے بہت سَربلند کِیا اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے، تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹِکے، خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا، خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں۔'' (فلپیوں ۲:۹-۱۰)

یہ نام کیا ہے جو سب ناموں سے سَربلند، عظیم تر، اور نہایت افضل و اعلیٰ ہے؟ ہم فلپیوں کے نام خط کے ۲ باب کی ۱۱ آیت میں دیکھتے ہیں کہ مسیح کو ''خداوند'' کا نام دیا گیا ہے۔ لکھا ہے، ''...خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اِقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے۔'' (فلپیوں ۲:۱۱)

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ مسیح عظیم ترین حکمران و بادشاہ ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ اُس کے پاس زمین و آسمان کا کُل اِختیار ہے۔ ہمیں مسیح سے زیادہ اِختیار والا پیغام اَور کہیں نہیں مِلے گا۔ خواہ آپ ساری دُنیا چھان ماریں، جس اِلٰہی اِختیار سے مسیح نے پیغام دیا کوئی اَور نہیں دے سکتا۔ دُنیا کا کوئی نظام، مذہب و فلسفہ و عقیدہ وہ سب کچھ نہیں دے سکتا جو خدا نے اپنے بیٹے مسیح کے وسیلہ سے بنی نوع اِنسان کو دیا ہے۔

ہم نے دیکھا کہ مسیح سے بڑھ کر کوئی اَور افضل و اعلیٰ ہستی نہیں جو کاملیت کے ساتھ خدا کی طرف سے بھیجی گئی ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ پاک صحائف میں مسیح کو خدا کے بیٹا کہہ کر کیوں مخاطب کِیا گیا ہے؟

تیسرا باب

خُدا کا بیٹا

(عِبرانیوں ۱:۵-۱۴)

دُنیا میں اکثر لوگ ایسے ہیں جو مسیح یسوع کو ایک نیک و راستباز اِنسان سمجھتے ہیں۔ کچھ اُسے ایک کامِل اُستاد کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہوں گے جو اُسے ایک نبی مانتے ہیں جو خدا کی طرف سے کلام کرتا ہے۔ لیکن نہ جانے کیوں لوگ اُسے ایک اِنسان سے کہیں بڑھ کر تسلیم کرنے سے جھجھک محسوس کرتے ہیں۔

نئے عہدنامے یعنی اِنجیلِ مقدس میں اِس موضوع پر بہت کچھ قلمبند ہے۔ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب میں اِس کا بڑی ترتیب و وضاحت سے ذکر ہے۔ مسیح اور خدا کے درمیان مشابہت بہت ہی زیادہ ہے۔ عبرانیوں پہلا باب اُس کی ۳ آیت میں لکھا ہے، ''وہ (یعنی مسیح) اُس کے (یعنی خدا کے) جلال کا پرتَو اور اُس کی ذات کا نقش...'' (عبرانیوں ۱:۳)

مسیح کا خدا کے ساتھ بہت ہی اعلیٰ اور افضل رشتہ ہے جو کسی اَور کا نہیں۔ عبرانیوں کی کتاب پہلا باب اُس کی ۵ سے ۷ آیت میں لکھا ہے، ''کیونکہ فرشتوں میں سے اُس نے کب کسی سے کہا کہ تُو میرا بیٹا ہے، آج تُو مجھ سے پیدا ہُوا؟ اور پھر یہ کہ مَیں اُس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہو گا؟

اور جب پہلوٹھے کو دُنیا میں پھر لاتا ہے تو کہتا ہے کہ خدا کے سب فرشتے اُسے سجدہ کریں اور فرشتوں کی بابت کہتا ہے کہ وہ اپنے فرشتوں کو ہَوائیں اور اپنے خادموں کو آگ کے شُعلے بناتا ہے۔'' (عبرانیوں ۱:۵-۷)

پاک صحائف میں مسیح کو خدا کا بیٹا کیوں کہا گیا ہے؟ یہ ایک نزدیکی رشتے وتعلق کا اِظہار ہے۔ ہم آیت ۳ میں دیکھ چکے ہیں کہ بیٹا خدا کے ''جلال کا پرتَو اور اُس کی ذات کا نقش'' ہے۔ جبکہ مسیح، خدا کی پاکیزگی، الوہیت اور سیرت و کردار کا پرتَو، نقش اور عکس ہے، لہذا مناسب ہے کہ اُسے بیٹا کہہ کر مخاطب کِیا جائے۔

پاک صحائف ہمیں یہ بھی بتاتے ہیں کہ مسیح کو تخلیق نہیں کِیا گیا بلکہ وہ ازل سے یعنی ہمیشہ سے خدا کے ساتھ ہے۔ اگر ایسا ہے تو اُسے بیٹا کیوں کہا گیا ہے؟ اِس مُعمہ کو سمجھنے کے لئے لفظ ''آج'' پر غور کرنا پڑے گا، جیسا کہ لکھا ہے، ''آج تُو مجھ سے پیدا ہُوا۔'' خدا باپ قدرت کے ماتحت و پابند نہیں۔ وہ وقت کے تحت بھی نہیں۔ قدرت و وقت تخلیق کی ہوئی چیزیں ہیں، بیٹا الوہیت کا ایک نشان یا ایک اِظہار ہے جو قدرت و وقت کی حدُود میں ہے۔

خدا، مسیح کو اپنا ''پہلوٹھا'' بیٹا کہہ کر مخاطب ہوتا ہے۔ یہ ایک اَور بہت ہی قریبی رشتے کا نشان و اِظہار ہے۔ یہودی دستور کے مطابق پہلا بیٹا خاندان کا سربراہ ہوتا تھا اور اُس کو ورثہ میں دُگنی جائداد ملتی تھی۔ خدا نے اپنے بیٹے کو سب ناموں سے عظیم تر اور افضل و اعلیٰ نام دیا، اُس نے بیٹے کو ''سب چیزوں

کا وارث ٹھہرایا۔'' کیونکہ ہر چیز بیٹے کے ماتحت ہے اور وہ سب چیزوں کا وارث ہے، اِس لئے مُناسب ہے کہ وہ پہلوٹھا کہلائے۔

دو اَور طرح سے مسیح، خدا کا پہلوٹھا ہے۔ کلسیوں کی کتاب ۳ باب اُس کی ۱۰ آیت میں واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ جو مسیح کی پیروی کرتے ہیں وہ اپنے خالق و مالک کی صورت پر نئے بن جاتے ہیں۔ مسیح ایک نقش، ایک عکس، ایک نمونہ ہے۔ وہ پہلوٹھا ہے اور ساتھ ساتھ پہلا آدمی بھی ہے جو خدا کے اِرادہ ومنصوبہ کے مطابق ہے کہ اِنسان کیسا ہونا چاہیے۔

کلسیوں پہلا باب اُس کی ۱۸ آیت میں دوسری وجہ کا ذکر ہے جس کے تحت مسیح، خدا کا پہلوٹھا ہے، لکھا ہے، ''...وہی اِبتدا ہے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے والوں میں پہلوٹھا...''

مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد ہمیں نئے بدن مِلیں گے جو موجودہ بدن کی طرح نہ تو محدود ہوں گے اور نہ ہی کمزور و نازک ہوں گے۔ مسیح پہلی ہستی ہے جس کو مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد ایسا ہی بدن مِلا، اِس لئے بالکل مُناسب ہے کہ وہ پہلوٹھا کہلائے۔

اَب سوال یہ ہے کہ اگر فرشتوں کو بیٹا ہونے کا مقام و رُتبہ نہیں مِلا تو پھر وہ ہیں کیا؟ پاک کلام میں لکھا ہے کہ وہ خادم ہیں۔

مسیح اور فرشتوں میں ایک اَور فرق بھی ہے۔ بائبل مقدس میں فرشتوں کو ہَوائیں اور آگ کے شعلے کہا گیا ہے۔ ہَوا اور آگ دونوں نہایت طاقت ور ہیں، مگر دونوں عارضی ہیں۔ اِس کے برعکس مسیح کی بادشاہت و حکمرانی اُبدلآباد

یعنی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ ۸ سے ۱۴ آیت میں لکھا ہے، ''مگر بیٹے کی بابت کہتا ہے کہ اَے خدا تیرا تخت ابدلآباد رہے گا اور تیری بادشاہی کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تُو نے راستبازی سے محبت اور بدکاری سے عداوت رکھی۔ اِسی سبب سے خدا یعنی تیرے خدا نے خوشی کے تیل سے تیرے ساتھیوں کی بہ نسبت تجھے زیادہ مَسح کِیا۔ اور یہ کہ اَے خداوند! تُو نے اِبتدا میں زمین کی نیو ڈالی اور آسمان تیرے ہاتھ کی کاریگری ہیں۔ وہ نیست ہو جائیں گے مگر تُو باقی رہے گا اور وہ سب پوشاک کی مانند پُرانے ہو جائیں گے۔ تُو اُنہیں چادر کی طرح لپیٹے گا اور وہ پوشاک کی طرح بدل جائیں گے مگر تُو وہی ہے اور تیرے برس ختم نہ ہوں گے۔ لیکن اُس نے فرشتوں میں سے کسی کے بارے میں کب کہا کہ تُو میری دہنی طرف بیٹھ جب تک مَیں تیرے دُشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چَوکی نہ کر دُوں؟ کیا وہ سب خدمت گذار رُوحیں نہیں جو نجات کی مِیراث پانے والوں کی خاطر خدمت کو بھیجی جاتی ہیں؟'' (عبرانیوں ۱:۸-۱۴)

آیت ۸ کا حوالہ زبور ۴۵ سے ہے جہاں بیٹے کو خدا کہا گیا ہے۔ فرشتے خدا کی رُوحانی و آسمانی طبیعت میں شامل نہیں۔ وہ سب ہم اِنسانوں کی طرح تخلیق کِئے گئے ہیں جبکہ مسیح جو خدا کا بیٹا ہے تخلیق نہیں ہُوا۔

مگر اِس کے علاوہ بھی کچھ ہے اور وہ یہ کہ فرشتوں کی طاقت و قوت محدُود و عارضی ہے، اور بیٹے کی بادشاہی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ جیسا کہ ہم نے اپنے پچھلے پروگرام میں دیکھا کہ زمین و آسمان کا کُل اِختیار مسیح کے پاس ہے اور یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی محدُود وقت کے لئے نہیں بلکہ ازل تک ہے۔

اَب سوال یہ ہے کہ خدا نے مسیح کو بادشاہ بنا کر ازلی تخت پر کیوں بٹھایا؟ اُس کی سیرت و کردار، عظمت و بزرگی، راستی و پاکیزگی کی وجہ سے، اُس کو راستبازی سے محبت ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اُس کے فعل و عمل اور عدل و اِنصاف میں تضاد اور آمریت نہیں ہے بلکہ وہ ہمیشہ راستی و اِنصاف کرے گا۔

اِس کے علاوہ اُس نے بدکاری سے ہمیشہ نفرت رکھی۔ یہ بات ہمیں یاد رکھنا چاہیے۔ ہم مسیح کی سچی پیروی کرنے کا ہرگز دعویٰ نہیں کر سکتے اگر ہمارے قول و فعل میں وہ باتیں شامل ہیں جن سے مسیح خداوند کو نفرت و حقارت ہے۔

آیت ۹ میں لکھا ہے کہ خدا نے مسیح کو خوشی کے تیل سے مَسح کِیا۔ دُنیا میں ایسے مذاہب ہیں جو اِنسان کو بے معنی، بے کار اور فضول، نکمی زندگی سے چھٹکارا پانے کے لئے ڈھیر سارے وعدے کرتے ہیں۔ کچھ تو عیش و عشرت کے وعدے بھی کرتے ہیں مگر مسیح کی پیروی کر کے ہمیں خوشی و شادمانی، آرام و سکون ملے گا۔

عبرانیوں کی کتاب میں مسیح اور فرشتوں میں فرق کو ثابت کرنے کے لئے زبور ۱۰۲ کا حوالہ دیا ہے، جس کے مطابق مسیح کُل کائنات کا مالک و خداوند ہے۔ اُس نے اِس کو تخلیق کِیا ہے اور ایک دِن وہ اِس کو نیست و نابود کر دے گا۔ اگرچہ کائنات فنا و تباہ ہونے والی ہے مگر مسیح یسوع ازل سے ابد تک رہے گا۔ وہ نہ صرف اُبدل آباد ہے بلکہ وہ ہمیشہ ایک جیسا رہے گا۔ عبرانیوں ۱۳ باب اُس کی ۸ آیت میں لکھا ہے، ” یسوع مسیح کل اور آج بلکہ ابد تک یکسان

ہے۔'' اِس سے ہمارے اندر ایک اُمید، یقین و اعتماد پیدا ہوتا ہے کہ وہ مسیح جو راستبازی سے محبت رکھتا ہے اور راستی سے اِنصاف کرے گا، کبھی تبدیل نہیں ہو گا۔ ہم ابد تک اپنے خداوند پر یقین و بھروسہ کر سکتے ہیں۔

آیت ۱۳ میں پھر زبور ۱۱۰ کا حوالہ دے کر مسیح اور فرشتوں کے درمیان فرق کو نمایاں کِیا گیا ہے۔ خدا نے مسیح کو ایک ایسا عزت و احترام کا مقام بخشا ہے جو آج تک کسی کو نہ تو کبھی مِلا اور نہ ہی کبھی مِلے گا، وہ خدا کے دہنی طرف بیٹھا ہے۔ اَب فرشتے کِتنے بھی طاقت ور اور پاکیزہ ہوں مگر اُن کو خدا نے یہ عظیم تر، افضل و اعلیٰ مقام نہیں سُونپا بلکہ اُن کا کام خدمت کرنا ہے۔

اَب مسیح یسوع کے بلند مقام، رُتبے و عہدے کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارا جواب کیا ہونا چاہیے؟

چوتھا باب

دِل لگا کر غور کرنا

(عِبرانیوں ۲:۱-۴)

بائبل مقدس میں اِلہامی کتاب عبرانیوں کے پہلے باب سے یہ ثابت ہُوا کہ مسیح یسوع کا رُتبہ و مقام فرشتوں سے کہیں افضل و اعلیٰ ہے، اور اِس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مسیح کو تخلیق نہیں کِیا گیا بلکہ خدا نے ساری کائنات اُس کے وسیلہ سے پیدا کی۔ مسیح یسوع اِس لئے بھی عظیم تر، افضل و اعلیٰ ہے کہ خدا نے اُسے بیٹا کہہ کر مخاطب کِیا اور زمین و آسمان کا کُل اِختیار اُسے سونپ دیا۔ مسیح کا تخت و بادشاہت اُبدلآباد قائم و دائم رہے گی۔ مسیح اِس لئے بھی فرشتوں سے عظیم تر ہے کہ وہ خدا کی ذات کا پرتَو، نقش و عکس ہے۔ اِس کے برعکس فرشتے خادم ہیں۔

اگر مسیح، فرشتوں سے عظیم تر، افضل و اعلیٰ ہے تو اِس سے ہماری زندگیوں پر کیا فرق پڑتا ہے؟ آیئے ۲ باب کی ایک سے ۴ آیت کا مطالعہ کرتے ہیں، ''اِس لئے جو باتیں ہم نے سُنیں اُن پر اَور بھی دِل لگا کر غور کرنا چاہیے تاکہ بہ کر اُن سے دُور نہ چلے جائیں۔ کیونکہ جو کلام فرشتوں کی معرفت فرمایا گیا تھا جب وہ قائم رہا اور ہر قصور اور نافرمانی کا ٹھیک ٹھیک بدلہ مِلا تو اِتنی بڑی نجات سے غافل رہ کر ہم کیونکر بچ سکتے ہیں؟ جس کا بیان پہلے خداوند

کے وسیلہ سے ہُوا اور سُننے والوں سے ہمیں پایہء ثبوت کو پہنچا، اور ساتھ ہی خدا بھی اپنی مرضی کے مُوافق نشانوں اور عجیب کاموں اور طرح طرح کے معجزوں اور رُوح اُلقدس کی نعمتوں کے ذریعہ سے اُس کی گواہی دیتا رہا۔'' (عبرانیوں ۲:۱-۴)

ذہن میں رہے کہ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب اُن لوگوں کے لئے لکھی گئی جو پہلے یہودی تھے۔ مسیح پر اِیمان لانے کے سبب سے اُن پر ظلم و ستم برپا کِیا گیا اور خطرہ تھا کہ وہ گھبرا کر واپس موسوی شریعت کی طرف نہ لوٹ جائیں۔

اِس بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہمیں پہلی آیت پر غور کرنا ہے۔ لکھا ہے، ''...دِل لگا کر غور کرنا چاہیے تاکہ بہ کر اُن سے دُور نہ چلے جائیں۔'' بعض اوقات دھمکی خود سے اِتنی خطرناک نہیں ہوتی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر مسیح کے ساتھ ٹھوس و پائدار رشتہ وتعلق قائم نہ ہو تو ظلم و ستم اور اذیت دیکھ کر ہم حق و سچائی سے منہ موڑ لیں گے۔ لیکن اِس سے بھی بڑا خطرہ ہماری لاپرواہی و بے خیالی ہے۔ اگر ہم گرمجوشی سے اپنے رشتہ وتعلق کو مضبوط و ٹھوس بنانے کے لئے سرگرم نہیں ہوں گے تو وہ ایک دِن ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ یہ بالکل میاں بیوی کے رشتہ کی طرح ہے، اگر میاں بیوی گرمجوشی کے ساتھ اپنے رشتہ کو مضبوط و کامیاب بنانے کے لئے کوشش نہیں کریں گے تو آہستہ آہستہ ایک دوسرے کا احساس، محبت و پیار ختم ہو جائے گا اور ایک دوسرے سے دُور ہوتے چلے جائیں گے۔

اِسی طرح مسیح کا رشتہ بھی ہے، اگر ہم اِس عظیم رشتہ کی پرورش یعنی توجہ سے دیکھ بھال نہیں کریں گے تو ہم دُور ہوتے چلے جائیں گے۔ لازم ہے کہ ہم اِس پر پوری توجہ دیں۔

عبرانیوں کا پہلا باب یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ مسیح کا مقام، رُتبہ و عہدہ فرشتوں سے کہیں افضل و اعلیٰ ہے۔ بائبل مقدس کی اِلہامی کتاب کا لکھنے والا ایک اہم و ضروری نکتہ سے اِس مسلمہ حقیقت کو واضح کرتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ موسوی شریعت بنی نوع اِنسان کو فرشتوں کی معرفت دی گئی۔ موسوی قوانین لازم و ناگزیر تھے، اِدھر اُدھر ذرا سی غلطی کی بھی گنجائش نہیں۔ شریعت کے کسی بھی حصہ یا شِق کا اِنکار و اِنحراف کرنے والا سزا کا حقدار ہو گا۔ مسیح، فرشتوں سے کہیں عظیم تر، افضل و اعلیٰ ہے۔ لہٰذا ہمیں موسوی شریعت کی بہ نسبت مسیح کے وسیلہ سے مِلنے والی نجات پر زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ اور اگر ہم لاپروہی اور بے خیالی کا مظاہرہ کریں گے تو سزا سے بچ نہیں سکتے۔

لیکن ہم کیسے یقین و بھروسہ کر لیں کہ جو کچھ ہمیں مسیح کے بارے میں بتایا، سمجھایا یا پڑھایا گیا ہے وہ بالکل سچ و حق پر مبنی ہے؟ جب خدا کے نیک بندے موسیٰ کو شریعت مِلی تو بہت سے اِلٰہی نشانات اور معجزات رُونما ہوئے جن کی روشنی میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہ رہی کہ یہ سب خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ہے۔ وہ کون سے شواہد و ثبوت ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ پاک کلام میں مسیح کے بارے میں جو کہا گیا ہے کہ نجات اُسی کے پاس ہے،

کہیں ہم دھوکے فریب میں تو نہیں؟ آیت ۳ اور ۴ میں ہمیں مسیح کے وسیلہ سے نجات کے بارے چار مضبوط و ٹھوس شواہد اور ثبوت مِلتے ہیں۔

پہلا ثبوت مسیح کے اپنے الفاظ ہیں۔ مثال کے طور پر اُنہوں نے فرمایا، ''جو بیٹے پر اِیمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے لیکن جو بیٹے کی نہیں مانتا زندگی کو نہ دیکھے گا بلکہ اُس پر خدا کا غضب رہتا ہے۔'' (یوحنا ۳:۳۶)

مسیح کے وسیلہ سے نجات بارے دوسرا ثبوت خدا کے اُن سچے بندوں کی گواہی ہے جنہوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سُنا۔ مثال کے طور پر یوحنا پاک کلام میں لکھتا ہے، ''اُس زندگی کے کلام کی بابت جو اِبتدا سے تھا اور جِسے ہم نے سُنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ غور سے دیکھا اور اپنے ہاتھوں سے چُھوا (یہ زندگی ظاہر ہوئی اور ہم نے اُسے دیکھا اور اُس کی گواہی دیتے ہیں...)'' (۱۔یوحنا ۱:۱)

تیسرا ثبوت مسیح کے وہ معجزات ہیں جن سے اُس کے کلام کی سچائی اور خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا، ''اگر مَیں اپنے باپ (یعنی خدا) کے کام نہیں کرتا تو میرا یقین نہ کرو۔ لیکن اگر مَیں کرتا ہوں تو گو میرا یقین نہ کرو مگر اُن کاموں کا تو یقین کرو تاکہ تم جانو اور سمجھو کہ باپ مجھ میں ہے اور مَیں باپ میں۔'' (یوحنا ۱۰:۳۷۔۳۸)

مسیح کے وسیلہ سے نجات کا چوتھا ثبوت رُوح اُلقدس یعنی خدا کا پاک رُوح ہے۔ پولس رسول اِس بارے میں لکھتا ہے، ''...اُسی میں تم پر بھی جب تم نے کلامِ حق کو سُنا جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے اور اُس پر اِیمان لائے پاک

موعودہ رُوح کی مُہر لگی۔ وہی خدا کی مِلکیت کی مخلصی کے لئے ہماری مِیراث کا بیعانہ ہے تاکہ اُس کے جلال کی ستائش ہو۔" (افسیوں ۱:۱۳-۱۴) خدا کا پاک رُوح جس طرح مسیح کے پیروکار کے اندر کام کرتا ہے، اُس تجربہ کی روشنی میں وہ پورے یقین و اِیمان کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ یہ تبدیلی مسیح کے وسیلہ سے نجات پانے کے بعد ہی نظر آئی ہے۔ مَیں وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ رُوح کے پھل جیسے محبت، خوشی، اِطمینان، تحمل، مہربانی، نیکی، اِیمانداری، حِلم، پرہیزگاری وہ کام ہیں جو ہر مسیحی کی زندگی میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

اگر ہم عقل و فہم اور حِکمت و دانش سے کام لیتے ہوئے بغور جائزہ لیں کہ مسیح یسوع، فرشتوں سے کہیں عظیم تر، افضل و اعلیٰ ہے تو ہم یہ سب گواہیاں، شواہد اور ثبوت قبول کر لیں کہ نجات مسیح کے وسیلہ سے ہے۔ پھر بھی جب ہم عملی طور پر مسیح میں زندگی گزارتے ہیں تو اکثر اوقات آسان نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب جن لوگوں کے لئے لکھی گئی وہ ظلم و ستم اور اذیت سے گزر رہے تھے۔ اور جب ہم ظلم و ستم نہ بھی سہہ رہے ہوں تو بھی ہمارے مخالفوں کی کمی نہیں ہوتی۔ شیطان چاروں طرف سے مختلف رنگ و بھیس بدل بدل کر ہم پر حملہ آور ہوتا ہے۔ یہ تو وہ حملے ہیں جو ایک مسیحی پر باہر سے ہوتے ہیں مگر اُس کے اندر بھی اُس کی پُرانی عادات و سیرت کی وجہ سے ایک جنگ لگی ہوتی ہے کیونکہ اُس کی پُرانی خصلت اُسے خدا کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے نہیں دیتی۔ اور ایسا وقت بھی آتا ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ خدا کی راہ پر چلنا نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

مگر کبھی نہیں بھولنا کہ جب ہم مسیح کے ہیں تو خدا کے ساتھ ابدی رشتہ میں بندھے ہوئے ہیں۔ خدا اِس بندھن اور عہد کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھنے کے لئے ہماری دو طرح سے مدد کرتا ہے۔

پہلے باب کی ۱۴ آیت میں لکھا ہے کہ فرشتے وہ خدمت گذار رُوحیں ہیں جو نجات کی مِیراث پانے والوں کی خدمت کے لئے بھیجی جاتی ہیں۔ کیا دُشمن آپ سے زیادہ طاقت ور ہے؟ کیا خدا کی طرف سے سُونپا گیا کام آپ کی برداشت سے کہیں زیادہ ہے؟ اگر ایسا ہے تو خدا سے اِلتجا کیجئے کہ آپ کی خدمت و راہنمائی کے لئے اپنے پاک فرشتے بھیجے تاکہ آپ کا بھاری بوجھ اٹھا لیں۔

خدا ہمارے اندر کی جنگ اور ہماری کمزوری میں بھی مدد کرنا چاہتا ہے تاکہ ہم شیطان پر فتحمند ہوں۔ کیا آپ ذہنی دباؤ کا شکار ہیں؟ کیا آپ بے سکون ہیں؟ کیا آپ اپنے غصہ پر قابو نہیں پا سکتے؟ تو خدا کے پاک رُوح یعنی رُوح اُلقدس سے اِلتجا کیجئے کہ آپ کی مدد و راہنمائی کرے۔ خدا سے دُعا کیجئے کہ وہ آپ کے اندر جسم کے پھل نکال کر رُوح کے پھل بھر دے تاکہ آپ کے اندر سے ہر وہ چیز نکل جائے جو آپ کو مسیح کی مانند بننے سے رُوک رہی ہے۔ ہاں، مسیح کے لئے زندگی گزارنا بہت مشکل ہے، مگر خدا ہماری مدد کرتا ہے کہ ہم ہر رکاوٹ و مشکل پر قابو پائیں۔

پہلے باب کی ۱۴ آیت میں لکھا ہے کہ خدا کے پاک فرشتے اُن کی خدمت کرتے ہیں جو نجات کی مِیراث پاتے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر

عبرانیوں کی کتاب میں یہ کیوں لکھا ہے کہ آدمی کا مقام و رُتبہ فرشتوں سے کم تر ہے؟

پانچواں باب

فرشتوں سے افضل مگر کمتر

(عِبرانیوں ۲:۵-۹)

بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب سے صاف اور واضح طور پر اِس ٹھوس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ مسیح یسوع زمین و آسمان کی ساری مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہے۔ وہ فرشتوں سے کہیں عظیم تر ہے، بلکہ وہ خدا کی ذات کا پرتَو، نقش وعکس بھی ہے۔ اپنے اندر الُوہیت رکھنے کے باوجود وہ ایک اِنسان بھی تھا۔ اِس کو مدِنظر رکھتے ہوئے آدمی کے فرشتوں کے ساتھ تعلق کی کیا حیثیت ہے؟ ۲ باب کی ۵ سے ۹ آیت میں لکھا ہے، ''اُس نے اُس آنے والے جہان کو جس کا ہم ذکر کرتے ہیں فرشتوں کے تابع نہیں کِیا، بلکہ کسی نے کسی موقعہ پر یہ بیان کِیا ہے کہ اِنسان کیا چیز ہے جو تُو اُس کا خیال کرتا ہے؟ یا آدم زاد کیا ہے جو تُو اُس پر نگاہ کرتا ہے؟ تُو نے اُسے فرشتوں سے کچھ ہی کم کِیا۔ تُو نے اُس پر جلال اور عزت کا تاج رکھا اور اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اُسے اِختیار بخشا۔ تُو نے سب چیزیں تابع کر کے اُس کے پاؤں تلے کر دی ہیں۔ پس جس صورت میں اُس نے سب چیزیں اُس کے تابع کر دیں تو اُس نے کوئی چیز ایسی نہ چھوڑی جو اُس کے تابع نہ کی ہو مگر ہم اَب تک سب چیزیں اُس کے تابع نہیں دیکھتے۔ البتہ اُس کو دیکھتے ہیں جو فرشتوں سے کچھ ہی کم کِیا گیا یعنی یسوع

کو کہ موت کا دُکھ سہنے کے سبب سے جلال اور عزت کا تاج اُسے پہنایا گیا ہے تاکہ خدا کے فضل سے وہ ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھے۔'' (عبرانیوں ۲:۵۔۹)

اِس حوالے کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اُس کے سیاق و سباق یعنی اگلے پچھلے مفہوم کا بغور جائزہ لیا جائے۔ پہلے باب کی ۱۴ آیت میں لکھا ہے کہ فرشتے خدمت گذار رُوحیں ہیں جو نجات کی مِیراث پانے والوں کی خاطر خدمت کو بھیجی جاتی ہیں۔

۲ باب کی پہلی چار آیات ہمیں یاد دِلاتی ہیں کہ قانون یعنی شریعت فرشتوں کی معرفت دیا گیا۔ شریعت کی ہر نافرمانی کی سزا مقرر ہے۔ کیونکہ ہماری نجات موسوی شریعت و قانون سے بڑی ہے لہذا اگر ہم اِسے درگزر کرتے ہیں تو سزا سے بچ نہیں سکتے۔

۵ آیت میں نجات پانے کے نتائج بارے لکھا ہے۔ آنے والا زمانہ فرشتوں کے تابع نہیں بلکہ بنی نوع اِنسان کی حکمرانی میں کردے گا۔ اِبتدا میں جب خدائے خالق و مالک نے دُنیا کو تخلیق کِیا تو اُس نے چاہا کہ اِنسان دُنیا پر حکمران ہو۔ پیدایش کی کتاب پہلا باب اُس کی ۲۷ اور ۲۸ آیت میں لکھا ہے، ''...خدا نے اِنسان کو اپنی صُورت پر پیدا کِیا۔ خدا کی صُورت پر اُس کو پیدا کِیا، نَر و ناری اُن کو پیدا کِیا۔ اور خدا نے اُن کو برکت دی اور کہا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمُور و محکوم کرو اور سمندر کی مچھلیوں اور ہَوا کے پرندوں اور کُل جانوروں پر جو زمین پر چلتے ہیں اِختیار رکھو۔'' (پیدایش ۱:۲۷۔۲۸)

لیکن افسوس کہ بنی نوع اِنسان نے خدا کی یہ مرضی و ارادہ کبھی پورا نہ کِیا۔ باغِ عدن میں آدم اور حَوا کے گناہ کا ایک نتیجہ اور بُنیادی تبدیلی یہ ہوئی کہ ہمارا اِرد گِرد کے ماحول و دُنیا سے رشتہ و تعلق وہ نہ رہا جو خدا کے منصوبے اور اِرادے کے مطابق تھا۔ پیدایش کی کتاب ۳ باب اُس کی ۱۷ آیت میں لکھا ہے، ''اور آدم سے اُس نے (یعنی خدا نے) کہا چونکہ تُو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اُس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت مَیں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اُسے نہ کھانا اِس لئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی....'' (پیدایش ۳:۱۷)

مگر اِنسان کی خوش قسمتی اور خدا کی لازوال محبت ہے کہ خدا نے وعدہ کِیا کہ ایک دِن وہ اِس لعنت کو ختم کر دے گا۔ بائبل مقدس میں مکاشفہ کی کتاب میں لکھا ہے، ''پھر مَیں نے ایک نئے آسمان اور نئی زمین کو دیکھا کیونکہ پہلا آسمان اور پہلی زمین جاتی رہی تھی...'' (مکاشفہ ۲۱:۱) اور مکاشفہ ہی کی کتاب کے ۲۲ باب کی ۳ آیت میں لکھا ہے، ''اور پھر لعنت نہ ہو گی...'' (مکاشفہ ۲۲:۳)

جیسا کہ ہم نے عبرانیوں کی اِلہامی کتاب میں پڑھا، یہی وہ نیا آسمان اور نئی زمین ہے جس پر خدا کا ازل سے منصوبہ و اِرادہ تھا کہ بنی نوع اِنسان حکمرانی کرے۔

لیکن ہم تو ایک کشمکش میں پڑ گئے ہیں۔ عبرانیوں کی کتاب کے ۲ باب کی ۶ آیت یہ سوال کرتی ہے کہ ''اِنسان کیا چیز ہے جو تُو اُس کا خیال کرتا ہے؟'' اور آیت ۷ کہتی ہے کہ ''تُو نے اُسے فرشتوں سے کچھ ہی کم کِیا۔''

کیونکہ ہم نے اپنی مِیراث کو اپنے گناہ کی وجہ سے کھو دیا ہے اور بنی نوع اِنسان تخلیق میں فرشتوں سے کم ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ فرشتے ہماری خدمت کو بھیجے جائیں؟ اور کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم، نہ کہ وہ آنے والے جہان میں حکمرانی کریں گے؟ اِس کا جواب ہم پیدایش کی کتاب کے پہلے باب کی ۲۷ آیت میں دیکھ چُکے ہیں کہ خدا نے اِنسان کو اپنی شبیہہ پر تخلیق کِیا۔ اُس نے نہ صرف ہمیں بنایا بلکہ اپنا آپ ہم میں ڈالا۔ اگرچہ ہم نے خدا کی شبیہہ کو اپنے گناہ کے سبب سے بِگاڑ دیا مگر خدا کو پھر بھی ہمارا خیال اور ہماری پرواہ ہے۔ اِسی لئے وہ ہمیں پھر سے بحال کرنا چاہتا ہے۔

اَب اگر ہم خدا کی شبیہہ پر تخلیق ہوئے ہیں تو یہی وجہ ہے کہ خدا چاہتا ہے ہم، نہ کے فرشتے حکمرانی کریں۔ اگر ہم خدا کی شبیہہ پر ہیں تو لازم ہے کہ ہم حکمرانی بھی کریں ورنہ ہم اُس اِلٰہی طبیعت کو مطمئِن و مکمل نہیں کر سکتے۔

ہمیں نہ صرف اگلے جہان میں دُنیا پر حکمرانی سُونپی گئی ہے بلکہ آیت ۷ کہتی ہے کہ ''تُو نے اُس پر جلال اور عزت کا تاج رکھا۔'' لفظ جلال اِس بات کی طرف واضح اِشارہ کرتا ہے کہ خدا نے ہمیں اپنی شبیہہ پر تخلیق کِیا ہے۔ خدا کی سیرت و کردار ہم میں نمایاں ہو گا۔ اِنجیلِ مقدس میں یوحنا کے پہلے عام خط میں لکھا ہے، ''عزیزو! ہم اِس وقت خدا کے فرزند ہیں اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہُوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے۔ اِتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو گا تو ہم بھی اُس کی مانند ہوں گے کیونکہ اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔''

(۱-یوحنا ۳:۲) اگر ہم خدا کی مانند ہوں گے اور اُس کی طرح سیرت و کردار ہو گا تو ظاہر ہے ہمارا جلال بھی اُسی کی طرح ہو گا۔

مگر اِس سے ایک اَور سوال ذہن میں اُبھرتا ہے۔ جو ہم پڑھ رہے ہیں وہ حقیقت سے مختلف ہے۔ لکھا ہے کہ خدا نے سب کچھ ہمارے پاؤں تلے کر دیا ہے اور کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو ہمارے تابع نہ ہو، مگر آیت ۸ واضح طور پر تسلیم کرتی ہے کہ ہم اَب تک سب چیزیں بنی نوع اِنسان کے تابع نہیں دیکھتے۔ اِس مسئلے کا حل ہمیں آیت ۹ میں نظر آتا ہے کہ جب ہم مسیح یسوع کو دیکھتے ہیں تو وہی طریقہ و ترتیب دِکھائی دیتی ہے کہ جلال و عزت کا تاج پہنانے سے پہلے، فتحمندی دینے سے پہلے، کم یا گھٹا دیا۔ مسیح کے پاس عزت، جلال و عروج تھا، پھر اُسے فرشتوں سے بھی کم تر کر دیا گیا۔ اُس نے موت کا مزہ چکھا، اور پھر اُسے عزت، جلال اور فتحمندی کا تاج پہنایا گیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ مسیح ایک مثال و نمونہ ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو گا۔ اگر مسیح ہمارے لئے نمونہ و مثال ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے تو ہمیں پورا یقین و بھروسہ ہونا چاہیے کہ جو وعدے ہم سے خدا نے کِئے ہیں وہ سب پورے ہوں گے۔ اگر ہم جسمانی اور دُنیاوی آنکھوں سے دیکھیں تو ہماری موجودہ حالت بہت ہی پست و نیچے ہے، مگر جب ہم خدا کی مرضی اور وعدوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو ہم عزت و جلال کے تاج سے نوازے جا چکے ہیں۔

مسیح کو جلال و عزت کا تاج پہنایا گیا کیونکہ اُس نے ہمارے گناہوں کی خاطر موت کا مزہ چکھا۔ مسیحیت میں یہ ایک عجیب و غریب اور انوکھی حقیقت

ہے کہ زندہ رہنے کے لئے مرنا ضروری ہے۔ جلال و عزت کا تاج پہننے سے پہلے لازم ہے ہم اپنی خودی کو ختم کریں۔ پولس رسول رومیوں کی کتاب کے ۶ باب میں لکھتا ہے کہ ہم مسیح کی موت میں شامِل ہونے کے بپتسمہ کے سبب سے نئی زندگی میں داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم اُس کی موت میں شریک و شامل ہیں تو اُس کے جلال، عزت و فتح میں بھی شریک و شامل ہوں گے۔

بپتسمہ ایک ایسا عمل ہے جو ہمیں مسیح کی موت میں شریک و شامل کرتا ہے مگر وہ کیا ہے جو ہمیں شریک کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے؟ جیسا عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کے ۲ باب کی ۹ آیت میں لکھا ہے، ''...تاکہ خدا کے فضل سے وہ ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھے۔'' (عبرانیوں ۲:۹) فضل کیا ہے؟ فضل خدا کی وہ طاقت و قوت ہے جو ہماری کوشش و کاوش میں ہمیں اَور زیادہ صلاحیت و قابلیت بخشتا ہے کہ ہم خدا کی مرضی و اِرادے کو پورا کرسکیں۔ یہ فضل ہی ہے جو ہماری کمزوری کو طاقت و قوت میں اور ہماری نااہلیت و ناقابلیت کو اہلیت و قابلیت میں بدل دیتا ہے۔

چھٹا باب

وہ ہمارا شریک ہُوا

(عِبرانیوں ۲:۱۰-۱۸)

کسی کے بارے میں جاننے اور کسی کو جاننے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مثال کے طور پر آپ کسی بھی مشہور و معرُوف ہستی کی زندگی کے بارے میں بہت تفصیل سے جانتے ہوں گے لیکن جب تک آپ اُس کے ساتھ بیٹھے نہیں، بات چیت نہ کریں، زندگی کے تجربات کا تذکرہ نہ کریں، تو آپ کیسے یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ آپ اُسے جانتے ہیں؟

اِسی طرح سے مسیح یسوع کے بارے میں بھی ہے۔ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا لکھنے والا سارے کا سارا پہلا باب اِسی موضوع پر وقف کر دیتا ہے کہ مسیح کِتنا عظیم تر، افضل و اعلیٰ ہے اور وہ خدا کی ذات کا پرتَو، نقش و عکس بلکہ خدا کی الوہیت میں شامل ہے۔ اُس نے کُل عالم پیدا کِئے۔ اُس کا تخت و بادشاہی ہمیشہ قائم و دائم رہے گی۔ اُس کی بادشاہی عدل و راستبازی کے ساتھ ہے۔ وہ بُرائی و بدکاری سے نفرت رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ فرشتوں سے بھی عظیم تر، افضل و اعلیٰ ہے۔

یہ سب کچھ پڑھ کر تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ مسیح کا جاہ و جلال اور مرتبہ اِتنا بلند ہے کہ اُس تک نہ تو پہنچا جا سکتا ہے اور نہ وہ ہم تک رسائی

حاصل کر سکتا ہے، وہ ایک بلند ترین مقام پر بالکل الگ تھلگ ہے۔ مگر عبرانیوں ۲ باب میں ہمیں مسیح کی تصویر کا دوسرا رُخ نظر آتا ہے۔ ہم ایک ایسی ہستی کو دیکھیں گے جو ہماری طرح زندگی کے مختلف تجربات سے گزرتی ہے۔ کیونکہ وہ ہماری طرح زندگی کے اُتار چڑھاؤ سے گزرتا ہے اِسی لئے ہمارے دُکھوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کو محسوس کر کے ہماری مدد کر سکتا ہے۔ آیت ۱۰ سے ۱۸ میں اِس بارے لکھا ہے، ''کیونکہ جس کے لئے سب چیزیں ہیں اور جس کے وسیلہ سے سب چیزیں ہیں اُس کو یہی مناسب تھا کہ جب بہت سے بیٹوں کو جلال میں داخل کرے تو اُن کی نجات کے بانی کو دُکھوں کے ذریعہ سے کامِل کر لے، اِس لئے کہ پاک کرنے والا اور پاک ہونے والے سب ایک ہی اَصل سے ہیں۔ اِسی باعث وہ اُنہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے کہ تیرا نام مَیں اپنے بھائیوں سے بیان کروں گا۔ کلیسیا میں تیری حمد کے گیت گاؤں گا۔ اور پھر یہ کہ مَیں اُس پر بھروسہ رکھوں گا اور پھر یہ کہ دیکھ مَیں اُن لڑکوں سمیت جنہیں خدا نے مجھے دیا۔ پس جس صُورت میں کہ لڑکے خون اور گوشت میں شریک ہیں تو وہ خود بھی اُن کی طرح اُن میں شریک ہُوا تاکہ موت کے وسیلہ سے اُس کو جِسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی اِبلیس کو تباہ کر دے اور جو عُمر بھر موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار رہے اُنہیں چھُڑا لے، کیونکہ واقع میں وہ فرشتوں کا نہیں بلکہ ابرہام کی نسل کا ساتھ دیتا ہے۔ پس اُس کو سب باتوں میں اپنے بھائیوں کی مانند بننا لازم ہُوا تاکہ اُمت کے گناہوں کا کفارہ دینے کے واسطے اُن باتوں میں جو خدا سے علاقہ رکھتی ہیں ایک رحمدل اور

دیانتدار سردار کاہن بنے۔ کیونکہ جس صُورت میں اُس نے خود ہی آزمایش کی حالت میں دُکھ اُٹھایا تو وہ اُن کی بھی مدد کرسکتا ہے جن کی آزمایش ہوتی ہے۔“ (عبرانیوں ۲:۱۰-۱۸)

اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا ایک آمرانہ اور بے اِنصاف سوچ کے ساتھ حکومت کرتا ہے۔ اُس کی کاملیت کا معیار اِس قدر اُونچا و بلند ہے کہ کوئی اُس تک پہنچ نہیں سکتا۔ اِسی لئے خدا، مسیح یسوع کے وسیلہ سے بنی نوع اِنسان کی کمزوریوں میں شامل و شریک ہو گیا تا کہ کوئی بہانہ نہ رہے۔ اِس سے بھی کہیں زیادہ مسیح ایک کامِل نجات دہندہ ہے کیونکہ اُس نے ہر اُس چیز و حالات کا سامنا کِیا جن سے ہم گزر سکتے تھے اور وہ فتحمند ہُوا۔

ہم خدا کو یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ کامِل خدائے واحد ہے۔ پھر بھی مسیح نجات دہندے کے طور پر اُس وقت تک کاملیت کو نہیں پہنچا جب تک اُس نے ہماری طرح دُکھ تکلیف برداشت نہیں کی۔ مگر اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسیح سے کبھی گناہ سَرزد ہُوا۔ ۴ باب کی ۱۵ آیت واضح طور پر کہتی ہے کہ اُس نے کبھی گناہ نہیں کِیا۔ لیکن وہ اِس لحاظ سے مکمل نہیں تھا جب تک کہ اُس نے ہماری تکلیفوں اور مُصیبتوں کو ہماری طرح نہ سہا۔ اور جب اُس نے ہماری طرح مشکلات اور آزمائشوں میں گھر کر ہماری طرح دُکھ تکلیف برداشت کِیا تو پھر کوئی ایسی حالت و چیز نہیں تھی جس سے وہ ہمیں بچا نہ سکتا۔ اپنی موت کے وسیلہ سے اُس نے ہمیں پاک بنا دیا اور ہمیں اپنا بھائی کہہ کر مخاطب کِیا۔ آیت ۱۲ اور

۱۳ میں مسیح یسوع نے ہمیں چار طریقوں سے بتانے کی کوشش کی ہے کہ ہم کیسے خدا کے بچوں کی طرح کام کر سکتے ہیں۔

۱) مسیح نے کھلم کھلا اور واضح طور پر خدا کے نام کا دعویٰ کِیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ اُس نے ہمیں بتایا کہ خدا کون ہے، وہ کیسے سوچتا ہے، اُس کی خواہشات اور توقعات کیا ہیں اور اُس کی سِیرت و کِردار کیا ہے۔

۲) مسیح، خدا کی حمد و تمجید کے گیت گاتا ہے۔ کچھ مذاہب میں گانے بجانے کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی بلکہ بالکل منع ہے۔ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کی ایک دلیل یہ ہے کہ مسیح عظیم تر، افضل و اعلیٰ ہے۔ اُن بہت سی وجوہات میں سے یہ ایک وجہ ہے کہ وہ زمین و آسمان کی کُل کائنات سے افضل و اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔ وہ گیت کی شکل میں تحفہ کی نگہداشت و دیکھ بھال کرتا ہے جو خدائے بزرگ و برتر نے ہمارے اندر ڈالا، اور یوں ہم اُس میں بالکل خدا کی مرضی و اِرادہ کے مطابق بن جاتے ہیں۔

۳) مسیح کی ذات کا ایک اَور خوبصورت پہلو یہ بھی ہے کہ وہ اعتماد و بھروسہ کرتا ہے۔ وہ خدا کے سارے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے اُن کی پیروی کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو مسیحیت کو باقی تمام مذاہب سے جُدا اور الگ کرتی ہے۔ دوسرے دین و مذاہب اچھے عمل پر زور دیتے ہیں مگر مسیح میں ہم اپنی نیکیوں، اچھائیوں اور کوشِشوں پر یقین و بھروسہ نہیں کرتے بلکہ ہم خدا کی مہربانی، شفقت، فضل اور وعدوں پر اعتماد و یقین رکھتے ہیں۔

۴) مسیح کی سیرت و کردار میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ خدا کے سامنے صرف خود حاضر نہیں ہوتا بلکہ وہ اُن بچوں کو بھی ساتھ رکھتا ہے جو خدا نے اُس کے سُپرد کِئے ہیں۔ یہ ایک تبلیغی کام ہے، یعنی دوسروں کو خدا کے گھرانے و خاندان میں شامل کرنا۔ لازم ہے کہ ہم دوسروں کو بھی احساس دِلائیں کہ وہ بھی خدا کے گھرانے میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مسیح کے اِنسانی شکل میں ہونے کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ نہ صرف وہ ہمیں خدا کے گھرانے میں شامل ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے بلکہ اِس سے وہ بنی نوع اِنسان کی سب سے بڑی مشکل کا بھی حل تلاش کر دیتا ہے۔

جب سے آدم اور حَوا نے باغِ عدن میں گناہ کِیا ہے اُس وقت سے وہ بقائے دائمی کی تلاش میں ہے۔ ہم موت سے ڈرتے اور خوف زدہ ہوتے ہیں۔ موت بوڑھے اور عُمررسیدہ ہونے اور اپنے جسم سے جُدا ہونے سے کہیں زیادہ ہے۔ بقائے دائمی یعنی ہمیشہ زندہ رہنا مٹی کے بدن میں توڑ پھوڑ، خرابی اور کمزوری نہ ہونے سے کہیں زیادہ ہے۔ موت کیا ہے؟ درحقیقت خدا سے جُدائی کا نام موت ہے، اور بقائے دائمی یعنی ابدی، غیرفانی زندگی خدا کے ساتھ ہمیشہ رہنا ہے۔ ہاں، وہی خدا جو زندگی کا چشمہ و منبع ہے۔

یہ اہم و ضروری بات ہے کہ مسیح نے جسم کی صُورت اِختیار کی یعنی وہ ہماری طرح اِنسان بنا، مَر گیا اور تیسرے دِن مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ مسیح نے موت کے سارے بندھن توڑ کر اِبلیس یعنی شیطان کو تباہ و برباد کر دیا۔ ہاں، وہی شیطان جس کے ہاتھ میں موت کی طاقت تھی۔ یہ سب کیسے ہُوا؟ مسیح یسوع

نے تمام بنی نوع اِنسان کے لئے موت کو گلے لگایا، دوسرے لفظوں میں یہ کہ اُس نے ہماری موت اپنے اُوپر لے لی۔ وہ جُدائی جو ہم نے برداشت کرنا تھی اُس نے اپنے اُوپر لے لی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جو مسیح کی پیروی کرتے ہیں یعنی وہ جو مسیح میں ہیں اُن پر موت کی طاقت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ موت سے نکل کر زندگی میں آ گئے ہیں، لہذا اُنہیں موت کا کوئی ڈر خوف نہیں ہوتا۔

لیکن ہمارے گناہ جن کی وجہ سے ہمیں موت کا سامنا کرنا پڑا غائب نہیں ہو گئے۔ ہمیں اُن کی ہر حالت میں تلافی یا عوضانہ ادا کرنا ہے، اور یہ عظیم کام مسیح کی موت نے مکمل کر دیا یعنی اُس کی موت نے ہمارے گناہوں کا فدیہ دے دیا۔ اگر ہم اُس کی قیمت کو قبول و تسلیم کر لیں تو وہ ہمارا قرض چُکا سکتا ہے۔

گناہوں کا کفارہ دینا کاہن کا کام ہے۔ ۱۷ آیت میں مسیح کو کاہن کہا گیا ہے، اور عبرانیوں کی اِلہامی کتاب اِس تصور کو ۷ اور ۸ باب میں اور زیادہ وضاحت سے پیش کرے گی۔ اَب ۲ باب کا اگلا بیان ہماری توجہ مسیح کی سیرت و کردار کے ایک اَور خوبصورت پہلو کی طرف لگا لیتا ہے کہ اُس نے ہمارے لئے کیا کِیا۔

اَب سوال یہ ہے کہ مسیح نے اِنسانی صورت کیوں اِختیار کی؟ تو اِس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ ہمارا نجات دہندہ بننے کے لئے، ہمارے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لئے۔ وہ ہماری طرح اِنسان بن کر ہی ہماری مدد کر سکتا

تھا۔ اُس پر لازم تھا کہ وہ اِنسانیت کا جامہ پہنے تاکہ ہم اِنسانوں کی کمزوریوں اور خرابیوں میں ہماری مدد و راہنمائی کرے۔

۱۶ اور ۱۸ آیت میں لکھا ہے کہ مسیح ہماری مدد کے لئے تیار ہے۔ وہ اِنسانی شکل میں اِس لئے دُنیا میں آیا تاکہ وہ اُن تکلیفوں، مصیبتوں، دکھوں اور آزمائشوں کا بطور اِنسان تجربہ حاصل کرے اور ہماری بہتر طور پر مدد و راہنمائی کر سکے۔ کیونکہ اُس نے ہر آزمائش پر فتح پائی، اِس لئے ہمیں پوری اُمید و یقین ہے کہ اُس کی مدد و راہنمائی سے ہم بھی اپنی ہر آزمائش پر غالب آئیں گے۔

ساتواں باب

دیانتداری

(عِبرانیوں ۳:۱-۶)

دُکھ تکلیف زندگی کا مُستقل حِصہ ہے۔ مگر ایک اَور چیز جس کا سامنا ہم سب کو کرنا پڑتا ہے وہ آزمائش ہے۔ ہمیں ہر وہ کام کرنے کے لئے اُکسایا جاتا ہے جو ہم خود بھی کرنا نہیں چاہتے۔ مسیح کی پیروی کرنے اور نہ کرنے والوں میں بُنیادی فرق یہ ہے کہ دونوں دُکھ تکلیف اور آزمائشوں کا سامنا کیسے کرتے ہیں۔ ہم جو مسیح یسوع کی پیروی کرتے ہیں ہمارا خدا کے ساتھ ایک رشتے کا عہد ہے۔ اِس رشتے کے عہد کی وجہ سے ہمارے ساتھ خدا کا وعدہ ہے کہ وہ دُکھ تکلیف اور آزمائش کی گھڑی میں ہماری مدد کرے گا۔ ہم نے عبرانیوں کی اِلہامی کتاب میں دیکھا کہ خدا کا فضل ہمارے ساتھ ہے اور مسیح یسوع اُن کا مددگار ہے جو مختلف حالات میں آزمائے جاتے ہیں۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ مدد و راہنمائی کے وعدوں کے ساتھ ہم پر کچھ فرض اور ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ آیئے عبرانیوں ۳ باب اُس کی ۱ سے ۶ آیت کا مطالعہ کرتے ہیں کہ اِس بارے میں کیا لکھا ہے، ''پس اَے پاک بھائیو! تم جو آسمانی بُلاوے میں شریک ہو، اُس رُسول اور سردار کاہن یسوع پر غور کرو جس کا ہم اِقرار کرتے ہیں، جو اپنے مُقرر کرنے والے کے حق میں

دیانتدار تھا جس طرح موسیٰ اُس کے سارے گھر میں تھا۔ کیونکہ وہ موسیٰ سے اِس قدر زیادہ عزت کے لائق سمجھا گیا جس قدر گھر کا بنانے والا گھر سے زیادہ عزت دار ہوتا ہے۔ چنانچہ ہر ایک گھر کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہوتا ہے مگر جس نے سب چیزیں بنائیں وہ خدا ہے۔ موسیٰ تو اُس کے سارے گھر میں خادم کی طرح دیانتدار رہا تاکہ آیندہ بیان ہونے والی باتوں کی گواہی دے، لیکن مسیح بیٹے کی طرح اُس کے گھر کا مُختار ہے اور اُس کا گھر ہم ہیں بشرطیکہ اپنی دلیری اور اُمید کا فخر آخر تک مضبوطی سے قائم رکھیں۔'' (عبرانیوں ۳:۱-۶)

جب ہم تکلیفوں، مصیبتوں اور آزمائشوں سے گزر رہے ہوتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہم بالکل تنہا اور اکیلے ہیں، خدا ہم کو بھول چُکا ہے۔ مگر عبرانیوں ۳ باب کی پہلی آیت کے شروع کے یہ الفاظ ''اَے پاک بھائیو!'' ہمیں یاد دِلاتے ہیں کہ جو ہم خدا کے بارے میں سوچتے اور سمجھتے ہیں وہ دُرست نہیں ہے۔ خدا ہم کو بھولا نہیں، ہم پاک ہیں یعنی ہم خدا کے لئے الگ کر دیئے اور چُنے گئے ہیں تاکہ وہ ہم سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے۔ ہم اُس کی نظر میں بہت اہم ہیں۔

نہ صرف ہم پاک ہیں بلکہ ہم خدا کی آسمانی بُلاہٹ میں بھی شامل ہیں۔ خدا کی بُلاہٹ کا تصور اور اِس کا جواب عبرانیوں ۳ باب کے حوالے کے باقی حِصے کو سمجھنے کے لئے نہائت ضروری ہے، مگر پھر بھی ہم یہاں اِس کے ایک پہلو پر تذکرہ و غور کریں گے۔ دُنیا کی تکلیفوں، مصیبتوں اور رنگینیوں میں کھو کر اپنے مقصدِ حقیقی سے کھو جانا بہت آسان ہے۔ مگر خدا چاہتا ہے کہ ہم دُنیا کی

عیش و عشرت اور جسمانی خواہشوں پر دھیان دینے کی بجائے اُس کی بلاہٹ اور مقصدِ حقیقی پر توجہ دیں۔ اِنجیلِ مقدس میں فلپیوں ۳ باب اُس کی ۱۳ سے ۱۴ آیت میں پولس رسول کہتا ہے، ''اَے بھائیو! میرا یہ گمان نہیں کہ پکڑ چُکا ہوں بلکہ صرف یہ کرتا ہوں کہ جو چیزیں پیچھے رہ گئیں اُن کو بھول کر آگے کی چیزوں کی طرف بڑھا ہُوا نشان کی طرف دوڑا ہُوا جاتا ہوں تاکہ اُس اِنعام کو حاصل کروں جس کے لئے خدا نے مجھے مسیح یسوع میں اُوپر بُلایا ہے۔'' (فلپیوں ۳:۱۳-۱۴)

ہمیں یاد دِلانے کے بعد کہ خدا نے ہمیں دُنیا سے الگ کر کے اپنے اُس ازلی اِرادے اور منصوبے میں شامِل و شریک کر لیا ہے جو دُنیا کی تکلیفوں، مصیبتوں اور آزمائشوں سے کہیں اعلیٰ و افضل ہے، عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مصنف اَب اپنے اصلی مقصد کی طرف آتا ہے۔ ہمیں اپنا پورا دھیان مسیح یسوع پر لگانا چاہیے۔ ۲ باب کی ۱۸ آیت مسیح کے بارے کہتی ہے، ''...جس صُورت میں اُس نے خود ہی آزمایش کی حالت میں دُکھ اُٹھایا تو وہ اُن کی بھی مدد کر سکتا ہے جن کی آزمایش ہوتی ہے۔'' (عبرانیوں ۲:۱۸) پہلے باب کی ۳ آیت میں لکھا ہے کہ ہم سب کو چاہیے کہ یسوع مسیح پر پورے دھیان سے غور کریں۔

ہم ایک وقت میں ایک ہی بات سوچ سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنے دماغ کو مسیح کے خیال سے بھر دیں تو پھر ہمارا دھیان کسی ایسی چیز کی طرف نہیں ہو گا جو ہمیں آزمایش میں ڈال سکتی ہے۔ جب ہم اپنی آسمانی بُلاہٹ پر پوری توجہ دیتے ہیں تو اِس دُنیا کی فانی چیزیں ہمیں خدا سے دُور نہیں کر سکتی۔

پہلی آیت ہمیں یاد دِلاتی ہے کہ مسیح یسوع ایک رسول ہیں۔ اِس کا مطلب کیا ہے؟ رسول کا مطلب ہے ''بھیجا گیا''، لہذا جب عبرانیوں کا مصنف مسیح کو رسول کہتا ہے تو ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ مسیح یسوع کو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ ہم پہلے باب میں دیکھ چکے ہیں کہ خدا نے بنی نوع اِنسان سے مکمل طور پر اور پوری وضاحت و صفائی کے ساتھ مسیح کے وسیلہ سے کلام کِیا۔ یہاں مسیح، خدا کا رسول ہے جس کو خدا نے ہمارے لئے بھیجا ہے تاکہ وہ ہماری تکلیفوں، مصیبتوں اور آزمایشوں میں مدد و راہنمائی کرے۔

مسیح یسوع سردار کاہن بھی ہے۔ ہم نے ۲ باب کی ۱۷ آیت میں دیکھا کہ سردار کاہن کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کی خاطر ہمارا فدیہ یا عوضانہ ادا کرے۔ ہم اِس بارے میں اگلے ابواب میں تفصیل سے پڑھیں گے۔

پہلی آیت کے آخری حصے میں لکھا ہے کہ ہم مسیح کا اِقرار کرتے ہیں۔ اِس اِقرار کا کیا مطلب ہے؟ جو لفظ یہاں اِستعمال ہوا ہے اُس کا لفظی مطلب ہے ''ایک ہی بات کہنا'' دوسرے لفظوں میں یہ کہ جب ہم اِقرار کرتے ہیں ہم وہی بات کہتے ہیں جو خدا کہتا ہے۔ جب ہم مسیح کا اِقرار کرتے ہیں تو نہ صرف اُس کی الُوہیت کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ ہم وہی کہتے ہیں جو خدا مسیح کے بارے میں کہتا ہے۔ اِس میں یہ مسلمہ حقیقت بھی شامل ہے کہ وہ ہمارا رسول اور سردار کاہن ہے۔

مگر بنی نوع اِنسان کی گمراہی و گمشدگی کا اندازہ اِس بات سے لگایئے کہ ہمیں صاف صاف بتا دیا گیا ہے کہ مسیح کو دُنیا میں بھیجا گیا کہ ہمارے گناہوں کا فدیہ ادا کرے، اور جب دُکھوں، تکلیفوں میں آزمائے جائیں تو وہ ہماری مدد و راہنمائی کرے، یہاں تک کہ ہم اِقرار بھی کرتے ہیں کہ وہ ہمارا رسول اور سردار کاہن ہے۔ لیکن پھر بھی ہمارے اندر ایک گمراہی و شک کی ایک آواز گونجتی ہے کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم کیسے یقین کریں؟

یاد رہے کہ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب یہودی پس منظر رکھنے والوں کے لئے لکھی گئی۔ اُنہوں نے مسیح کا اِقرار کِیا مگر اذیت اور ظلم و ستم کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے وہ واپس یہودی عقیدے کی طرف لوٹنے کی آزمایش میں پڑ گئے۔ لہٰذا عبرانیوں کا مصنف اُن کے سامنے وہ بات لا رہا جس کو سب یہودی تسلیم کرتے ہیں۔ کیا موسیٰ خدا کا وفادار و تابعدار تھا؟ ہاں، اِس میں شک کی کیا بات ہے؟ وہ وفادار تھا۔ درحقیقت ۱۱ باب میں ہم پڑھیں گے کہ موسیٰ خدا سے وفاداری کا اعلیٰ و عظیم نمونہ ثابت ہوتا ہے۔

موسیٰ نے خدا سے اپنی وفاداری کا مظاہرہ دو طرح سے کِیا۔ پہلا ایک نوکر یا خادِم کی حیثیت سے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ موسیٰ نے خدا کے کام کو اخلاقی بلندی اور نہایت خوش اسلوبی سے سَرانجام دیا۔ خدا سے وفاداری کا دوسرا مظاہرہ موسیٰ نے آنے والے وقت کی پیشین گوئیاں کر کے کِیا۔ مثال کے طور پر مسیح کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہوئے اُس نے کہا، ''خداوند تیرا خدا

تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اُس کی سُننا۔'' (اِستثنا ۱۸:۱۵)

جس طرح موسیٰ نبی خدا کا وفادار و تابعدار تھا، مسیح بھی تھا۔ اُس نے خدا کے کام کو نہایت ذمہ داری اور پوری کاملیت کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ ہم نے عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کے پہلے باب کی پہلی آیت میں دیکھا کہ مسیح کُل کائنات و بنی نوع اِنسان کو پیدا کرنے کے بعد خدا کے دہنی ہاتھ جا بیٹھا۔

موسیٰ اور مسیح دونوں وفادار و تابعدار تھے، مگر مسیح، موسیٰ سے کہیں عظیم تر، افضل و اعلیٰ ہے۔ موسیٰ خدا کے خاندان میں ایک نوکر کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن ہم عبرانیوں کے پہلے باب میں دیکھتے ہیں کہ خدا نے مسیح یسوع کو اپنا بیٹا، اور اپنے گھر کا مختار مقرر کِیا۔

خدا کا گھرانہ کون ہے؟ ہر وہ شخص جو مسیح کی سچے دِل سے پیروی کرتا ہے وہ خدا کے گھرانے میں شامل ہے۔ اگر ہم مسیح سے کنارہ کشی اِختیار کر کے موسیٰ یا کسی اَور کے پیچھے چل پڑیں تو ہم خدا کے گھرانے سے خارج ہو جائیں گے۔ جیسا کہ ہم نے عبرانیوں ۳ باب میں پڑھا کہ ''...مسیح بیٹے کی طرح اُس کے گھر کا مختار ہے اور اُس کا گھر ہم ہیں بشرطیکہ اپنی دلیری اور اُمید کا فخر آخر تک مضبوطی سے قائم رکھیں۔'' لازم ہے کہ ہم دُکھوں، تکلیفوں، اذیتوں اور آزمایشوں میں ثابت قدم رہیں اور مسیح کو نہ چھوڑیں، کیونکہ ہم خدا کے گھرانے

میں صرف اور صرف مسیح یسوع کی وجہ سے ہیں۔ مسیح ازل سے ابد تک وفادار ہے، مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہم اُس کے وفادار ہیں؟

آٹھواں باب

سخت دِل

(عِبرانیوں ۳:۷-۱۹)

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کے مصنف نے مسیح کا عظیم تر اور افضل و اعلیٰ رُتبہ ثابت کرنے کے لئے بہت سے دِلائل، حقائق و شواہد پیش کِئے ہیں۔ پہلے باب میں وہ دعوے سے کہتا ہے کہ مسیح یسوع، فرشتوں سے بھی عظیم تر ہے۔ ۲ باب میں وہ کہتا ہے کہ مسیح کے وسیلہ سے جو نجات کا اِنتظام کِیا گیا ہے وہ موسوی شریعت و قانون سے کہیں اعلیٰ و افضل ہے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ مسیح میں ہمارا نجات دہندہ بننے کی پوری پوری قابلیت و اہلیت ہے۔ اور ۳ باب میں وہ لکھتا ہے کہ مسیح، موسیٰ سے بھی بڑا اور عظیم تر ہے۔

جبکہ یہ سب حق و سچائی پر مبنی ہے، تو اگر ہم مسیح کے وسیلہ سے ملنے والے خدا کے اِلہامی پیغام کو رد کریں تو اُس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ اِس سوال کے جواب میں عبرانیوں کی کتاب کا مصنف بنی اِسرائیل کی تاریخ سے ایک واقعہ کی طرف اِشارہ کرتا ہے۔ ۳ باب کی ۷ سے ۱۱ آیت میں وہ زبور ۹۵ کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے، ''پس جس طرح کہ رُوح اُلقدس فرماتا ہے اگر آج تم اُس کی آواز سُنو تو اپنے دِلوں کو سخت نہ کرو جس طرح غصہ دِلانے کے وقت آزمایش کے دِن جنگل میں کِیا تھا، جہاں تمہارے باپ دادا نے مجھے جانچا اور

آزمایا اور چالیس برس تک میرے کام دیکھے۔ اِسی لئے مَیں اُس پُشت سے ناراض ہُوا اور کہا کہ اِن کے دِل ہمیشہ گمراہ ہوتے رہتے ہیں، اور اُنہوں نے میری راہوں کو نہیں پہچانا۔ چنانچہ مَیں نے اپنے غضب میں قسم کھائی کہ یہ میرے آرام میں داخل نہیں ہونے پائیں گے۔" (عبرانیوں ۳:۷-۱۱)

خدا نے بنی اِسرائیل سے وعدہ کِیا کہ وہ اُن کو مِصر میں فرعون کی غلامی سے چھٹکارا دے کر کنعان میں اُن کو اپنے وطن میں بسائے گا۔ اگرچہ اِسرائیلیوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے خدا کی طرف سے عظیم معجزات دیکھے، یعنی مِصر سے روانہ ہو کر وہ سمندر میں خشک زمین کے معجزاتی راستے سے دوسرے کنارے پر پہنچے، اگرچہ اُنہوں نے کوہِ سینا پر خدا کے ساتھ رشتے کا ایک نیا عہد باندھا، مگر اُنہوں نے پھر بھی یقین نہ کِیا کہ خدا اُن کی حفاظت و نگہبانی، اپنے وعدوں کے مطابق کر سکتا ہے۔ وہ بیابان میں مُصیبت و تکلیف دیکھ کر لگاتار خدا کے خلاف بُڑبُڑاتے رہے۔ وہ لگاتار خدا کے خلاف نافرمانبرداری کر کے گناہ کے مرتکب ہوئے جبکہ خدا نے اُن کو منع کِیا کہ یہ نہیں کرنا۔ اُن کی گمراہی اور برگشتگی دیکھ کر خدا کو غصہ آیا اور اُس نے عہد باندھا کہ یہ نافرمان لوگ موعودہ مُلک یعنی اُس مُلک میں داخل نہیں ہو پائیں گے جس کا اُن سے وعدہ کِیا گیا ہے۔ وہ تمام لوگ اور اُن کی ساری نسل جن کو خدا نے فرعون کی غلامی سے نجات دی ہلاک و برباد ہو گئے کیونکہ اُنہوں نے خدا پر یقین و بھروسہ نہ کِیا اور نہ اُس کی تابعداری کی۔ ہاں، اُن کے بچے آخرکار وعدہ کِیے ہوئے مُلک کنعان میں داخل ہوئے۔

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا لکھنے والا بنی اِسرائیل کے بیابان میں تجربے کو مسیح کے پیروکاروں کی زندگی کے ساتھ اِستعارے کے طور پر اِستعمال کرتا ہے۔ جس طرح خدا نے اِسرائیلیوں سے وعدہ کِیا کہ وہ اپنے مُلک میں آرام و سکون سے رہیں گے، اِسی طرح اُس نے مسیح کے پیروکاروں سے بھی وعدہ کِیا ہے کہ وہ بھی ہمیشہ آرام و سکون میں رہیں گے۔ پطرس رسُول اِس بارے میں لکھتا ہے، ''لیکن اُس کے وعدہ کے موافق ہم نئے آسمان اور نئی زمین کا اِنتظار کرتے ہیں جن میں راستبازی بسی رہے گی۔'' (۲-پطرس ۳:۱۳)

جس طرح بیابان میں بنی اِسرائیل کے پاس کوئی زمین نہیں تھی، اُسی طرح پاک صحائف کہتے ہیں کہ مسیح کے پیروکار بھی جب تک وہ دُنیا میں ہیں ''پردیسی اور مُسافر'' رہیں گے (۱-پطرس ۲:۱۱)۔

بدقسمتی سے جس چیز نے بنی اِسرائیل کو موعودہ مُلک کنعان میں داخل نہ ہونے دیا وہی چیز مسیح کے پیروکاروں کو خدا کے وعدوں و برکات سے محروم کر سکتی ہے۔ اَب سوال یہ ہے کہ ہم اِس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف ۱۲ سے ۱۹ آیت میں لکھتا ہے، ''اَے بھائیو! خبردار! تم میں سے کسی کا ایسا بُرا اور بے ایمان دِل نہ ہو جو زندہ خدا سے پھر جائے، بلکہ جس روز تک آج کا دِن کہا جاتا ہے ہر روز آپس میں نصیحت کِیا کرو تاکہ تم میں سے کوئی گناہ کے فریب میں آ کر سخت دِل نہ ہو جائے۔ کیونکہ ہم مسیح میں شریک ہوئے ہیں بشرطیکہ اپنے اِبتدائی بھروسے پر آخر تک مضبوطی سے قائم رہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اگر آج تم اُس کی آواز سُنو تو اپنے دِلوں کو سخت

نہ کرو جس طرح کہ غصہ دِلانے کے وقت کِیا تھا۔ کِن لوگوں نے آواز سُن کر غصہ دِلایا؟ کیا اُن سب نے نہیں جو موسیٰ کے وسیلہ سے مِصر سے نکلے تھے؟ اور وہ کِن لوگوں سے چالیس برس تک ناراض رہا؟ کیا اُن سے نہیں جنہوں نے گناہ کِیا اور اُن کی لاشیں بیابان میں پڑی رہیں؟ اور کِن کی بابت اُس نے قَسم کھائی کہ وہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائیں گے سِوا اُن کے جنہوں نے نافرمانی کی؟ غرض ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بے ایمانی کے سبب سے داخل نہ ہو سکے۔" (عبرانیوں ۳:۱۱-۱۹)

یہ آیات ہمیں گناہ کے نتائج سے خبردار کرتی ہیں۔ گناہ وہ دھوکا و فریب ہے جو حق و سچائی کے بارے میں ہمارے تصور کو مسخ کر دیتا ہے جس سے ایمان کی جگہ بے ایمانی جنم لیتی ہے، اور ہم اِس حقیقت پر بھروسہ و یقین نہیں رکھتے کہ خدا ہماری نگہبانی و حفاظت کر سکتا ہے اور نہ ہی ہم اُس کے وعدوں پر بھروسہ کرتے ہیں کیونکہ گناہ نے ہمارے دِل و دماغ کو دھوکے اور فریب میں جکڑ دیا ہے۔ اور اگر ہم مُستقِل طور پر بے اِیمانی کا مظاہرہ ہی کرتے رہیں تو ہمارا دِل سخت ہو جائے گا۔ اور جب ہمارا دِل سخت ہو جائے گا تو ہم خدا کی آواز بھی نہیں سُن سکیں گے۔

اپنے دِلوں کو گناہ کے سبب سے سخت کرنے کے کیا نتائج نکلتے ہیں؟ خدا نے ہم سے اپنی محبت و لگاؤ اور رحمدلی و شفقت کی وجہ سے مسیح کو دُنیا میں بھیجا کہ ہمیں گناہ سے ہمیشہ کے لئے نجات دے۔ اگر ہم خدا کی آواز کو سُننے سے اِنکار کرتے ہیں تو ہم اُس کے غصہ کو اُبھارتے ہیں، اور جیسا بنی اِسرائیل

کے ساتھ ہُوا جب اُس نے اُنہیں مِصر سے نکالا، ہم بھی اپنے گناہوں میں مَریں گے۔ ہم کبھی بھی خدا کے اُس آرام میں داخل نہیں ہو پائیں گے جس کو اُس نے ہمارے لئے تیار کر رکھا ہے۔

ہم اپنے آپ کو اِس ابدی ہلاکت و تباہی سے کیسے بچا سکتے ہیں؟ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف کہتا ہے کہ ہم پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کو نصیحت و تسلی دیں۔ بہت سے لوگ اپنے ایمان و دین کو اپنا ذاتی و شخصی عمل سمجھتے ہیں، مگر دوسرے اِیمانداروں سے الگ رہنا ایمان کی مضبوطی کے لئے اچھا نہیں۔ اگر ہم اپنے اِیمان کا یا رُوحانی آزمایشوں کا ایک دوسرے سے تذکرہ نہیں کرتے تو ہم بڑی آسانی سے ہمت ہار دیں گے۔ اپنے اِیمان کو مار دینا بہت آسان ہے۔ دُنیا کی آزمایشوں اور گناہوں میں پھنس جانا بہت آسان ہے۔ اِسی لئے بہت ضروری ہے کہ ہم اپنے مسیحی بہن بھائیوں سے میل مِلاپ رکھیں۔ وہ ہماری آزمایش، مصیبت و تکلیف میں مدد و راہنمائی کر سکتے ہیں۔ ہم کمزوری اور مایوسی میں اُن سے طاقت و ہمت لے سکتے ہیں۔ ہم اُن سے اپنی تکلیفوں اور پریشانیوں کا تذکرہ کر کے اپنے شک و اندیشے دُور کر سکتے ہیں۔

ایسا ہمیں ہر روز کرنا چاہیے، اور یہ بہت اہم و ضروری ہے۔ جیسا کہ عبرانیوں کی کتاب کا مُصنف کہتا ہے "...جس روز تک آج کا دِن کہا جاتا ہے..." (عبرانیوں ۳:۱۳) اور اگر ہم خدا کی آواز سُننے میں کل تک کا اِنتظار کریں گے تو وہ کل کبھی نہیں آئے گی۔ ہمارے پاس یہی ایک موقع، یہی ایک لمحہ ہے۔

ذہن میں رہے کہ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب مسیح کے اُن پیروکاروں کے نام لکھی گئی جن کا پس منظر یہودی تھا، اور ظلم و اذیت کی وجہ سے وہ اپنے پُرانے عقیدے و دین کی طرف لوٹ رہے تھے۔ اِسی وجہ سے لکھا ہے ہم پر لازم ہے کہ ''...اپنے اِبتدائی بھروسے پر آخر تک مضبوطی سے قائم رہیں۔'' (عبرانیوں ۳:۱۴)

ہم جو مسیح یسوع کے پیروکار ہیں اُس میں شامل ہیں اور اُن وعدوں کا شدت سے اِنتظار کر رہے ہیں جو خدا نے ہم سے کِئے ہیں۔ لیکن خدا کے یہ وعدے صرف اُسی وقت پورے ہو سکتے ہیں جب ہم اپنے اِیمان اور اُمید کو مضبوطی سے تھام کر اُس میں ابد تک قائم رہیں گے۔ اور اگر ہم دُور ہوئے یا واپس اپنی پُرانی روِش و زندگی کی طرف لوٹ جانے کا سوچا تو ہم خدا کے اُس آرام میں داخل نہیں ہو پائیں گے جس کا اُس نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے۔

نواں باب

آرام

(عِبرانیوں ۴:۱۔۱۳)

کوئی بھی چیز ہماری نظر میں انمول و بیش قیمت کیسے بنتی ہے؟ کیا اُس کی قدر و اہمیت اِس پر مبنی نہیں کہ ہم اُس چیز کو کیسے دیکھتے ہیں؟ خاص طور پر وہ چیزیں جن کو ہم اپنے کانوں سے سُنتے ہیں۔ دو اِنسان بالکل ایک جیسا پیغام سُنتے ہیں، ایک اُس کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور لاپرواہی کا مظاہرہ کرتا ہے، مگر دوسرا شخص پیغام کی قدر و قیمت جانتے ہوئے اُس کو سُن کر عمل کرتا ہے اور بہت فائدہ اُٹھاتا ہے۔

بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب ہمیں یاد دِلاتی ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے اِسرائیلی قوم سے وعدہ کِیا کہ وہ اُنہیں مِصر میں فرعون کی غلامی سے نجات دے گا۔ مگر اِسرائیل کی ساری نسل نے خدا کے وعدے پر بھروسہ و یقین نہ کِیا اور وہ اپنے وطن کنعان میں آرام پانے کے وعدے سے محروم رہے۔ جس طرح اِسرائیلی قوم سے خدا نے وعدہ کِیا اُسی طرح مسیح یسوع کے پیروکاروں سے بھی خدا نے وعدہ کِیا کہ وہ ابدی آرام میں داخل ہوں گے۔ ۴ باب کی ۱ سے ۵ آیت میں وہ لکھتا ہے، ”پس جب اُس کے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ باقی ہے تو ہمیں ڈرنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی رہا ہُوا

معلوم ہو۔ کیونکہ ہمیں بھی اُن ہی کی طرح خوشخبری سُنائی گئی لیکن سُنے ہوئے کلام نے اُن کو اِس لئے کچھ فائدہ نہ دیا کہ سُننے والوں کے دِلوں میں اِیمان کے ساتھ نہ بیٹھا۔ اور ہم جو اِیمان لائے اُس آرام میں داخل ہوتے ہیں جس طرح اُس نے کہا کہ مَیں نے اپنے غضب میں قَسم کھائی کہ یہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائیں گے، گو بِنای عالم کے وقت اُس کے کام ہو چُکے تھے۔ چنانچہ اُس نے ساتویں دِن کی بابت کسی موقع پر اِس طرح کہا ہے کہ خدا نے اپنے سب کاموں کو پورا کر کے ساتویں دِن آرام کِیا۔ اور پھر اِس مقام پر ہے کہ وہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائیں گے۔'' (عبرانیوں ۴:۱-۵)

اِس حوالے کے مطابق خدا کا کام ختم ہو چُکا ہے۔ اُس نے اپنے لوگوں کو آرام پہنچانے کے لئے ضروری اِنتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو وہ کون سی چیز ہے جو لوگوں کو خدا کے اُس وعدے سے روک رہی ہے جس سے اُن کو آرام مِل سکتا ہے؟ کیونکہ اُنہوں نے خدا کے کہنے پر یقین و بھروسہ نہ کِیا، اور خدا کے وعدے کو حاصل کرنے کے لئے وہ نہ کِیا جو کرنا ضروری تھا، بنی اِسرائیل جن کو خدا نے مِصر میں فرعون کی غلامی سے نجات دی، خدا کے وعدے کے باوجود مُلکِ کنعان میں داخل نہ ہو سکے۔ اُن کا خدا کے وعدے پر یقین و بھروسہ نہ کرنا خدا کے غضب و غصہ کا سبب بنا۔ جس طرح بنی اِسرائیل کو غلامی سے نجات دی اُسی طرح خدا نے مسیح کے پیروکاروں کو گناہ کی غلامی سے چھٹکارا دیا اور وعدہ کِیا کہ وہ خدا کے ابدی آرام میں داخل ہوں

گے۔ اور اگر ہم نے خدا کے وعدے پر یقین و بھروسہ نہ کِیا تو ہم بھی ابدی آرام سے محروم رہیں گے۔

اَب سوال یہ ہے کہ ہم کیسے جانیں گے کہ خدا کا وعدہ سچا ہے؟ ہمیں اِس کی سچائی پر پورا پورا یقین ہے کیونکہ خدا نے اپنے نبیوں کی معرفت اِسے ہم تک پہنچایا۔ آیت ۶ سے ۱۰ میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف لکھتا ہے، ''پس جب یہ بات باقی ہے کہ بعض اُس آرام میں داخل ہوں اور جن کو پہلے خوشخبری سُنائی گئی تھی وہ نافرمانی کے سبب سے داخل نہ ہوئے تو پھر ایک خاص دِن ٹھہرا کر اِتنی مدت کے بعد داؤد کی کتاب میں اُسے آج کا دِن کہتا ہے جیسا پیشتر کہا گیا کہ اگر آج تم اُس کی آواز سُنو تو اپنے دِلوں کو سخت نہ کرو۔ اور اگر یشوع نے اُنہیں آرام میں داخل کِیا ہوتا تو وہ اُس کے بعد دوسرے دِن کا ذکر نہ کرتا۔ پس خدا کی اُمت کے لئے سبت کا آرام باقی ہے کیونکہ جو اُس کے آرام میں داخل ہُوا اُس نے بھی خدا کی طرح اپنے کاموں کو پورا کر کے آرام کِیا۔'' (عبرانیوں ۴:۶-۱۰)

سوال یہ نہیں کہ خدا کا وعدہ قائم ہے، بلکہ سوال یہ ہے کہ خدا نے ہمیں جو نجات کا موقع فراہم کِیا ہے اُس کا جواب کیسے دیں؟ وہ ہمیں بُلا رہا ہے، وہ کہتا ہے کہ میرے کلام کی تابعداری کرو، ہم اِس کا کیسے جواب دیں؟

اگرچہ خدا نے ہمیں آرام پہنچانے کیلئے سارا کام مکمل کر لیا ہے، اَب یہ ہمارا کام ہے کہ خدا کے آرام میں داخل ہونے کے لئے کوشش و کاوش کریں۔ خدا نے بنی اِسرائیل سے مُلک کنعان کا وعدہ کِیا مگر اُن کو پھر بھی فتح

کرنے کی ضرورت تھی۔ یہ اُن کا کنعان کے پُرانے رہنے والوں کے خلاف لڑنے سے اِنکار تھا جس کے بعد خدا کا غصہ اُس پہلی نسل پر بھڑکا جن کو مِصر میں غلامی سے نجات دی۔ اور جب بنی اِسرائیل نے فتح پانے کے لئے خدا کی ہدایات کی پیروی کی تو اُنہوں نے یشوع کی راہنمائی میں اِدھر اُدھر بھٹکنے سے آرام پایا۔

یشوع کی راہنمائی میں یہ فتح ایک بہت بڑی عظیم سچائی کی طرف اِشارہ کرتی ہے، یعنی خدا کے ابدی آرام کی طرف جس کا وعدہ خدائے بزرگ و برتر نے اپنے لوگوں سے کِیا ہے۔ جس طرح بنی اِسرائیل کو خدا کے وعدے میں شامل ہونے کے لئے تابعدار رہنے کی ضرورت تھی اُسی طرح ہمارا بھی فرض ہے کہ جو خدا نے اپنے نبیوں کی معرفت کہا ہے اُس کو سُنیں اور پورے یقین و بھروسہ کے ساتھ مکمل تابعداری کریں۔ اور اگر ہم نافرمانبرداری کا مظاہرہ کریں گے تو ہم بھی بنی اِسرائیل کی طرح خدا کے آرام میں داخل ہونے کے لئے نااہل قرار دیئے جائیں گے۔ آیت ۱۱ سے ۱۳ میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف لکھتا ہے، ''پس آؤ ہم اُس آرام میں داخل ہونے کی کوشش کریں تاکہ اُن کی طرح نافرمانی کر کے کوئی شخص گِر نہ پڑے۔ کیونکہ خدا کا کلام زندہ اور مؤثر اور ہر ایک دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے اور جان اور رُوح اور بند بند اور گودے کو جُدا کر کے گذر جاتا ہے اور دِل کے خیالوں اور اِرادوں کو جانچتا ہے۔ اور اُس سے مخلوقات کی کوئی چیز چھپی نہیں بلکہ جس سے ہم کو کام ہے اُس کی نظروں میں سب چیزیں کھلی اور بے پردہ ہیں۔'' (عبرانیوں ۴:‏۱۱-۱۳)

اِس حوالے میں یہ الفاظ ''خدا کا کلام'' بائبل مقدس میں اُس حِصہ کی طرف اِشارہ کرتے ہیں جس کو پُرانا عہد نامہ کہتے ہیں۔ شائد کوئی سوچے کہ وہ الفاظ جو ہزاروں سال پہلے لکھے گئے کیا آج کے زمانے میں بھی لاگو ہوتے ہیں؟ عبرانیوں کی کتاب یہ بات زور دیتے ہوئے کہتی ہے کہ خدا کا کلام آج بھی ویسے ہی زندہ و قائم ہے جیسے ہزارواں سال پہلے تھا۔ بائبل مقدس میں ایک اَور مقام پر ہمیں یقین دِلایا گیا ہے کہ خدا سچا و وفادار ہے۔ ہمیں چاہیے کہ خدا کے وعدوں پر مکمل بھروسہ و یقین کریں خواہ وہ صدیوں پہلے ہی کیوں نہ کِئے گئے ہوں۔

عام طور پر لوگ بائبل مقدس میں پُرانے عہدنامے کے بارے میں دو غلطیاں کرتے ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ بھول جاتے ہیں کہ مسیح یسوع نے موسوی شریعت کی تکمیل کی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ جو ضابطے اور احکامات خدا نے یہودیوں کو دیئے تھے وہ اَب اِنسان پر لاگو نہیں ہوتے۔ مسیح نے موسوی شریعت کی تمام ضروریات کو مکمل اور پورا کِیا۔ جیسا کہ ہم عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کے آخری حصہ میں دیکھیں گے کہ خدا نے بنی اِسرائیل سے جو عہد باندھا تھا اُس کی جگہ نئے عہد نے لے لی۔

دوسری غلطی لوگ یہ کرتے ہیں کہ وہ پُرانے عہدنامے سے آنکھیں بند کر کے لاپرواہی کا ثبوت دیتے ہیں کہ اِس کی اُن کی زندگیوں میں آج کے زمانے میں کوئی جگہ نہیں۔ مگر پُرانے عہدنامے میں وعدے اور پیشین گوئیاں ہیں جو آج کے زمانے میں بھی قابلِ اعتبار اور لاگو ہیں۔ مثال کے طور پر ہم پہلے

ہی دیکھ چکے ہیں کہ خدا کے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ آج بھی قائم و دائم ہے۔ اِس کے علاوہ پُرانا عہدنامہ نجات کی تاریخ کا خزانہ ہے۔ اِس سے ہم سیکھتے ہیں کہ خدا نے کیسے بنی نوع اِنسان کو مسیح کی دُنیا میں آمد کے لئے تیار کِیا۔ اِسی سے ہم سیکھتے ہیں کہ گناہ کے کِتنے مُہلک اور سنگین نتائج نکلتے ہیں اور ہمیں گناہ سے چھٹکارا پانے کے لئے نجات دہندہ کی ضرورت ہے۔ ہم یہ بھی سیکھتے ہیں کہ اِنسان خدا کی شریعت و قانون کی تابعداری کرنے سے قاصر ہے۔

اگرچہ پُرانا عہدنامہ ہزاروں سال پہلے لکھا گیا مگر خدا آج بھی وہی ہے جو کل تھا، اور اِنسان کی طبیعت و عادت میں بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ پُرانا عہدنامہ ہمارے سامنے بیش قیمت مثالیں پیش کرتا ہے کہ لوگوں نے خدا کو کیسے جواب دیا۔ آج ہم بھی اُنہی حالات سے گزر رہے ہیں جن سے پچھلے زمانے کے لوگ گزرے۔ کیا ہم خدا کی آواز سُننے کے لئے تیار ہیں یا اپنے دِلوں کو سخت کر لیں گے؟

دسواں باب

سردار کاہن بننے کی قابلیّت

(عِبرانیوں ۴:۱۴-۵:۱۰)

بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف حق و سچائی سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ مسیح یسوع فرشتوں اور تمام نبیوں سے کہیں زیادہ افضل و اعلیٰ ہے۔ یہاں تک کہ مسیح، موسیٰ سے بھی بلند ترین مقام رکھتا ہے۔

مسیح یسوع نہ صرف ایک عظیم نبی ہے بلکہ وہ سردار کاہن بھی ہے۔ ہاں، سردار کاہن جس نے ہمارے گناہوں کی خاطر اپنی جان کی حتمی و آخری قربانی دی اور جو خدا کے تخت کے سامنے ہمارا شافع یعنی ہماری شفاعت کرتا ہے۔ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف ہمیں خبردار کرتا ہے کہ ہم بے اِیمانی سے کام لیتے ہوئے مسیح سے منہ نہ پھیریں بلکہ اُس پر مکمل بھروسہ و یقین رکھیں کیونکہ وہ اِس قابل و اہل ہے کہ ہمارا سردار کاہن ہو۔ ۴ باب کی ۱۴ آیت سے ۵ باب کی ۱۰ آیت تک وہ لکھتا ہے، ''پس جب ہمارا ایک ایسا بڑا سردار کاہن ہے جو آسمانوں سے گذر گیا یعنی خدا کا بیٹا یسوع تو آؤ ہم اپنے اِقرار پر قائم رہیں۔ کیونکہ ہمارا ایسا سردار کاہن نہیں جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے بلکہ وہ سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تو بھی بیگناہ رہا۔ پس آؤ

ہم فضل کے تخت کے پاس دِلیری سے چلیں تا کہ ہم پر رحم ہو اور وہ فضل حاصل کریں جو ضرورت کے وقت ہماری مدد کرے۔ کیونکہ ہر سردار کاہن آدمیوں میں سے مُنتخب ہو کر آدمیوں ہی کے لئے اُن باتوں کے واسطے مُقرر کِیا جاتا ہے جو خدا سے علاقہ رکھتی ہیں تا کہ نذریں اور گناہوں کی قربانیاں گذرانے۔ اور وہ نادانوں اور گمراہوں سے نرمی کے ساتھ پیش آنے کے قابل ہوتا ہے اِس لئے کہ وہ خود بھی کمزوری میں مُبتلا رہتا ہے۔ اور اِسی سبب سے اُس پر فرض ہے کہ گناہوں کی قربانی جس طرح اُمت کی طرف سے گذرانے اُسی طرح اپنی طرف سے بھی چڑھائے۔ اور کوئی شخص اپنے آپ یہ عزت اِختیار نہیں کرتا جب تک ہارون کی طرح خدا کی طرف سے بُلایا نہ جائے۔ اِسی طرح مسیح نے بھی سردار کاہن ہونے کی بزرگی اپنے تئیں نہیں دی بلکہ اُسی نے دی جس نے اُس سے کہا تھا کہ تُو میرا بیٹا ہے، آج تُو مجھ سے پیدا ہوا۔ چنانچہ وہ دوسرے مقام پر بھی کہتا ہے کہ تُو ملکِ صِدق کے طور پر ابد تک کاہن ہے۔ اُس نے اپنی بشریت کے دِنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اُسی سے دُعائیں اور اِلتجائیں کِیں جو اُس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب سے اُس کی سُنی گئی۔ اور باوجود بیٹا ہونے کے اُس نے دُکھ اُٹھا اُٹھا کر فرمانبرداری سیکھی، اور کامِل بن کر اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے ابدی نجات کا باعث ہوا۔ اور اُسے خدا کی طرف سے ملکِ صِدق کے طور کے سردار کاہن کا خطاب مِلا۔"

بائبل مقدس کا یہ بیان یسوع مسیح کو ہمارا سردار کاہن بنائے جانے کی تین وجوہات پیش کرتا ہے۔ پہلی یہ کہ وہ ہمارے ساتھ رحمدلی و ہمدردی کر سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ جانتا ہے آزمائشوں اور تکلیفوں میں ہماری کیا حالت ہوتی ہے اور کیا محسوس کرتے ہیں۔ وہ ہماری کمزوریوں، نااہلیت و ناقابلیت کو سمجھتا ہے کہ کِس بوجھ سے گذر رہے ہیں۔

وہ اِس لئے ہماری کمزوریوں، آزمائشوں اور تکلیفوں کو جانتا ہے کیونکہ وہ اِن تمام تجربوں سے خود گزر چُکا ہے۔ اِنجیلِ مقدس ہمیں بتاتی ہے کہ اُس نے غربت، بھوک اور پیاس برداشت کی۔ اُس کے سامنے دُنیا کے مال دولت، شان و شوکت اور طاقت و اِختیار کی آزمائش رکھی گئی۔ کم سے کم ایک بار اُسے لوگوں نے اپنا بادشاہ بنانا چاہا۔ اُس نے تعصب، نفرت، تمسخر، دھوکا اور غلط فہمیوں کا سامنا کِیا۔ کئی بار لوگوں نے اُسے قتل کرنا چاہا۔ اُس نے بے اِنصافی کی اِذیت کو برداشت کِیا۔ اُس پر جھوٹے اِلزامات لگا کر مذمت کی گئی۔ اُس کو سرِ عام ٹھٹھوں میں اُڑایا اور مارا پیٹا گیا۔ وہ بالکل معصوم تھا مگر پھر بھی اُس کو موت کی سزا دی گئی۔ مختصر یہ ہے کہ ہم پر اِس سے زیادہ اَور کیا مشکلیں اور تکلیفیں آئیں گی جن سے مسیح پہلے ہی گزر چکا ہے؟ بُنیادی فرق یہ ہے کہ ہم آزمائشیں اور تکلیفیں دیکھ کر بے بس ہو جاتے ہیں مگر مسیح نے ایسا کبھی نہیں کِیا۔ اُس نے کبھی گناہ نہیں کِیا۔

سوال یہ ہے کہ اِس کا ہماری زندگی پر کیا اثر پڑتا ہے؟ اگرچہ مسیح نے کبھی گناہ نہیں کِیا مگر پھر بھی ہم اُس کے پاس یقین و اعتماد کے ساتھ آ سکتے

ہیں کہ وہ ہماری آزمائشوں کو اچھی طرح سے سمجھتا ہے۔ ہم اُس سے اُمید رکھ سکتے ہیں کہ وہ مشکل کی گھڑی میں ہماری رحمدلی کے ساتھ مدد و راہنمائی کرے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ہم کِن حالات سے گزر رہے ہیں۔

مسیح کے پاک و بے گناہ ہونے کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ وہ ہمارا نمائندہ و شافع بن کر ہماری درخواست خدا کے تخت کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔ ہم خود سے پاک خدا کے سامنے درخواست لے کر حاضر نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم گناہگار ہیں اور خدا گناہ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ہم نے عبرانیوں کی کتاب کے پہلے باب کی ۳ آیت میں دیکھا کہ مسیح خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ گناہگار ہونے کے باوجود ہم مسیح کے وسیلہ سے اپنی گزارشات اور درخواستیں خدا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں اور خدا اُن کو سُنے گا اور دھیان دے گا کیونکہ مسیح پاک و راستباز ہے۔

خدا کے مسیح یسوع کو سردار کاہن بنانے کی ایک اَور وجہ یہ ہے کہ کسی کو یہ دعویٰ کرنے کا اِختیار نہیں کہ وہ کاہن ہے۔ خود سے کوئی بھی کسی کے گناہوں کے کفارے کے لئے خدا کے حضور قربانی نہیں گزران سکتا مگر خدا نے خود مسیح کو بحیثیت سردار کاہن چُن لیا، لہذا ہم عبرانیوں کی کتاب کا مزید مطالعہ کر کے دیکھیں گے کہ مسیح نے بنی نوع اِنسان کے گناہوں کی خاطر ایک مکمل اور کامِل قربانی پیش کی۔ اگر ہم اپنے آپ کو مسیح کے سُپرد کر کے اُس کے سچے دِل سے پیروکار بن جائیں تو خدا ہماری خاطر اُس کی عظیم قربانی کو قبول کرے گا۔

مسیح کو سردار کاہن کے عہدے پر بِٹھانا باقی کاہنوں سے مختلف کیوں ہے؟ موسوی شریعت کے تحت بہت سے لوگ کاہن بنے مگر مسیح موسوی قانون اور شریعت کے مطابق سردار کاہن نہیں بنا، بلکہ خدا نے مِلک صِدق کے طریقہ پر مسیح کو سردار کاہن مقرر کِیا۔ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب اگلے ابواب میں تفصیل کے ساتھ اِس اہم موضوع پر روشنی ڈالے گی۔

مسیح کو سردار کاہن بنانے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو نہایت حلیمی سے خدا کے تابع کر دیا۔ مسیح تمام تکلیفوں اور آزمائشوں سے نہیں گزرنا چاہتا تھا۔ وہ مرنا نہیں چاہتا تھا اِس کے باوجود کہ اُس کی موت ہماری نجات کے لئے ضروری تھی۔ صلیب پر قربان ہونے سے تھوڑی دیر پہلے مسیح نے یہ دُعا کی، ''...اَے میرے باپ! اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ توَ بھی نہ جیسا مَیں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تُو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔'' (متی ۳۹:۲۶)

مسیح یسوع کو معلوم تھا کہ اُس کے سامنے ایک بہت بڑی آزمائش اور ہلاکت خیز تکلیف ہے مگر پھر بھی اُس نے اپنے آپ کو خدا کی مرضی کے سُپرد کر دیا۔ اور اِسی تابعداری کے سبب سے خدا نے مسیح کو سردار کاہن کے عہدے پر بِٹھا دیا۔

پاک کلام میں لکھا ہے کہ اُس نے، ''...اُسی سے دُعائیں اور اِلتجائیں کِیں جو اُس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب سے اُس کی سُنی گئی۔'' (عبرانیوں ۷:۵) یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے مسیح کی دُعا سُنی کہ اُسے موت سے بچائے جبکہ اُس کو صلیب بھی دیا گیا، وہ

مَر گیا اور دفن بھی ہُوا۔ تو سوال یہ ہے کہ دُعا کیسے سُنی گئی؟ اِس کا جواب پاک کلام میں ہی ہے۔ لکھا ہے، ”لیکن خدا نے اُسے مُردوں میں سے جِلایا۔“ (اعمال ۱۳:۳۰)

ہاں، مسیح مَر گیا مگر خدا نے اُس کی دُعا بھی سُنی کہ اُسے موت سے بچا لے یعنی تیسرے دِن مُردوں میں سے اُٹھا زندہ کِیا۔ خدا نے اُسے مُردوں میں سے زندہ کر دیا، اِس لئے موت کا اُس پر کوئی اِختیار و قبضہ نہ رہا۔ اَب وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ اگر ہم مسیح کی سچے دِل سے پیروی کریں تو ہم بھی اُس کی موت پر فتح میں شامِل و شریک ہو سکتے ہیں۔

آیت ۹ میں لکھا ہے کہ وہ کامِل بنا۔ اِس کا کیا مطلب ہے؟ اگرچہ مسیح سے کبھی گناہ سَرزد نہ ہُوا تھا یعنی وہ بالکل معصوم و پاک تھا مگر جب تک اُس نے آزمائش اور دُکھ تکلیف نہ سہی اُس وقت تک وہ ہمارا نجات دہندہ اور سردار کاہن بننے کے قابِل و اہل نہ بن سکا۔ اُس کو آزمائشوں، دکھوں، مصیبتوں اور تکلیفوں سے گزر کر خدا کی مکمل تابعداری کا مظاہرہ کرنا تھا۔ یہ اُس کا دُکھوں تکلیفوں اور آزمائشوں کا سہنا ہی تھا جن کی وجہ سے وہ کاملیت تک پہنچا اور خدا کے بُلاوے پر مکمل طور پر پورا اُترا۔

گیارھواں باب

کمال کی طرف بڑھنا

(عِبرانیوں ۵:۱۱-۶:۳)

بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب ثابت کرتی ہے کہ مسیح یسوع خدا کے تمام نبیوں پیغمبروں سے افضل، اعلیٰ اور عظیم تر ہے، بلکہ اُس کا مقام فرشتوں سے بھی بلند ترین اور موسیٰ سے بھی اُونچا ہے۔ وہ ہمارا سردار کاہن ہے جس نے ہماری خاطر آخری و حتمی قربانی دی۔ اُس کی قربانی ہی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے گناہ معاف ہو گئے ہیں اور خدا کے ساتھ ہمارا رشتہ پھر سے بحال ہو گیا ہے۔ مسیح ہی کی وجہ سے خدا نے ہم سے اپنے ابدی آرام میں داخل کرنے کا وعدہ کِیا ہے۔ اور اگر یہ سب حق و سچائی پر مبنی ہے تو پھر اُس کے کچھ پیروکار اُس سے منہ موڑ کر اپنے پہلے عقیدے و تعلیم کی طرف کیوں لوٹ جاتے ہیں؟ اِس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ ایک وجہ تو ہے لاپرواہی۔ ہم اپنی روحانی زندگی میں اِیمان کو تقویت و تازگی، حکمت و علم اور دانش و سمجھ دینے کے لئے محنت و کوشش نہیں کرتے۔ ۵ باب کی آیت ۱۱ سے ۱۴ میں عبرانیوں کا مُصنف خدا کے اِلہام و تحریک سے سرشار ہو کر لکھتا ہے، ''اِس کے بارے میں ہمیں بہت سی باتیں کہنا ہے جن کا سمجھانا مشکل ہے اِس لئے کہ تم اُونچا سُننے لگے ہو۔ وقت کے خیال سے تو تمہیں اُستاد ہونا چاہیے تھا مگر اَب اِس بات کی حاجت ہے

کہ کوئی شخص خدا کے کلام کے اِبتدائی اُصول تمہیں پھر سِکھائے اور سخت غذا کی جگہ تمہیں دُودھ پینے کی حاجت پڑ گئی۔ کیونکہ دُودھ پیتے ہوئے کو راستبازی کے کلام کا تجربہ نہیں ہوتا، اِس لئے کہ وہ بچہ ہے اور سخت غذا پوری عمر والوں کے لئے ہوتی ہے جن کے حَواس کام کرتے کرتے نیک و بد میں اِمتیاز کرنے کے لئے تیز ہو گئے ہیں۔''

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُس کو دُودھ کی ضرورت ہوتی ہے، مگر جوں جوں وہ بڑا ہوتا ہے تو اُس کی غذا میں بھی تبدیلی آتی جاتی ہے اور اگر وہ صرف دُودھ ہی پیتا رہے تو یقیناً کمزور و بیمار ہو کر مَر جائے گا۔ اِسی طرح مسیح کے پیروکار کو بھی چاہیے کہ وہ اِیمان میں پھلے پھولے تا کہ رُوحانی طور پر صحت مند اور مضبوط رہے۔ شروع میں اُسے مسیح اور نجات کے بارے میں بُنیادی تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ تھوڑے سے وقت میں ہی مسیح کے پیروکار کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو رُوحانی طور اِس قابل کر لے کہ دوسروں کو اپنے اِیمان کے بارے میں بتا سکے۔ جیسا کہ پطرس رسول لکھتا ہے، ''...جو کوئی تم سے تمہاری اُمید کی وجہ دریافت کرے اُس کو جواب دینے کے لئے ہر وقت مُستعد رہو...'' (١-پطرس ٣:١٥) مگر افسوس کی بات ہے کہ بہت سے لوگ سالوں سے مسیح کی پیروی کرنے کے باوجود اِس قابل نہیں کہ دوسروں کو اپنی اُمید کی وجہ بتا سکیں، یا اپنے نجات دہندے کی گواہی دے سکیں۔

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف کہتا ہے کہ مسیحیت کی بُنیادی تعلیم سے آگے نہ سیکھنے کا ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پھر شروع سے جاننے و سیکھنے کی

ضرورت محسوس ہوتی ہے کیونکہ اگر ہم اپنے مسیحی اِیمان میں ترقی نہیں کریں گے تو جو سیکھا ہُوا ہے وہ بھی بھول جائیں گے۔ مسیح یسوع نے اپنے شاگردوں کو اِس اُصول کے بارے میں تعلیم دیتے ہوئے فرمایا، ''...تم کو آسمان کی بادشاہی کے بھیدوں کی سمجھ دی گئی ہے مگر اُن کو نہیں دی گئی کیونکہ جس کے پاس ہے اُسے دیا جائے گا اور اُس کے پاس زیادہ ہو جائے گا اور جس کے پاس نہیں ہے اُس سے وہ بھی لے لیا جائے گا جو اُس کے پاس ہے۔'' (متی ۱۳:۱۱۔۱۲)

رُوحانی طور پر دُودھ پیتا بچہ ہی بنا رہنے کا ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم کبھی بھی راستبازی و پاکیزگی بارے تعلیم کو جان نہیں سکیں گے۔ لازم ہے کہ دُودھ پیتے اور اُن سے بڑی عمر کے بچوں کو مناسب چال چلن کے بارے میں سکھایا جائے۔ ضروری ہے کہ وہ جانیں کہ ایک معاشرے میں کیسے رہنا چاہیے۔ اِسی طرح اُس شخص کو سب کچھ سیکھنا اور جاننا چاہیے جو نیا نیا مسیح کا پیروکار بنتا ہے۔ ابھی مسیح کے کردار و سیرت نے اُس میں اپنا اثر پیدا نہیں کِیا۔ وہ راستباز زندگی بسر نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ابھی جانتا ہی نہیں کہ راستبازی کیا ہے۔ مگر جوں جوں وقت گزرے گا ایک دِن اُس کی زندگی میں مسیح یسوع کے کردار، سیرت اور طبیعت کی جھلک نمایاں طور پر نظر آئے گی۔

رُوحانی طور پر دُودھ پیتا بچہ ہی بنے رہنے کا ایک اَور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم اچھے اور بُرے کی پہچان ہی نہیں کر سکتے۔ ہم جانتے ہی نہیں کہ بُرائی سے بچنا کیسے ہے کیونکہ ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ بُرائی کیا ہے۔ ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ اچھائی کیا ہوتی ہے اور خدا کو خوش کیسے رکھنا ہے۔ اچھائی اور بُرائی

میں فرق معلوم کرنے کے لئے محنت و کوشش اور فعل و عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے دماغ کو سِکھائیں جیسا کہ پولس نے لکھا ہے، ''...اِس جہان کے ہمشکل نہ بنو، بلکہ عقل نئی ہو جانے سے اپنی صورت بدلتے جاؤ تا کہ خدا کی نیک اور پسندیدہ اور کامِل مرضی تجربہ سے معلوم کرتے رہو۔'' (رومیوں ۱۲:۲)

وہ کون سی اِبتدائی تعلیم ہے جس کو جاننے کے بعد ہم پختگی و کاملیت کی طرف آگے بڑھ سکتے ہیں؟ ٦ باب کی پہلی ۳ آیات میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف لکھتا ہے، ''پس آؤ مسیح کی تعلیم کی اِبتدائی باتیں چھوڑ کر کمال کی طرف قدم بڑھائیں اور مُردہ کاموں سے توبہ کرنے اور خدا پر اِیمان لانے کی اور بپتسموں اور ہاتھ رکھنے اور مُردوں کے جی اُٹھنے اور ابدی عدالت کی تعلیم کی بُنیاد دوبارہ نہ ڈالیں۔ اور خدا چاہے تو ہم یہی کریں گے۔'' (عبرانیوں ٦:۳)

مُصنف خدا کی اِلہامی تحریک سے سَرشار ہو کر اِبتدائی و بُنیادی تعلیم کے ٦ اہم نکات کا ذکر کرتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے کہ ''آؤ مسیح کی تعلیم کی اِبتدائی باتیں چھوڑ کر'' وہ یہ نہیں کہتا کہ ہم اُن کو سِرے سے رد کر دیں یا منہ موڑ لیں بلکہ وہ کہتا ہے کہ اُن کو بُنیاد بنا کر پختگی و کاملیت تک پہنچیں۔ اِبتدائی تعلیم کے ٦ اہم نکات یہ ہیں:

۱) توبہ۔ توبہ کا لفظی مطلب ہے ''اپنے دماغ کو تبدیل کر دینا'' ہمیں چاہیے کہ اُن باتوں کے بارے میں جو ہمیں خدا سے دُور کرتی ہیں اور جو رُوحانی موت کا سبب بنتی ہیں، اپنا خیال تبدیل کریں۔

۲) خدا پر اِیمان۔ اِس کا مطلب صرف خدا کے وجود کو تسلیم کرنا نہیں بلکہ اُس کے وعدوں پر جو اُس نے ہم سے کِئے ہیں پورا پورا یقین و بھروسہ رکھنا کہ وہ یہ سب کچھ کرنے کے اہل و قابل ہے جیسا کہ ۱۱ باب کی ۶ آیت میں وہ کہتا ہے، ''...بغیر اِیمان کے اُس کو پسند آنا ناممکن ہے۔ اِس لئے کہ خدا کے پاس آنے والے کو اِیمان لانا چاہئے کہ وہ موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلہ دیتا ہے۔'' (عبرانیوں ۱۱:۶)

۳) بپتسموں کے بارے میں ہدائت۔ پولس رسول لکھتا ہے، ''کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جِتنوں نے مسیح یسوع میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اُس کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا؟ پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اُس کے ساتھ دفن ہوئے تاکہ جس طرح مسیح، باپ کے جلال کے وسیلہ سے مُردوں میں سے جلایا گیا اُسی طرح ہم بھی نئی زندگی میں چلیں۔'' (رومیوں ۶:۳-۴)

۴) ہاتھ رکھنا۔ اِس کا مطلب ہے کہ خدا کی خدمت کے لئے الگ کر دینا۔

۵) مُردوں میں جی اُٹھنا۔ پولس رسول لکھتا ہے، ''...اگر مُردے نہیں جی اُٹھتے تو مسیح بھی نہیں جی اُٹھا۔ اور اگر مسیح نہیں جی اُٹھا تو تمہارا اِیمان بیفائدہ ہے، تم اَب تک اپنے گناہوں میں گرفتار ہو بلکہ جو مسیح میں سو گئے ہیں وہ بھی ہلاک ہوئے۔ اگر ہم صرف اِسی زندگی میں مسیح میں اُمید رکھتے ہیں تو سب آدمیوں سے زیادہ بدنصیب ہیں۔'' (۱-کرنتھیوں ۱۵:۱۶-۱۹)

۶) ابدی عدالت۔ بائبل مقدس کہتی ہے، ’’ کیونکہ ضرور ہے کہ مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے جا کر ہم سب کا حال ظاہر کِیا جائے تاکہ ہر شخص اپنے اُن کاموں کا بدلہ پائے جو اُس نے بدن کے وسیلہ سے کِئے ہیں، خواہ بھلے ہوں خواہ بُرے۔‘‘ (۲۔کرنتھیوں ۵:۱۰)

ہم میں سے ہر ایک کو پوچھنے کی ضرورت ہے کہ اِن ۶ اِبتدائی تعلیم کے نکات بارے ہمارا اِیمان کیا ہے؟ کیا ہمیں ابھی بھی اِس بارے میں شک و شبہ ہے یا ہم پختگی و کاملیت کی طرف بڑھنے کے لئے تیار ہیں؟

بارھواں باب

برگشتہ نہ ہو جائیں

(عِبرانیوں ۶:۴-۱۲)

مسیح یسوع کی پیروی کرنے سے ہمیں خدا بہت ساری برکات سے مالا مال کرتا ہے۔ اُن میں خدا کے گھرانے میں شامل ہونا، دُکھوں تکلیفوں، آزمائشوں پر غلبہ پانا اور خدا کے ابدی آرام میں داخل ہونا قابلِ ذکر ہیں۔ مگر اِن اِلٰہی برکات کے ساتھ ایک شرط بھی ہے، اور وہ یہ کہ ہمیں مُستقل مزاجی سے لگاتار مسیح کی پیروی کرنا ہے۔

اکثر لوگ برکات تو حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر زندگی وہ اپنی مرضی سے گزارنا چاہتے ہیں یعنی ایسی زندگی جس میں کوئی شرط شامل نہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ خدا کے گھرانے میں شامل ہو کر سارے فائدے تو اُٹھانا چاہتے ہیں مگر کسی بھی قِسم کی ذمہ داری قبول کرنا نہیں چاہتے۔ ایسے بھی ہیں جو مسیح میں شامل ہونے سے برکات تو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں مگر جس کے وسیلہ سے برکات ملتی ہیں اُس کا اِنکار کرتے ہیں۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کے ۶ باب کی ۴ سے ۸ آیت میں مُصنف لکھتا ہے، ''کیونکہ جن لوگوں کے دِل ایک بار روشن ہو گئے اور وہ آسمانی بخشش کا مزہ چکھ چکے اور رُوح القدس میں شریک ہو گئے اور خدا کے عمدہ کلام اور آیندہ جہان کی قوتوں کا

ذائقہ لے چکے، اگر وہ برگشتہ ہو جائیں تو اُنہیں توبہ کے لئے پھر نیا بنانا ناممکن ہے اِس لئے کہ وہ خدا کے بیٹے کو اپنی طرف سے دوبارہ مصلوب کر کے علانیہ ذلیل کرتے ہیں۔ کیونکہ جو زمین اُس بارش کا پانی پی لیتی ہے جو اُس پر بار بار ہوتی ہے اور اُن کے لئے کارآمد سبزی پیدا کرتی ہے، جن کی طرف سے اُس کی کاشت بھی ہوتی ہے، وہ خدا کی طرف سے برکت پاتی ہے، اور اگر جھاڑیاں اور اُونٹکٹارے اُگاتی ہے تو نامقبول اور قریب ہے کہ لعنتی ہو اور اُس کا انجام جلایا جانا ہے۔" (عبرانیوں ۶:۴-۸)

اِس سے پہلے کہ ہم مسیح کو رَد کرنے کے نتائج پر بات کریں، عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف مسیح کی پیروی کرنے کے نتائج پر ایک نظر ڈالتا ہے۔ مسیح میں ہمارے دِل و دماغ روشن ہوتے ہیں۔ یہ روشنی ہمیں دو طرح سے ملتی ہے۔ پہلی یہ کہ مسیح ہمیں عقل و حکمت عطا کرتا ہے۔ مسیح کے بغیر نہ تو ہم گناہ کی سنگینی اور نہ ہی گناہ سے نجات پانے کے لئے خدا کے ازلی منصوبے و اِرادے کو سمجھ سکتے ہیں۔ دوسری یہ کہ مسیح ہمیں اندھیرے سے نکال کر نُور میں لے آتا ہے۔ پولس رسول لکھتا ہے، "...تم پہلے تاریکی تھے مگر اَب خداوند میں نُور ہو۔ پس نُور کے فرزندوں کی طرح چلو۔" (افسیوں ۵:۸-۹)

مسیح کی پیروی کرنے کا ایک اَور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم "آسمانی بخشِش کا مزہ چکھ چُکے" ہیں۔ بِلا شک و شبہ یہ گناہوں کی معافی کی طرف اِشارہ ہے۔ پولس رسول لکھتا ہے، "...تم کو اِیمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات مِلی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں، خدا کی بخشِش ہے۔" (افسیوں ۲:۸)

گناہوں سے معافی پانے اور خدا کے ساتھ ٹوٹا ہوا رشتہ بحال کرنے کا تحفہ و نعمت جس کا تجربہ ہم اِس زندگی میں حاصل کر چُکے ہیں اُس کے مقابلے میں بہت معمولی ہے جو ہمیں خدا کے ساتھ آسمان پر مِلاپ و رفاقت کی صورت میں مِلے گا۔

جب ہم مسیح کی پیروی کرتے ہیں تو ہم خدا کے پاک رُوح میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ خدا اپنے پاک رُوح کو ہم میں شامل کرتا ہے تاکہ وہ ہماری مدد و راہنمائی اور آرام و اِطمینان دے۔ پاک رُوح ہماری خاطر مترجم یعنی ترجمہ کرنے والے کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ وہ خدا کے سامنے ہماری مُناجات، درخواستیں، پریشانیاں اور ضرورتوں کو پیش کرتا ہے جو ہم خود سے اپنی نااہلیت اور ناقابلیت کی وجہ سے نہیں کر سکتے۔ بائبل مقدس میں لکھا ہے، ''اِسی طرح رُوح بھی ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے کیونکہ جس طور سے ہم کو دُعا کرنا چاہیے ہم نہیں جانتے مگر رُوح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔'' (رومیوں ۸:۲۶)

مسیح کے پیروکار ''خدا کے عمدہ کلام اور آیندہ جہان کی قوتوں کا ذائقہ لے چُکے'' ہیں۔ ہم اپنے تجربے سے جانتے ہیں کہ خدا کی تابعداری کرنے کے سبب سے ہماری زندگیوں میں اچھائی و بھلائی اور نیکی پیدا ہوئی ہے۔ ہمیں یہ قوت و طاقت بھی بخشی گئی ہے کہ ہم آزمایشوں اور گناہوں پر غلبہ پا کر فتحمند ہوں۔ خدا نے ہمیں یہ بھی قوت و طاقت بخشی ہے کہ ہم اپنی طبیعت کو تبدیل کر کے مسیح کی مانند بنیں۔ یہ اچھائی و بھلائی جس کا ہم مزہ چکھ رہے ہیں اُس کے

مقابلہ میں ایک معمولی سا حِصہ ہے جس کی ہمیں آیندہ جہان میں اُمید ہے جیسا کہ پاک کلام میں لکھا ہے، ''...جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سُنیں نہ آدمی کے دِل میں آئیں، وہ سب خدا نے اپنے محبت رکھنے والوں کے لئے تیار کر دیں۔'' (۱-کرنتھیوں ۲:۹-۱۰)

اگر کوئی یہ سب جانتے بوجھتے ہوئے بھی مسیح کو رَد کرتا ہے تو عبرانیوں کے اِلہامی کتاب کا مُصنف کہتا ہے کہ اُسے پھر سے توبہ کی طرف مائل کرنا ناممکن ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ایک بار مسیح کا پیروکار بننے کے بعد جان بوجھ کر اُس سے منہ موڑنا اور پھر واپس توبہ کی طرف آنا ناممکن ہے۔ مسیح کے وسیلہ سے خدا کی بخشی ہوئی طبیعت کو رَد کر کے وہ پھر سے نیا نہیں بن سکتا۔ مسیح جو اُس کی خاطر پہلے ہی قربانی دے چُکا ہے، ایسا لگتا ہے کہ وہ چاہتا ہے مسیح پھر سے مصلوب کِیا جائے اور اُس کے لئے ایک اَور قربانی دے۔ صرف یہی نہیں بلکہ مسیح کو رَد کر کے وہ دُنیا کو یہ پیغام دیتا ہے کہ مَیں مسیح کا پیروکار تھا مگر وہ اِس قابل نہیں کہ مجھے نجات دے سکے۔ وہ مسیح یسوع کی الوہیت اور قوت و طاقت کا تمسخر اڑا کر اُس کی بے عزتی کرتا ہے۔

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا لکھنے والا مسیح کے پیروکاروں کو زمین سے تشبیہ دیتا ہے۔ جو زمین اپنا مقصد پورا کرتے ہوئے اچھی فصل اُگاتی یا اچھا پھل دیتی ہے اُس پر خدا کی برکت ہوتی ہے اور وہ زمین جو بارش کے پانی سے سیراب ہونے اور سورج کی روشنی ملنے کے باوجود جھاڑیاں اور کانٹے اُگاتی ہے لازم ہے کہ وہ لعنتی ہو اور اُس کا انجام آگ میں جلایا جانا ہو۔ اِسی طرح

اُن کا انجام بھی ہوتا ہے جو مسیح کی پیروی کرنے کی برکت کو رَد کر کے کسی اَور طرف نکل جاتے ہیں جیسا کہ ۱۰ باب میں وضاحت کی گئی ہے، ''جب موسیٰ کی شریعت کا نہ ماننے والا دو یا تین شخصوں کی گواہی سے بغیر رحم کِئے مارا جاتا ہے تو خیال کرو کہ وہ شخص کِس قدر زیادہ سزا کے لائق ٹھہرے گا جس نے خدا کے بیٹے کو پامال کِیا اور عہد کے خون کو جس سے وہ پاک ہُوا تھا ناپاک جانا اور فضل کے رُوح کو بے عزت کِیا۔'' (عبرانیوں ۱۰:۲۸-۲۹)

خدا کی سوچ بے اُصول و بے قاعدہ نہیں ہے۔ یقیناً وہ اُن کو سزا دے گا جو مسیح کو رَد کریں گے اور اُن کو اِنعام بخشے گا جو اُس کے ساتھ ہمیشہ تک وفادار رہیں گے۔ ۶ باب کی آیت ۹ سے ۱۲ میں لکھا ہے، ''لیکن اَے عزیزو! اگرچہ ہم یہ باتیں کہتے ہیں توَ بھی تمہاری نسبت اِن سے بہتر اور نجات والی باتوں کا یقین کرتے ہیں، اِس لئے کہ خدا بے اِنصاف نہیں جو تمہارے کام اور اُس محبت کو بھول جائے جو تم نے اُس کے نام کے واسطے اِس طرح ظاہر کی کہ مقدسوں کی خدمت کی اور کر رہے ہو۔ اور ہم اِس بات کے آرزو مند ہیں کہ تم میں سے ہر شخص پوری اُمید کے واسطے آخر تک اِسی طرح کوشش ظاہر کرتا رہے تاکہ تم سُست نہ ہو جاؤ بلکہ اُن کی مانند بنو جو اِیمان اور تحمل کے باعث وعدوں کے وارث ہوتے ہیں۔'' (عبرانیوں ۶:۹-۱۲)

مسیح کے لئے زندگی بسر کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اکثر مشکلوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بلکہ اپنے اِیمان کی خاطر اِذیت وظلم بھی سہنا پڑتا ہے۔ مگر عبرانیوں کا مُصنف ہمیں یقین دِلاتا ہے کہ خدا ہماری اُس وفاداری

اور محبت کو کبھی نہیں بھولتا جو ہم اُس کے ساتھ رکھتے ہیں۔ ہم خدا کے ساتھ اپنی محبت کِس طرح ظاہر کر سکتے ہیں؟ اُس کے لوگوں کی مدد کر کے، جیسا کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا، ''بادشاہ جواب میں اُن سے کہے گا، مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تم نے میرے اِن سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی کے ساتھ یہ سلوک کِیا تو میرے ہی ساتھ کِیا۔'' (متی ۲۵:۴۰)

اِس کی روشنی میں ہمیں چاہیے کہ مسیح میں اپنے بہن بھائیوں کی مدد کرنے میں جوش و جذبے سے کام لیں، کیونکہ دوسروں کی مدد کرنے کا یہی جوش و جذبہ ہماری اُمید کو زندہ، قائم و دائم رکھے گا۔ اگر ہم ہمت نہ ہاریں اور اُن لوگوں کے نمونے پر صبر و تحمل سے چلیں جو ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں تو ہم بھی اُس ازلی وعدے میں شامل و شریک ہوں گے جو اُن سے کِیا گیا تھا۔

تیرھواں باب

ایک ٹھوس وعدہ

(عِبرانیوں ۶: ۱۳-۲۰)

جب ہمیں یہ پتہ چلے کہ ہماری محنت و کاوش کا کوئی فائدہ حاصِل نہیں ہو گا تو ہمت ہار جانا اور حوصلہ چھوڑ دینا کوئی ناممکن سی بات نہیں۔ جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ جو وعدہ ہم سے کِیا گیا ہے اُس کو پورا ہونے میں بہت وقت لگے گا تو ہمت و حوصلہ چھوڑ دینا عجیب سی بات نہیں۔

خدا نے مسیح کے پیروکاروں کے لئے بہت سے وعدے کِئے ہیں۔ اُن میں سے اِس زندگی کے بوجھ سے آرام، گناہ کے جرم سے رہائی، دُنیا کی تکلیفوں، مصیبتوں اور آزمائشوں میں مدد و راہنمائی، مسیح کی بادشاہی میں شامل اور اُسی کی مانند ہونا، مگر بعض اَوقات ہمارے پاس اِن تمام وعدوں کی سچائی کا کوئی واضح ثبوت نہیں ہوتا۔ ہم پوری کوشش کرتے ہیں کہ مسیح کے لئے زندگی بسر کریں۔ ہم بڑی محنت مشقت کرتے ہیں کہ جو خدا نے ہمیں کرنے کو کہا وہ کریں۔ مگر نتائج ہمارے سامنے ہمیشہ نظر نہیں آتے۔ اِسی وجہ سے ہم اکثر شک میں پڑ جاتے ہیں کہ کیا مسیح کی خدمت کرنا واقعی دُرست ہے خاص طور پر جب اُس کی پیروی کرنے کے سبب سے اذیت وظلم سہتے ہیں؟

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف لکھتا ہے کہ خدا کے وعدوں کی تکمیل ہمیشہ فوری طور پر دِکھائی نہیں دیتی مگر پھر بھی اِنتظار کرنے میں ہمارا فائدہ ہی ہے۔ ۲ باب میں وہ ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ یہاں تک مسیح نے بھی جب تک دُکھ، اذیت اور موت برداشت نہیں کی، جلال کا تاج اور عظیم، افضل اور اعلیٰ ترین رتبہ و مقام حاصِل نہ کِیا۔ باب ۶ میں وہ ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ خدا کے وعدوں کو حاصل کرنے کے لئے اِیمان و صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہمیں خدا کے پیارے و نیک بندوں کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے جنہوں نے ہمارے سامنے محنت و کوشش کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ پیش کِیا ہے۔ خدا ہمیشہ ہمارے اُس کام کو یاد رکھتا ہے جو دِل و جان سے اُس کے لئے کرتے ہیں، اور اگر سُست و لاپرواہ ہو کر مسیح سے منہ موڑ لیں تو ہم کبھی بھی خدا کے وعدوں کو حاصل نہیں کر سکتے۔

ابرہام، خدا کا نیک و وفادار بندہ جس نے خدا کے وعدوں کی تکمیل کا بڑے صبر و تحمل سے اِنتظار کِیا، خدا کے وعدے کے ۲۵ سال بعد اُس کے ہاں اِضحاق پیدا ہُوا۔ ہم میں سے کِتنے ہیں جو اِتنا اِنتظار کر سکتے ہیں؟ کیا ہم خدا پر شک و شبہ شروع نہیں کر دیں گے؟ کیا ہم اِس شک میں مُبتلا نہیں ہو جائیں گے کہ یہ وعدے سچے بھی ہیں یا نہیں؟

یہ سوالات ہماری سوچ و تصور سے بھی کہیں زیادہ اہم ہیں۔ خدا نے جو ابرہام سے وعدہ کِیا وہ صرف اُس کے لئے نہیں تھا بلکہ ابرہام کی تمام رُوحانی نسل پر لاگو ہوتا ہے۔ بائبل مقدس میں نئے عہدنامے یعنی اِنجیلِ مقدس کی

بُنیادی تعلیم یہ ہے کہ خدا نے مسیح کے پیروکاروں کو ابرہام کی نسل قرار دیا۔ مثال کے طور پر پولس رسول لکھتا ہے، ''...تم سب اُس اِیمان کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے خدا کے فرزند ہو۔ اور تم سب جِتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا۔ نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی، نہ کوئی غلام نہ آزاد، نہ کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو۔ اور اگر تم مسیح کے ہو تو ابرہام کی نسل اور وعدہ کے مطابق وارث ہو۔'' (گلتیوں ۳:۲۶-۲۹)

یہ کیسے ممکن ہے؟ بائبل مقدس کہتی ہے کہ مسیح یسوع وہ ''نسل'' ہے جس کے وسیلہ سے خدا نے ابرہام سے وعدہ کِیا۔ ہم بپتسمہ لینے کے سبب سے مسیح کے پیروکار بن گئے ہیں، لہذا مسیح خود ہم میں شامل ہو گیا۔ کیونکہ ہم اَب مسیح کا ایک حِصہ ہیں اِس لئے جو وعدہ مسیح کے بارے میں ابرہام سے کِیا گیا اَب مسیح کے پیروکاروں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

اِس سے ذہن میں ایک اَور سوال اُبھرتا ہے۔ ابرہام کو کیسے معلوم ہُوا کہ جو وعدہ خدا نے اُس سے کِیا سچا ہے؟ ہم کیسے جان سکتے ہیں کہ جو وعدے خدا نے مسیح کے پیروکاروں سے کِئے وہ سچے ہیں؟ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب ٦ باب، اُس کی ۱۳ سے ۲۰ آیت میں لکھا ہے، ''چنانچہ جب خدا نے ابرہام سے وعدے کرتے وقت قَسم کھانے کے واسطے کسی کو اپنے سے بڑا نہ پایا تو اپنی ہی قَسم کھا کر فرمایا کہ یقیناً مَیں تجھے برکتوں پر برکتیں بخشوں گا اور تیری اولاد کو بہت بڑھاؤں گا۔ اور اِس طرح صبر کر کے اُس نے وعدہ کی ہوئی چیز کو حاصل کِیا۔ آدمی تو اپنے سے بڑے کی قَسم کھایا کرتے ہیں اور اُن کے ہر قضیہ کا

آخری ثبوت قَسم سے ہوتا ہے۔ اِس لئے جب خدا نے چاہا کہ وعدہ کے وارثوں پر اَور بھی صاف طور سے ظاہر کرے کہ میرا اِرادہ بدل نہیں سکتا تو قَسم کو درمیان میں لایا تاکہ دو بے تبدیل چیزوں کے باعث جن کے بارے میں خدا کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں ہماری پختہ طور سے دِلجمعی ہو جائے جو پناہ لینے کو اِس لئے دوڑے ہیں کہ اُس اُمید کو جو سامنے رکھی ہوئی ہے قبضہ میں لائیں۔ وہ ہماری جان کا ایسا لنگر ہے جو ثابت اور قائم رہتا ہے اور پردہ کے اندر تک بھی پہنچتا ہے جہاں یسوع ہمیشہ کے لئے ملکِ صِدق کے طور پر سردار کاہن بن کر ہماری خاطر پیشرَو کے طور پر داخل ہُوا ہے۔'' (عبرانیوں ۶:۱۳-۲۰)

اِس حوالے کے مطابق دو وجوہات ہیں جن کی بِنا پر ہم ابرہام کے وسیلے سے مسیح کے پیروکاروں کے ساتھ کِئے گئے خدا کے وعدوں پر اعتماد و بھروسہ کر سکتے ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے وعدے کو قَسم کھا کر پورا ہونے کا ثبوت دیا۔ ہم اِنسان بھی جب قَسم کھا کر کوئی وعدہ کرتے ہیں تو وہ مُستند اور قابلِ یقین ہوتا ہے۔ اگر کوئی قَسم کھاتا ہے تو پھر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات کو پورا نہ کرے۔ ہم اُس کی قَسم کھاتے ہیں جو ہم سے بڑا یا قابلِ احترام ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں صرف اُسی بڑے اور قابلِ احترام شخص کے پاس اِختیار ہوتا ہے کہ وہ اُس قَسم کو مُسترد یا رَد کر دے۔ اِس کے علاوہ جب ہم قَسم کھاتے ہیں تو جس کے نام سے قِسم کھاتے ہیں اُسی کے حوالے سے یقین و بھروسہ دِلاتے ہیں کہ جو ہم نے کہا وہ ٹھوس و مُستند ہے، اور اگر ہم اپنی قَسم پر قائم نہ رہیں اور اپنی کہی ہوئی بات سے مُکر جائیں تو جس

کے حوالے سے قَسم کھائی ہے اُس کے سامنے ہم جواب دہ ہوں گے۔ جبکہ خدا سے بڑا اور عظیم کوئی نہیں تو اُس نے ابرہام سے اپنے ہی نام سے قَسم کھائی، اور یہ وعدہ ہمیشہ قائم و دائم رہے گا کیونکہ خدا سے بڑا اور عظیم تر کوئی نہیں جو اُس سے پھِر جائے یا رَد و مُسترد کر دے۔

دوسری وجہ جس کی بِنا پر ہمیں خدا کے کِئے ہوئے وعدے پر یقین و بھروسہ ہونا چاہیے لفظ ''یقیناً'' ہے۔ جب خدا نے ابرہام سے وعدہ کِیا تو اُس نے یہ نہیں کہا کہ'' شائدٗ'' یا ''اگر ممکن ہُوا تو'' بلکہ اُس نے کہا کہ وہ ''کرے گا''۔ لوگ اکثر کہتے ہیں کہ خدا سب کچھ کر سکتا ہے، مگر یہ سچ نہیں۔ کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو خدا ہرگز کر نہیں سکتا۔ اُن میں ایک یہ ہے کہ خدا کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اگر اُس میں جھوٹ ہے تو اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ وہ اپنے کردار و سیرت کا اِنکار کر رہا ہے۔ پاک کلام میں لکھا ہے، ''...خدا نور ہے اور اُس میں ذرا بھی تاریکی نہیں۔'' (۱-یوحنا ۱:۵) دوسرے لفظوں میں یہ کہ خدا کے کردار و سیرت کی وجہ سے ہم اُس کے وعدوں پر یقین و بھروسہ کر سکتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ خدا جھوٹ کا سہارا لے۔ ہمیں اُس کے کلام اور وعدے پر پورا اعتماد اور بھروسہ ہونا چاہیے۔

خدا کے کردار و سیرت پر یہ بھروسہ و یقین ہمارے لئے ایک بہت بڑی اُمید ہے۔ بے شک ہمیں وعدوں کی تکمیل کے لئے کِتنا بھی اِنتظار کیوں نہ کرنا پڑے مگر ہمیں اُس کی ذات پر اِتنی اُمید و اعتماد ہے کہ اُس نے جو کہا ہے وہ ہر حالت میں پورا کرے گا۔

اُمید و یقین کی ایک وجہ اَور بھی ہے۔ ہم خدا کے وعدوں پر پورا پورا بھروسہ کر سکتے ہیں کیونکہ ہم نے اُن کو مسیح میں مکمل ہوتے دیکھا ہے۔ وہ ہم سے پہلے گیا تاکہ ہماری نجات کو یقینی بنائے۔ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ مسیح ہمارا سردار کاہن بنا۔ موسوی شریعت کے مطابق یہودی سردار کاہن سال میں ایک بار ہیکل کے اندرونی کمرے میں خدا کے سامنے قربانی کے خون کا نذرانہ پیش کرتے تھے۔ اِس کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگوں کے گناہوں کی معافی کے لئے فدیہ ادا کرتے تھے۔ لیکن ہمارا سردار کاہن یعنی یسوع مسیح اِنسان کے ہاتھ سے بنی ہوئی ہیکل یا خدا کے گھر میں داخل نہیں ہُوا بلکہ زندہ خدا کے پاس گیا۔ ہمارے گناہوں کی قربانی اور فدیہ اُس نے بیل اور بھیڑ بکری کا خون بہا کر نہیں بلکہ صلیب پر اپنا بیش قیمت خون بہا کر دیا۔ نہ صرف اُس نے ہمارے گناہوں کی خاطر ایک مکمل قربانی دی بلکہ وہ ایک کامِل و مکمل کاہن بھی ہے جو ضرورت کے وقت ہماری مدد و راہنمائی کر سکتا ہے۔

چودھواں باب

ملکِ صِدق کی بُزرگی

(عِبرانیوں ۷:۱-۱۰)

خدا پاک و راستباز ہے۔ اُس میں کوئی بُرائی یا عیب نہیں۔ تو پھر ہم گناہگار اُس تک کیسے رسائی حاصل کریں یا اُس کی مقدس و پاک حضوری میں کیسے حاضر ہو سکتے ہیں؟ ہم اپنی طاقت و قوت سے ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ ہمیں کسی درمیانی یا شفاعت کرنے والے کی ضرورت ہے جو ہماری خاطر یہ کام کرے۔

بائبل مقدس کہتی ہے کہ خدا نے مسیح یسوع کو ہمارا سردار کاہن مقرر کیا، اور ایک کاہن کی حیثیت سے مسیح نے ایک کامِل و مکمل قربانی ہمارے گناہوں کے کفارے ومخلصی کے لئے پیش کی۔ مسیح کے پاک و معصوم خون کے سبب سے ہی ہم اِس قابل ہوئے کہ خدا کے جلالی تخت کے سامنے حاضر ہوں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا خدا نے موسوی شریعت کے تحت کاہنوں کو مقرر نہیں کِیا تھا؟ تو پھر مسیح کیسے ہمارا کاہن بن سکتا ہے؟ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب واضح کرتی ہے کہ مسیح نے کاہن کا عہدہ موسوی شریعت کے تحت حاصل نہیں کِیا بلکہ خدا نے خود اُسے ملکِ صِدق کے طریقہ کا کاہن مقرر کِیا۔ لیکن یہ ملکِ صِدق کون ہے اور اُس کی اِتنی اہمیت کیوں ہے؟ عبرانیوں کی کتاب ۷

باب، اُس کی ۱ سے ۱۰ آیت میں اِس بارے لکھا ہے، ''اور یہ ملکِ صِدق سالم کا بادشاہ، خدا تعالیٰ کا کاہن ہمیشہ کاہن رہتا ہے۔ جب ابرہام بادشاہوں کو قتل کر کے واپس آتا تھا تو اِسی نے اُس کا اِستقبال کِیا اور اُس کے لئے برکت چاہی۔ اِسی کو ابرہام نے سب چیزوں کی دہ یکی دی۔ یہ اول تو اپنے نام کے معنی کے مُوافق راستبازی کا بادشاہ ہے اور پھر سالم یعنی صُلح کا بادشاہ۔ یہ بے باپ، بے ماں، بے نسبنامہ ہے۔ نہ اُس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مُشابہ ٹھہرا۔ پس غور کرو کہ یہ کیسا بزرگ تھا جس کو قوم کے بزرگ ابرہام نے لُوٹ کے عمدہ سے عمدہ مال کی دہ یکی دی۔ اَب لاوی کی اَولاد میں سے جو کہانت کا عہدہ پاتے ہیں اُن کو حکم ہے کہ اُمت یعنی اپنے بھائیوں سے اگرچہ وہ ابرہام ہی کی صُلب سے پیدا ہوئے ہوں شریعت کے مطابق دہ یکی لیں۔ مگر جس کا نسب اُن سے جُدا ہے اُس نے ابرہام سے دہ یکی لی اور جس سے وعدے کِئے گئے تھے اُس کے لئے برکت چاہی۔ اور اِس میں کلام نہیں کہ چھوٹا بڑے سے برکت پاتا ہے۔ اور یہاں تو مرنے والے آدمی دہ یکی لیتے ہیں مگر وہاں وہی لیتا ہے جس کے حق میں گواہی دی جاتی ہے کہ زندہ ہے۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ لاوی نے بھی جو دہ یکی لیتا ہے ابرہام کے ذریعہ سے دہ یکی دی، اِس لئے کہ جس وقت ملکِ صِدق نے ابرہام کا اِستقبال کِیا تھا وہ اُس وقت تک اپنے باپ کی صُلب میں تھا۔'' (عبرانیوں ۷:۱-۱۰)

اِس سے پہلے کہ ہم کچھ اَور تفصیل میں جائیں آیئے ایک مسئلے کی وضاحت کر دیں۔ ہمارے اُردو ترجمہ، آیت ایک میں لکھا ہے کہ ملکِ صِدق خدا

تعالیٰ کا کاہن ہمیشہ کاہن رہتا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے جیسا کہ آیت ۳ میں بھی ہے لیکن درحقیقت پہلی آیت کا یونانی متن مسیح کے کاہن ہونے کی طرف اِشارہ ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ متن حقیقت میں یہ کہتا ہے کہ مسیح ہمیشہ یعنی ابد تک ملکِ صِدق کے طریقہ پر کاہن رہتا ہے۔

ملکِ صِدق کے بارے میں تفصیل سے بتانے سے پہلے عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف ابرہام کی زندگی میں پیش آنے والے واقعہ کا ذکر کرتا ہے جس کا بیان پیدائش کی کتاب ۱۴ باب میں ہے۔ بادشاہوں کے ایک گروہ نے ابرہام کے بھتیجے لوط کی زمین پر قبضہ کر لیا اور لوط کے ساتھ اَور بہت سے لوگوں کو اِغوا کر کے لے گئے۔ جب ابرہام کو خبر مِلی تو اُس نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ بادشاہوں کے گروہ کا تعاقب کِیا۔ اُس نے اُن کو شکست دے کر تمام قیدیوں کو چھڑا لیا۔ جب وہ اُن کو لے کر واپس آ رہا تھا تو اُس کا ملکِ صِدق سے سامنا ہو گیا۔ ابرہام نے ملکِ صِدق کو بادشاہوں کے لوٹے ہوئے سارے مال کا دسواں حِصہ دیا۔

ملکِ صِدق خدا تعالیٰ کا کاہن تھا۔ بائبل مقدس کے کہنے کا کیا مطلب ہے جب وہ مسیح کو اُس جیسا کاہن کہتی ہے؟ نام ملکِ صِدق کے معنی ہیں ”راستبازی کا بادشاہ“ اور جب ہم مسیح کو ملکِ صِدق جیسا کاہن کہتے ہیں تو مطلب یہ ہے کہ وہ بھی اُسی طرح راستباز و پاک ہے۔ درحقیقت مسیح کا ایک لقب ”راستباز“ ہے (۱-یوحنا ۲:۱)۔

ملکِ صِدق سالم کا بادشاہ بھی تھا جس کا مطلب ہے ''امن کا بادشاہ'' یہ مسیح کا ایک اَور لقب ہے۔ یسعیاہ نبی نے بہت پہلے ہی پیشین گوئی کر دی تھی کہ وہ یعنی مسیح ''امن کا شہزادہ'' کہلائے گا۔ گناہ ہمیں خدا سے جُدا کرتا ہے۔ ہماری خاطر گناہوں کی قربانی کے وسیلہ سے اُس نے ہم گناہگاروں کا پاک خدا کے ساتھ امن قائم کر دیا۔

ایک اَور طرح سے مسیح یسوع اور ملکِ صِدق میں مشابہت ہے کیونکہ دونوں کی بحیثیت کاہن مُدت ایک ہی جیسی ہے۔ ہمارا اُردو ترجمہ اِس کو اِتنا اُجاگر نہیں کرتا لیکن ۳ آیت میں لکھا ہے کہ ملکِ صِدق ابد تک کاہن رہتا ہے۔ اَب سوال یہ ہے کہ کِس بُنیاد پر ملکِ صِدق ابد تک کاہن رہتا ہے؟ اُس کی موت کا کوئی حساب کتاب یا ریکارڈ موجود نہیں ہے اِس لئے وہ آج تک زندہ قرار دیا جا چُکا ہے۔ اور جبکہ وہ زندہ ہے اور اُس نے کبھی اُس عہدہ اور مرتبہ کو نہیں چھوڑا جو خدا نے اُسے بخشا تھا لہٰذا وہ آج بھی کاہن ہے۔

یہی سچائی مسیح یسوع کے ساتھ بھی ہے۔ پولس رسول لکھتا ہے، ''کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ مسیح جب مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے تو پھر نہیں مرنے کا، موت کا پھر اُس پر اِختیار نہیں ہونے کا۔'' (رومیوں ۶:۹)

کیونکہ مسیح ابد تک زندہ رہے گا، لہٰذا اُس کا کاہن کا عہدہ بھی ہمیشہ تک رہے گا۔ جیسا کہ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف کتاب کے آخر میں واضح کرے گا کہ مسیح، موسوی شریعت کے تحت مقرر کِئے ہوئے کاہنوں سے کہیں

اعلیٰ، افضل اور عظیم تر ہے۔ جب اُن کی موت واقع ہوئی تو ساتھ ہی کاہن کا عہدہ بھی ختم ہو گیا۔

مگر ایک اَور وجہ بھی ہے کہ ملکِ صِدق اور مسیح کا کاہن ہونا موسوی شریعت کے تحت مقرر کِئے گئے کاہنوں سے بلند و برتر ہے۔ عبرانیوں کا مُصنف اِس اہم نکتے کو عیاں کرتا ہے کہ برکات کا رُخ ہمیشہ عظیم و بڑے سے ادنیٰ و چھوٹے کی طرف ہوتا ہے۔ ملکِ صِدق نے ابرہام کو برکت دی اور ابرہام نے اُس کی برکت کو دِل سے قبول کِیا، لہٰذا ملکِ صِدق، ابرہام سے بڑا اور عظیم ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ وہ ابرہام کی نسل لاوی سے بھی بڑا اور عظیم ہے جس کو موسوی شریعت کے تحت کاہن مقرر کِیا گیا۔ جبکہ مسیح ملکِ صِدق کے طریقہ پر کاہن ہے اِس لئے وہ ابرہام اور لاوی کاہنوں سے عظیم تر ہے۔

ابرہام نے بادشاہوں کو شکست دینے کے بعد لوٹ کا دسواں حِصہ دے کر تسلیم کِیا کہ ملکِ صِدق اُس سے بڑا اور عظیم تھا۔ اگرچہ لاوی اور کاہن جو اُس کے بعد آئے اُنہوں نے باقی ماندہ اِسرائیلیوں سے پیداوار کا دسواں حِصہ اِکٹھا کِیا، یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ لاوی نے اپنے بزرگ ابرہام کے ذریعہ ملکِ صِدق کو دیا۔ اِس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ملکِ صِدق کا کاہن ہونا موسوی شریعت کے تحت مقرر کِئے گئے کاہنوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ جس کے پاس یہ حق ہے کہ وہ سب سے دسواں حِصہ وصول کرے، اُس نے دسواں حِصہ اُس کو دیا جو اُس سے بڑا تھا۔

ایک اَور نکتہ قابلِ غور ہے۔ آیت ۳ کے متن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملکِ صِدق کو خدا کے بیٹے مسیح پر تخلیق کِیا گیا، نہ کہ مسیح، ملکِ صِدق کی طرح بنایا گیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ملکِ صِدق اور اُس کا کام اور فعل ایک عظیم و ازلی حقیقت و سچائی کی ایک پیش بینی یا عکس ہیں۔ ذرا سوچیئے کہ اگر عکس و جھلک اِتنی عظیم و اعلیٰ ہے تو اصل حقیقت و سچائی یعنی مسیح اور اُس کا کاہن ہونا کِس قدر افضل و عظیم تر ہو گا۔

پندرھواں باب

ایک بہتر اُمید

(عِبرانیوں ۷:۱۱-۲۲)

بنی نوع اِنسان کا سب سے بڑا مسئلہ نہ تو غُربت ہے اور نہ ہی دولت و وسائل کی غیرمُساوی تقسیم، نہ ہی کسی موذی بیماری کا پھیلنا اور روک تھام، نہ ہی امن و صلح کا خواب جس کے پورا ہونے کی زمانوں سے خواہش چلی آ رہی ہے اور پھر بھی کامیابی نہیں مِل سکی۔ بنی نوع اِنسان کا سب سے بڑا مسئلہ گناہ کے سبب سے خدا سے دُوری ہے۔ خدا پاک و راستباز ہے۔ اُس میں کوئی بُرائی نہیں بلکہ بُرائی اُس کے سامنے ٹھہر ہی نہیں سکتی۔ جب ہم گناہ کرتے ہیں، یا جب ہم کوئی شیطانی کام کرتے ہیں تو ہم خدا سے دُور ہو جاتے ہیں اور اُس کے سامنے حاضر نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ ہمارا گناہ آلودہ وجود برداشت ہی نہیں کر سکتا۔

اَب سوال یہ ہے کہ ہم گناہگار، خدا اور اپنے بیچ کھڑی جُدائی کی یہ دیوار کیسے گرا سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ہمیں ایک کاہن چاہیے جو ہماری شفاعت یعنی ہمارے اور خدا کے بیچ درمیانی کا کام کرے۔ ہمیں ایک ایسا کاہن چاہیے جو ہمارے گناہوں کے عِوض کفارہ ادا کرے۔ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب ہمیں یقین دِلاتی ہے کہ خدا نے مسیح کو ہمارا کاہن مُقرر کِیا۔ مسیح گناہ سے بالکل پاک ہے اِس لئے وہ اِس قابل و اہل ہے کہ پاک و راستباز خدا کے سامنے حاضر ہو

سکے۔ اپنی زمینی زندگی کے دِنوں میں اُس نے اُنہی حالات کا سامنا کِیا جن کا ہم روزمرہ زندگی میں کرتے ہیں، اِسی لئے وہ ہماری مصیبتوں، تکلیفوں اور مشکلوں کو اچھی طرح سے سمجھتا اور ہم سے بھر پور ہمدردی رکھتا ہے اور اِس قابل ہے کہ ہماری خدا کے سامنے شفاعت کرے۔ مسیح نے ہماری خدا کے ساتھ صلح کروانے کے لئے صلیب پر اپنی جان قربان کر دی۔

مگر اِس سے ہمارے ذہن میں ایک سوال اُبھرتا ہے۔ خدا نے تو پہلے ہی موسوی شریعت کے مطابق کاہنوں کا سلسلہ مقرر کر رکھا تھا۔ شریعت کی روشنی میں کاہنوں کو بنی لاوی کے قبیلہ سے ہونا چاہیے تھا، تو مسیح ہمارا کاہن کیسے بن گیا جبکہ اُس کا تعلق لاویوں کے قبیلہ سے نہیں؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ مسیح کا موسوی شریعت کے تحت بنے ہوئے کاہنوں کے طریقہ سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ وہ ملکِ صِدق کے طریقہ پر کاہن ہے۔ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کے ۷ باب میں واضح طور پر لکھا ہے کہ ملکِ صِدق، ابرہام اور اُس کی نسل لاوی سے کہیں بلند تر ہے، اِسی لئے مسیح کا کاہن ہونا بھی بنی لاوی اور موسوی شریعت سے اعلیٰ، افضل اور عظیم تر ہے۔

مگر اَب سوال یہ ہے کہ ہمیں عظیم تر کاہن کی کیا ضرورت تھی؟ خدا نے یہ تبدیلی یا منصوبہ کیوں بنایا؟ ۷ باب کی آیت ۱۱ سے ۲۲ میں اِس کی یوں وضاحت کی گئی ہے، ”پس اگر بنی لاوی کی کہانت سے کاملیت حاصل ہوتی (کیونکہ اُسی کی ماتحتی میں اُمت کو شریعت ملی تھی) تو پھر کیا حاجت تھی کہ دُوسرا کاہن ملکِ صِدق کے طور کا پیدا ہو اور ہارون کے طریقہ کا نہ گِنا جائے؟ اور

جب کہانت بدل گئی تو شریعت کا بھی بدلنا ضرور ہے، کیونکہ جس کی بابت یہ باتیں کہی جاتی ہیں وہ دوسرے قبیلہ میں شامل ہے جس میں سے کسی نے قربانگاہ کی خدمت نہیں کی۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ ہمارا خداوند یہوداہ میں سے پیدا ہُوا اور اِس فرقہ کے حق میں موسیٰ نے کہانت کا کچھ ذکر نہیں کِیا۔ اور جب ملکِ صِدق کی مانند ایک اَور ایسا کاہن پیدا ہونے والا تھا جو جسمانی احکام کی شریعت کے مُوافق نہیں بلکہ غیرفانی زندگی کی قوت کے مطابق مُقرر ہو تو ہمارا دعویٰ اَور بھی صاف ظاہر ہو گیا، کیونکہ اُس کے حق میں یہ گواہی دی گئی ہے کہ تُو ملکِ صِدق کے طور پر ابد تک کاہن ہے۔ غرض پہلا حُکم کمزور اور بیفائدہ ہونے کے سبب سے منُسوخ ہو گیا (کیونکہ شریعت نے کسی چیز کو کامِل نہیں کِیا) اور اُس کی جگہ ایک بہتر اُمید رکھی گئی جس کے وسیلہ سے ہم خدا کے نزدیک جا سکتے ہیں۔ اور چونکہ مسیح کا تقرر بغیر قَسم کے نہ ہُوا (کیونکہ وہ تو بغیر قَسم کے کاہن مقرر ہوئے ہیں مگر یہ قَسم کے ساتھ اُس کی طرف سے ہُوا جس نے اِس کی بابت کہا کہ خداوند نے قَسم کھائی ہے اور اُس سے پھرے گا نہیں کہ تُو ابد تک کاہن ہے) اِس لئے یسوع ایک بہتر عہد کا ضامِن ٹھہرا۔" (عبرانیوں ۷:۱۱-۲۲)

موسوی شریعت میں ایک مسئلہ یہ تھا کہ کچھ بھی کامِل نہیں ہو سکتا تھا۔ ایسا نہیں کہ قانون اچھا نہیں تھا، ظاہر ہے کہ خدا نے اِسے دیا تو اچھا تھا۔ اور خدا نے جس مقصد کے لئے دیا وہ اُس نے حاصل بھی کِیا، جیسا کہ پولس رسول لکھتا ہے، "پس شریعت پاک ہے اور حُکم بھی پاک اور راست اور اچھا ہے

(رومیوں ۷:۱۲)۔ شریعت کا کام تھا کہ ہمیں گناہ کی پہچان کروائے اور ہمیں یہ احساس دِلائے کہ ہم خدا کے معیار پر چلنے کے قابل و اہل نہیں۔

اگرچہ شریعت ہمارے گناہوں اور قصوروں کی پہچان تو کروا سکتی تھی مگر نجات یا معافی نہیں دے سکتی تھی۔ موسوی شریعت کے تحت کاہن مقرر کِئے جاتے تھے تاکہ گناہوں کے عوِض قربانیاں گُزرانیں مگر عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کے اگلے ابواب میں ہم دیکھیں گے کہ یہ قربانیاں کافی نہیں تھیں۔ اِن سے گناہ کے نتائج ظاہر ہونے میں یا تو صرف دیر ہو جاتی یا رُک جاتے تھے۔ یہ ایسی ہی مثال ہے جیسے کہ قرض خواہ نے ایک اِقراری نوٹ لکھ کر وعدہ کِیا ہو کہ پیسے کچھ مدُت بعد ادا کروں گا۔ صرف مسیح یسوع میں ہمارا قرض خدا کے ہاں قبول ہے۔ صرف مسیح ہے جس نے موسوی شریعت کے تحت ہمارے گناہوں کی سزا کا قرض خدا کو ادا کر دیا ہے۔ لہٰذا مسیح اُن کے لئے جو موسوی شریعت کے تحت ہیں اور جو نہیں ہیں دونوں کا کامِل و مکمل کاہن بنا۔

یہ موسوی شریعت ہی تھی جس نے لاویوں کی کہانت یعنی کاہن ہونے کو لاگو کِیا، لیکن مسیح لاویوں کی نسل میں سے نہیں ہے۔ اُس کا خاندانی نسب نامہ پہلے کاہن سے جڑا ہُوا نہیں، بلکہ مسیح کا تعلق یہوداہ کے قبیلہ سے ہے جس کا سلسلہ داؤد بادشاہ سے جڑا ہُوا ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ مسیح کے ہمارا کاہن ہونے کی بُنیاد موسوی شریعت سے بالکل مختلف ہے۔ جیسا کہ عبرانیوں کی کتاب میں لکھا ہے کہ جب کہانت بدل گئی تو شریعت کا بھی بدلنا ضرور ہے کیونکہ اِسی اُصول کی بُنیاد پر کہانت یعنی کاہن کا عہدہ قائم کِیا گیا ہے۔

یہ کیسا اُصول ہے؟ کِس بُنیاد پر خدا نے مسیح کو ہمارا کاہن مقرر کِیا؟ جو موسوی شریعت کے تحت کاہن بنے اُن کا سلسلہ نسل در نسل چلتا آ رہا ہے، مگر مسیح کے کاہن بننے کی بُنیاد اُس کا لازوال و غیرفانی ہونا ہے۔ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف زبور ۱۱۰ کا حوالہ دے کر اپنے اِس بیان کو اَور مضبوط بناتے ہوئے کہتا ہے کہ مسیح ابد تک ملکِ صِدق کے طَور پر کاہن ہے۔ یہ دعویٰ کر کے خدا نے موسوی شریعت اور اُس کی کہانت کو ایک طرف رکھ دیا اور ایک ایسی کہانت مُتعارف کروائی جو غیرفانی و لازوال یعنی ابد تک ہو گی۔ اِس سے ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ شریعت کے وسیلہ سے یا کسی اپنی ذاتی محنت و کوشش سے خدا کے ساتھ ٹوٹا ہُوا رشتہ بحال کرنا چاہتے ہیں، نہیں جانتے کہ اُن کی یہ محنت و کوشش رائگاں جائے گی کیونکہ اِس میں اُن کے لئے کوئی اُمید نظر نہیں آتی۔ مسیح یسوع نے شریعت کی تکمیل یعنی مکمل کر دیا ہے۔ اُس نے اپنا مقصد پورا کر دیا ہے۔ خدا نے اِسے تبدیل کر کے ہمارے لئے ایک مکمل و کامِل راستہ چُن دیا ہے جس پر چل کر ہماری خدا سے صلح و مِلاپ ہو سکتا ہے۔ یہ کام شریعت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ مسیح اور اُس کی کہانت لازوال و غیرفانی یعنی ابد تک ہے، یہی ہماری زندہ اُمید ہے۔ جب ہم مسیح یسوع کو اپنا کاہن تسلیم کر کے اُس کی پیروی کرتے اور اُس پر پورا یقین و بھروسہ کرتے ہیں تو ہمارا خدا سے رشتہ خود بخود بحال ہو جاتا ہے۔ کیا آپ کے پاس یہ یقین و بھروسہ اور زندہ اُمید ہے؟ کیا آپ خدا کے جلالی تخت کے سامنے پورے اعتماد کے ساتھ حاضر ہو سکتے ہیں؟

موسوی شریعت کے تحت بنے کاہنوں اور مسیح کی کہانت میں ایک اَور واضح فرق یہ ہے کہ لاوی کی نسل اور ہارون بغیر قَسم اُٹھائے کاہن کے عہدے پر بیٹھے، مگر خدا نے مسیح کو قَسم کے ساتھ کاہن چُنا اور یہ حقیقت ثابت کرنے کے لئے عبرانیوں کا مُصنف زبور ۱۱۰ کا حوالہ دیتا ہے۔

خدا کے حلف یعنی قَسم کی کیا اہمیت ہے؟ حلف یا قَسم کسی بھی چیز کی ایک گارنٹی یعنی ضمانت یا تصدیق ہوتی ہے۔ جو کہا گیا اُس کی ذمہ دار یا تائید کرتی ہے۔ اِسی طرح مسیح خدا کے حلف یا قَسم کے سبب سے کاہن مُنتخب ہُوا، اِسی لئے مسیح اُس عہد کی بھی گارنٹی یا ضمانت و ذمہ داری لیتا ہے جو خدا، مسیح کے پیروکاروں کے ساتھ باندھتا ہے۔ یہ عہد اُس عہد سے کہیں افضل و عظیم تر ہے جو خدا نے بنی اِسرائیل کے ساتھ موسوی شریعت کے تحت باندھا تھا۔

سولھواں باب

وہ ہمارے لائق ہے

(عِبرانیوں ۷:۲۳-۸:۲)

کسی کو مسیح یسوع کی پیروی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا خدا نے پہلے ہی موسیٰ کے وسیلہ سے شریعت نہیں دے دی؟ کیا خدا نے پہلے ہی موسوی شریعت کے تحت کاہن کا عہدہ مقرر نہیں کِیا تھا جو گناہوں کی معافی کیلئے ہماری خاطر قربانیاں گذرانتا تھا؟ تو پھر ایسے میں خدا نے کاہن کے لئے مختلف عُہدے کی ضرورت کیوں محسوس کی؟ اُس نے مسیح کو کاہن ہونے کے لئے کیوں چُنا؟ کیوں ایک ایسی ہستی کو کاہن کے لئے مقرر کِیا جو موسوی شریعت کے تحت کاہن نہیں بن سکتا تھا تو پھر وہ سردار کاہن کیسے ہو گیا؟

ہم نے اپنے پچھلے پروگرام میں دیکھا کہ خدا نے مسیح یسوع کو موسوی شریعت کے تحت نہیں بلکہ ملکِ صِدق کے طریقہ پر سردار کاہن مقرر کِیا۔ خدا نے مسیح کو قَسم دے کر نہ کے اُس کی نسل کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ عہدہ سُونپا۔ مگر سوال یہ ہے کہ مسیح کا کاہن ہونا موسوی شریعت کے تحت کاہن ہونے سے کِس طرح مختلف ہے؟

بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کے ۷ باب کی ۲۳ سے ۸ باب کی ۲ آیت میں اِس کی وضاحت کی گئی ہے، ''اور چونکہ موت کے سبب

سے قائم نہ رہ سکتے تھے اِس لئے وہ تو بہت سے کاہن مقرر ہوئے مگر چونکہ یہ ابد تک قائم رہنے والا ہے اِس لئے اِس کی کہانت لازوال ہے۔ اِسی لئے جو اُس کے وسیلہ سے خدا کے پاس آتے ہیں وہ اُنہیں پوری پوری نجات دے سکتا ہے کیونکہ وہ اُن کی شفاعت کے لئے ہمیشہ زندہ ہے۔ چنانچہ ایسا ہی سردار کاہن ہمارے لائق بھی تھا جو پاک اور بے ریا اور بیداغ ہو اور گناہگاروں سے جُدا اور آسمانوں سے بلند کِیا گیا ہو۔ اور اُن سردار کاہنوں کی مانند اِس کا محتاج نہ ہو کہ ہر روز پہلے اپنے گناہوں اور پھر اُمت کے گناہوں کے واسطے قربانیاں چڑھائے کیونکہ اِسے وہ ایک ہی بار کر گذرا جس وقت اپنے آپ کو قربان کِیا۔ اِس لئے کہ شریعت تو کمزور آدمیوں کو سردار کاہن مقرر کرتی ہے مگر اُس قَسم کا کلام جو شریعت کے بعد کھائی گئی اُس بیٹے کو مقرر کرتا ہے جو ہمیشہ کے لئے کامِل کِیا گیا ہے۔ اَب جو باتیں ہم کہہ رہے ہیں اُن میں سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارا ایسا سردار کاہن ہے جو آسمانوں پر کِبریا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا، اور مَقدِس اور اُس حقیقی خیمہ کا خادم ہے جِسے خداوند نے کھڑا کِیا ہے نہ کہ اِنسان نے۔'' (عبرانیوں ۷: ۲۳-۸: ۲)

ایک وجہ جس کے سبب سے مسیح، موسوی شریعت کے تحت مقرر کِئے گئے کاہنوں سے کہیں اعلیٰ، افضل اور عظیم تر ہے کہ وہ غیرفانی یعنی ابد تک ہے۔ اِس کے برعکس لاویوں کی نسل سے جِتنے بھی کاہن مُنتخب ہوئے وہ مَر گئے۔ مثال کے طور پر بائبل مقدس میں لکھا ہے، ''...ہارون کاہن خداوند کے حُکم کے مطابق کوہِ ہور پر چڑھ گیا اور اُس نے بنی اِسرائیل کے مُلک مِصر سے نکلنے کے چالیسویں

برس کے پانچویں مہینے کی پہلی تاریخ کو وہیں وفات پائی۔" (گنتی ۳۹-۳۸:۳۳)

اِس حوالے سے ہم نے دیکھا کہ ہارون بہت عُمر تک زندہ رہا مگر آخرِ کار اُس نے وفات پائی۔ اِسی طرح دوسرے کاہنوں کے ساتھ بھی ہُوا جو موسوی شریعت کے تحت مقرر کِئے گئے تھے۔ اُن سب نے وفات پائی۔ ظاہر ہے کہ جب کاہن مَر گیا تو وہ بطور کاہن خدمت انجام نہیں دے سکتا۔ وہ اِنسان اور خدا کے درمیان شفاعت یعنی درمیانی کا کام نہیں کر سکتا۔ وہ خدا کے حضور قربانیاں نہیں گذران سکتا۔ جبکہ مسیح اپنی صلیبی موت کے بعد تیسرے دِن مُردوں میں سے جی اُٹھا، وہ ابد تک زندہ رہے گا اور کیونکہ وہ ہمیشہ تک زندہ رہے گا لہذا وہ کاہن کی حیثیت سے ابد تک ہماری خدمت کر سکتا ہے،۔کیونکہ اُس کی کہانت ابدی ہے اِس لئے کوئی ایسا لمحہ نہیں کہ وہ ہماری خاطر شفاعت کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ کیونکہ وہ ابد تک زندہ ہے اِس لئے وہ ہمیں گناہوں کے سنگین نتائج سے نجات دینے کے لئے اپنا کام مکمل کر سکتا ہے، جیسا کہ پولس رسول نے لکھا ہے، "...مجھے اِس بات کا بھروسہ ہے کہ جس نے تم میں نیک کام شروع کِیا ہے وہ اُسے یسوع مسیح کے دِن تک پورا کر دیگا۔ (فلپیوں ۶:۱)

مسیح کے پُرانے عہدنامہ کے کاہنوں سے اعلیٰ و افضل ہونے کی ایک اَور وجہ یہ ہے کہ وہ پاک و راستباز، بیداغ و بے گناہ ہے۔ بائبل مقدس کاہنوں کے کچھ گناہوں کا ذکر کرتی ہے۔ مثال کے طور پر خدائے بزرگ و برتر نے عیلی سے کہا، "پس تم کیوں میرے اُس ذبیحہ اور ہدیہ کو جن کا حُکم مَیں نے اپنے

مسکن میں دیا لات مارتے ہو اور کیوں تُو اپنے بیٹوں کی مجھ سے زیادہ عزت کرتا ہے تاکہ تم میری قوم اِسرائیل کے اچھے سے اچھے ہدیوں کو کھا کر موٹے بنو؟ (۱۔سیموئیل ۲:۲۹)

اِس کے برعکس بائبل مقدس بار بار کہتی ہے کہ مسیح نے کبھی کوئی گناہ نہیں کِیا، بلکہ اُس نے اپنے اُوپر اِلزام والوں سے خود کہا کہ ''تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے؟'' (یوحنا ۸:۴۶)

کیونکہ مسیح گناہ سے بالکل پاک و راستباز ہے اِس لئے خدا نے اُسے آسمانی عزت و جلال بخشا، جیسا کہ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب میں لکھا ہے، ''...وہ گناہوں کو دُھو کر عالمِ بالا پر کبریا کی دہنی طرف جا بیٹھا۔'' (عبرانیوں ۱:۳، ۱:۸) موسوی شریعت کے تحت مقرر کِئے گئے کاہنوں میں سے کسی کو بھی یہ جلالی رتبہ نہیں مِلا کہ خدا کے دہنی طرف جا بیٹھے۔

موسوی شریعت کے تحت مقرر کِئے جانے والے کاہنوں کو اپنے گناہوں کی معافی کے لئے قربانیاں دینے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے گناہوں کی معافی کے لئے درمیانی کا کام بھی کرنا پڑتا تھا۔ لیکن یاد رہے کہ کوئی بھی گناہگار اپنے جیسے دوسرے گناہگار، مجرم و قصوروار کا مکمل فِدیہ نہیں دے سکتا۔ زبور ۴۹ میں لکھا ہے، ''اُن میں سے کوئی کسی طرح اپنے بھائی کا فِدیہ نہیں دے سکتا، نہ خدا کو اُس کا معاوضہ دے سکتا ہے، (کیونکہ اُن کی جان کا فِدیہ گراں بہا ہے، وہ ابد تک ادا نہ ہو گا) تاکہ وہ ابد تک جیتا رہے اور قبر کو نہ دیکھے۔'' (زبور ۴۹:۷۔۹) اِس کے فوراً بعد یعنی آیت ۱۵ میں زبور کا مُصنف کہتا ہے، ''لیکن

خدا میری جان کو پاتال کے اِختیار سے چھڑا لے گا کیونکہ وہی مجھے قبول کرے گا۔" (زبور ۱۵:۴۹)

جو اِنسان خود اپنے لئے نہیں کر سکتا وہ خدا نے اُس کے لئے کر دیا ہے۔ پُرانے عہدنامہ کے کاہن فانی یعنی فنا ہو جانے والے اور گناہگار بھی تھے۔ وہ اِس قابل نہیں تھے کہ خدا کے حضور لوگوں کے گناہوں کو تو چھوڑ اپنے گناہوں کی معافی کے لئے ہی مکمل و کامِل قربانی گذران سکیں۔ لیکن بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب پہلے ہی بتا چکی ہے کہ مسیح، یعنی خدا کا بیٹا، "اُس کے جلال کا پرتَو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے..." (عبرانیوں ۱:۳) کیونکہ خدا خود مسیح میں مجسم ہُوا ہے اور کیونکہ وہ بے گناہ و پاک ہے لہذا وہ کامِل و مکمل ہے۔ اور کیونکہ وہ کامِل و مکمل ہے، اِس لئے وہ ہمارے گناہوں کا مکمل فِدیہ و قربانی ادا کر سکتا ہے، وہ ہمیں ہمارے گناہوں سے مکمل چُھٹکارا دے سکتا ہے۔ یہ کام کوئی دوسرا کاہن نہیں کر سکتا۔ مسیح یسوع نے خود فرمایا، "کیونکہ ابنِ آدم بھی اِس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اِس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فِدیہ میں دے۔" (مرقس ۴۵:۱۰) خدا نے اُن سب کو نجات و چھٹکارا دِیا جنہوں نے مسیح کی قربانی کو دِل و جان سے قبول کیا، جیسا کہ زبور نویس نے کیا خوب لکھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے مسیح کو بحیثیت کاہن قبول کیا ہے یا ہم نے اُس کی مکمل و کامِل قربانی کو جو اُس نے ہماری خاطر دی تسلیم کِیا ہے؟

ایک اَور وجہ بھی ہے جس کے سبب سے مسیح کا کاہن ہونا موسوی شریعت کے تحت مقرر ہونے والے کاہنوں سے اعلیٰ، افضل اور عظیم تر ہے، یعنی وہ جگہ جہاں وہ خدمت کرتا ہے۔ پُرانے عہدنامہ کے سارے کاہن خدا کے خیمہ میں خدمت کرتے تھے جس کو اُٹھا کر بنی اِسرائیل نے بیابان میں سفر کِیا۔ بعد میں جب وہ خدا کے وعدے کے مطابق موعودہ ملک میں داخل ہوئے تو خدا کے پیارے بندے سلیمان نے اپنے مالک وتخلیق کار کی ہدایت پر ہیکل تعمیر کی جس میں کاہن خدمت سَرانجام دیا کرتے تھے۔ مگر مسیح خود آسمان پر خدمت کرتا ہے، اور عبرانیوں کی کتاب اِس کو سچی و حقیقی ہیکل کا نام دیتی ہے۔ اِس کے مقابلہ میں وہ زمینی و دُنیاوی کاہنوں کی خدمت تھی جو خیمہ یا عبادت گاہ میں انجام دیتے تھے۔ آسمانی ہیکل خدا نے بنائی تھی نہ کہ کسی اِنسان نے۔ خدا چاہتا تھا کہ زمینی ہیکل اور عبادت گاہ سچی و حقیقی آسمانی ہیکل کی ایک تصویر یا ایک شبیہ ہو۔

جیسا کہ ہم اپنے اگلے پروگرام میں دیکھیں گے کہ زمینی و دُنیاوی ہیکل آسمانی ہیکل کا ایک عکس و کاپی تھی۔

سترھواں باب

بہتر خدمت، بہتر عہد

(عِبرانیوں ۸: ۳۔۱۳)

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف پہلے سات ابواب میں یہ ثابت کرتا ہے کہ مسیح یسوع فرشتوں اور موسیٰ دونوں سے کہیں اعلیٰ، افضل اور عظیم تر ہے۔ اُس کا عہدہ اور مرتبہ ہر کسی سے بلند اور اُونچا ہے۔ وہ آسمان پر جلالی تخت پر خدا کے دہنی طرف بیٹھا ہے۔ خدا نے اُس کو سردار کاہن مقرر کِیا اور اُس کا کاہن ہونا یا کہانت موسوی شریعت کے تحت قائم کِئے گئے کاہنوں سے کہیں اعلیٰ و افضل ہے۔

اِس کے بعد عبرانیوں کی کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ مسیح نے سردار کاہن کی حیثیت سے ہمارے گناہوں کی خاطر عظیم ترین قربانی دی۔ مگر اِس سے پہلے ہم پر یہ بھی واضح کرتی ہے کہ مسیح کی الوہیت و رُتبہ موسوی شریعت کے تحت مقرر ہونے والے کاہنوں سے کہیں اعلیٰ و افضل ہے۔ ۸ باب کی ۳ سے ۶ آیت میں لکھا ہے، ''اور چونکہ ہر سردار کاہن نذریں اور قربانیاں گذراننے کے واسطے مقرر ہوتا ہے اِس لئے ضرور ہُوا کہ اِس کے پاس بھی گذراننے کو کچھ ہو۔ اور اگر وہ زمین پر ہوتا تو ہرگز کاہن نہ ہوتا اِس لئے شریعت کے موافق نذر گذراننے والے موجود ہیں جو آسمانی چیزوں کی نقل اور عکس کی خدمت کرتے

ہیں۔ چنانچہ جب موسیٰ خیمہ بنانے کو تھا تو اُسے یہ ہدایت ہوئی کہ دیکھ! جو نمونہ تجھے پہاڑ پر دِکھایا گیا تھا اُسی کے موافق سب چیزیں بنانا۔ مگر اَب اُس نے اِس قدر بہتر خدمت پائی جس قدر اُس بہتر عہد کا درمیانی ٹھہرا جو بہتر وعدوں کی بُنیاد پر قائم کِیا گیا ہے۔" (عبرانیوں ۸: ۳-۶)

اِن آیات کے مطابق خدا کا خیمہ اور اُس کے اندر کا اِلٰہی کام اور بندوبست ایک عظیم حقیقت و سچائی کا نمونہ اور عکاسی کرتا تھا۔ خیمہ جو موسیٰ نے بنایا (اور بعد میں ہیکل جس کو سلیمان نے تعمیر کر کے بڑھایا) آسمان کی ایک تصویر و عکس تھا۔ خیمہ کے اندر کا بندوبست اور عبادت و پرستِش جو کاہن اِنجام دیتا تھا، آسمان پر حقیقی عبادت و پرستِش کی ایک مثال یا نمونہ تھا۔ جس طرح اِنسان اپنے عکس سے کہیں عظیم و اعلیٰ ہوتا ہے، اُسی طرح آسمانی خیمہ یا عبادت گاہ زمینی عکس و نمونہ سے کہیں عظیم، اعلیٰ اور افضل ہے۔ بالکل اِسی طرح مسیح کی آسمانی خدمت و کام زمینی خدمت و کام کے عکس و نمونہ سے کہیں بلند تر و عظیم ہے کیونکہ وہ بحیثیت سردار کاہن کے خدا کے تخت کے بالکل پاس خدمت کرتا ہے۔

کیونکہ خدا کا خیمہ آسمانی چیزوں کا نمونہ و عکس ہے، اِسی لئے موسیٰ کو خبردار کِیا گیا کہ جو ہدایت تجھے دی گئی ہے بالکل اُس کے مطابق سب کچھ بنانا۔ آسمانی ڈیزائن یا نمونے سے ذرا بھی مختلف نہیں ہونا چاہیے۔ نہ صرف خیمہ کی بناوٹ و تعمیر اور آرائش و زیبائش بلکہ اُس اندر کے طَور طریقے اور عبادت کی رُسومات بھی آسمانی نمونے پر ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر خدا نے ہارون

کے دو بیٹوں کو موت کی نیند سُلا دیا کیونکہ اُنہوں نے بخوردان میں آگ خداوند کے حکم کے مطابق نہیں بلکہ اپنے طریقے سے بھری (احبار ۱۰ باب)۔

یہاں ایک بہت ہی اہم سبق ہے۔ بائبل مقدس کہتی ہے کہ چرچ یعنی کلیسیا آسمانی عبادت گاہ کا نمونہ و عکس ہے۔ اور اگر یہ حقیقت ہے تو ہمیں بہت محتاط ہونا چاہیے کہ چرچ و کلیسیا کے لئے نئے عہدنامہ میں دی گئی ہدایات کے خلاف اپنی طرف سے کچھ اِضافہ یا کمی نہ کریں۔ کیا ہمارے چرچ اور کلیسیائیں بائبل مقدس میں نئے عہدنامہ کے مطابق ہیں؟

نہ صرف مسیح یسوع کا کام اعلیٰ و افضل ہے بلکہ وہ عہد بھی جس کا وہ درمیانی ہے موسوی شریعت کے عہد سے کہیں عظیم و بلند ہے۔ اِس کے افضل و اعلیٰ ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ بہتر وعدوں کی بُنیاد پر قائم کِیا گیا ہے۔ یہ بہتر وعدے کیا ہیں؟ عبرانیوں کے اِلہامی کتاب کے اگلے حِصے میں ہم دیکھیں گے کہ موسوی شریعت بنی نوع اِنسان کو گناہ سے چھٹکارا نہ دے سکی۔ یہ صرف گناہ کی سزا کو کچھ دیر تک رُوک تو سکتی ہے مگر نجات نہیں دے سکتی۔ نیا عہد جو خدا نے ہمارے ساتھ مسیح کے وسیلہ سے قائم کِیا ہمارے گناہوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دُھو سکتا ہے، اور اُن کے لئے بھی جو موسوی شریعت کے تحت زندگی بسر کرتے تھے۔ لہذا نئے عہد کے وعدوں میں اِنسان کی مکمل نجات کا وعدہ شامل ہے۔ اِس طرح ایک اَور وعدہ تکمیل کو پہنچا، صرف مسیح ہمارے اندر وہ اہلیت و قابلیت بھر سکتا ہے جس پر بھروسہ کر کے ہم جیسا خدا چاہتا ہے ویسا بن سکتے ہیں۔

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کی آیت ۷ سے ۱۳ میں موسوی شریعت کے تحت پُرانے عہد اور ہمارے لئے مسیح کے وسیلہ سے دیئے گئے نئے عہد میں فرق کو واضح کِیا گیا ہے، ''کیونکہ اگر پہلا عہد بے نقص ہوتا تو دوسرے کے لئے موقع نہ ڈھونڈا جاتا۔ پس وہ اُن کے نقص بتا کر کہتا ہے کہ خداوند فرماتا ہے دیکھ! وہ دِن آتے ہیں کہ مَیں اِسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے سے ایک نیا عہد باندھوں گا۔ یہ اُس عہد کی مانند نہ ہو گا جو مَیں نے اُن کے باپ دادا سے اُس دِن باندھا تھا جب مُلکِ مِصر سے نکال لانے کے لئے اُن کا ہاتھ پکڑا تھا۔ اِس واسطے کہ وہ میرے عہد پر قائم نہیں رہے اور خداوند فرماتا ہے کہ مَیں نے اُن کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ پھر خداوند فرماتا ہے کہ جو عہد اِسرائیل کے گھرانے سے اُن دِنوں کے بعد باندھوں گا وہ یہ ہے کہ مَیں اپنے قانون اُن کے ذہن میں ڈالوں گا اور اُن کے دِلوں پر لکھوں گا اور مَیں اُن کا خدا ہوں گا اور وہ میری اُمت ہوں گے۔ اور ہر شخص اپنے ہموطن اور اپنے بھائی کو یہ تعلیم نہ دے گا کہ تُو خداوند کو پہچان، کیونکہ چھوٹے سے بڑے تک سب مجھے جان لیں گے، اِس لئے کہ مَیں اُن کی ناراستیوں پر رحم کروں گا اور اُن کے گناہوں کو پھر کبھی یاد نہ کروں گا۔ جب اُس نے نیا عہد کہا تو پہلے کو پُرانا ٹھہرایا اور جو چیز پُرانی اور مُدت کی ہو جاتی ہے وہ مِٹنے کے قریب ہوتی ہے۔'' (عبرانیوں ۸:۷-۱۳)

بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ نئے عہد کی کیا ضرورت تھی جبکہ خدا نے ہی اپنے بندے موسیٰ کی معرفت لوگوں کو شریعت دی؟ بہرحال عبرانیوں

کا یہ حوالہ واضح کرتا ہے کہ پُرانے قانون و نظام میں ایک بہت ہی سنگین کمزوری و کمی تھی۔ قانون تو مکمل تھا مگر لوگ نہیں۔ مسیح کے علاوہ کوئی بھی ایسی ہستی نہیں جس نے مکمل طور پر شریعت و قانون کی پاسداری و تابعداری کی ہو۔ کیونکہ قانون و شریعت میں کوئی ایسی سہولت نہیں تھی کہ بنی نوع اِنسان گناہ کے نتائج سے بچ جائے اور خدا کے ساتھ اپنا ٹوٹا ہُوا رشتہ بحال کر لے لہذا دوسرے نظام کی اَشد ضرورت تھی۔ اور یہی وہ کمزوری اور کمی تھی جس کی وجہ سے خدا نے یرمیاہ نبی سے وعدہ کِیا کہ وہ نیا عہد قائم کرے گا۔

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب یرمیاہ کی کتاب کے ۳۱ باب اُس کی ۳۱ سے ۳۴ آیت کا حوالہ دیتے ہوئے نئے اور پُرانے عہد میں فرق کو نمایاں کرتی ہے کہ پُرانا عہد ظاہری تھی اِس کا باطن سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ چند حکموں اور قوانین پر مُشتمل تھا۔ اِس کے برعکس نیا عہد باطنی ہے یہ ہمارے دِل پر لکھا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہم کسی حکم کی تابعداری کرتے ہوئے نئے عہد کو دِل و دماغ میں جگہ نہیں دیتے بلکہ ہمیں ایک نئ طبیعت بخشی گئی ہے اور قدرتی بات ہے کہ نئ طبیعت وہی کرے گی جو خدا کی نظر میں مقبول و پسندیدہ ہے۔

ایک اَور نمایاں فرق یہ ہے کہ وہ جو پُرانے عہد کے تحت تھے اُن کو خدا کی تعلیم دینے یعنی یہ بتانے کی ضرورت تھی کہ خدا کون ہے۔ جب آٹھ دِن کے بچے کا ختنہ ہو جاتا تو یہ سمجھ لیا جاتا کہ وہ خدا کے لوگوں میں شامل ہو گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ بچے کو خدا کے بارے میں تعلیم دینے کی ضرورت تھی۔ اِس کے برعکس ہمیں یہ سمجھنا ہے کہ خدا کون ہے اور اُس کے تابع رہنا ہے تاکہ اُس

کے نئے عہد میں شامل ہوں اور جب ہم نئے عہد میں شامل ہو جاتے ہیں تو ہم جانتے ہیں کہ خدا کون ہے۔

دونوں عہدوں میں سب سے اہم و ضروری فرق یہ ہے کہ نئے عہد میں خدا بنی نوع اِنسان کے گناہوں کو ہمیشہ ہمیشہ بھول جاتا ہے، مگر سوال یہ ہے کہ کیا آپ نئے عہد میں شامل ہیں؟ کیا خدا آپ کے گناہ ہمیشہ کیلئے بھول چُکا ہے؟

اٹھارھواں باب

دو خیمے

(عِبرانیوں ۹:۱-۱۵)

کچھ تصورات و خیالات ایسے ہوتے ہیں جن کو سمجھنا کافی مشکل ہوتا ہے، خاص طور پر دینی اور مذہبی معاملات کو جاننا اور سمجھنا کافی پیچیدہ بن جاتا ہے۔ خدا ہمارا تخلیق کار ہے اور ہماری محدود عقل و سمجھ سے کہیں بلند تر، لامحدود اورعظیم تر ہے۔ مگر ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اُس کے بارے میں کچھ نہ کچھ جاننے کی کوشش کریں۔ خدا چاہتا بھی ہے کہ ہم اُس کے بارے میں سمجھ بوجھ حاصل کریں اور اُس رشتہ وتعلق کو پھر سے بحال کرنے کی کوشش کریں جو ہمارے گناہوں کے سبب سے ٹوٹ چُکا ہے۔ لیکن جب تک ہم خدا، اور دینی و روحانی تصورات و خیالات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے تو اُس کے ساتھ ٹوٹا ہُوا رشتہ کیسے بحال کر سکتے ہیں؟ کِس طرح ہم گناہ کی حقیقت اور معافی کو سمجھ سکتے ہیں؟ بعض اوقات ہمیں اِن حقائق کو سمجھنے اور جاننے کے لئے کسی مثال و وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے۔

خدا نے موسوی شریعت کے تحت یہودیوں سے عہد کا رشتہ قائم کِیا۔ اِس سے زیادہ اِس قانون کا مقصد یہ تھا کہ اُن کو بتائے کہ خدا اُن سے کیا چاہتا ہے۔ شریعت نے اُن کے لئے جگہ تیار کی جہاں وہ اپنے خدا کی عبادت و

پرستِش اور قربانیاں گذران سکیں۔ یہ خیمہ ایک نمونہ، ایک عکس، ایک تصویر تھی اُس اہم و ضروری اور عظیم عہد کی جو خدا ہمارے ساتھ مسیح یسوع کے وسیلہ سے باندھنا چاہتا ہے۔ بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب ۹ باب، اُس کی ۱ سے ۱۵ آیت میں اِس کی یوں وضاحت کی گئی ہے، ''غرض پہلے عہد میں بھی عبادت کے احکام تھے اور ایسا مَقدِس جو دُنیوی تھا، یعنی ایک خیمہ بنایا گیا تھا۔ اگلے میں چراغدان اور میز اور نذر کی روٹیاں تھیں اور اُسے پاک مکان کہتے ہیں۔ اور دوسرے پردہ کے پیچھے وہ خیمہ تھا جِسے پاکترین کہتے ہیں۔ اُس میں سونے کا عُود سوز اور چاروں طرف سونے سے منڈھا ہُوا عہد کا صندُوق تھا۔ اِس میں من سے بھرا ہُوا ایک سونے کا مرتبان اور پُھولا پھلا ہُوا ہارون کا عَصا اور عہد کی تختیاں تھیں، اور اُس کے اُوپر جلال کے کرُوبی تھے جو کفارہ گاہ پر سایہ کرتے تھے۔ اِن باتوں کے مُفصل بیان کرنے کا یہ موقع نہیں۔ جب یہ چیزیں اِس طرح بن چُکیں تو پہلے خیمہ میں تو کاہن ہر وقت داخل ہوتے اور عبادت کا کام انجام دیتے ہیں۔ مگر دوسرے میں صرف سردار کاہن ہی سال بھر میں ایک بار جاتا ہے اور بغیر خون کے نہیں جاتا جِسے اپنے واسطے اور اُمت کی بھول چُوک کے واسطے گذرانتا ہے۔ اِس سے رُوح اُلقدس کا یہ اِشارہ ہے کہ جب تک پہلا خیمہ کھڑا ہے پاک مکان کی راہ ظاہر نہیں ہوئی۔ وہ خیمہ موجودہ زمانہ کے لئے ایک مثال ہے اور اِس کے مطابق ایسی نذریں اور قربانیاں گذرانی جاتی تھیں جو عبادت کرنے والے کو دِل کے اِعتبار سے کامِل نہیں کر سکتیں، اِس لئے کہ وہ صرف کھانے پینے اور طرح طرح کے غسلوں کی بِنا پر جسمانی احکام

ہیں جو اِصلاح کے وقت تک مُقرر کِئے گئے ہیں۔ لیکن جب مسیح آیندہ کی اچھی چیزوں کا سردار کاہن ہو کر آیا تو اُس بزرگ تر اور کامِل تر خیمہ کی راہ سے جو ہاتھوں کا بنا ہُوا یعنی اِس دُنیا کا نہیں، اور بکروں اور بچھڑوں کا خون لے کر نہیں بلکہ اپنا ہی خون لے کر پاک مکان میں ایک ہی بار داخل ہو گیا اور ابدی خلاصی کرائی۔ کیونکہ جب بکروں اور بیلوں کے خون اور گائے کی راکھ ناپاکوں پر چھڑکے جانے سے ظاہری پاکیزگی حاصل ہوتی ہے تو مسیح کا خون جس نے اپنے آپ کو ازلی رُوح کے وسیلہ سے خدا کے سامنے بے عیب قربان کر دیا تمہارے دِلوں کو مُردہ کاموں سے کیوں نہ پاک کرے گا تاکہ زندہ خدا کی عبادت کریں؟ اور اِسی سبب سے وہ نئے عہد کا درمیانی ہے تاکہ اُس موت کے وسیلہ سے جو پہلے عہد کے وقت کے قصوروں کی معافی کے لئے ہوئی ہے بُلائے ہوئے لوگ وعدہ کے مطابق ابدی مِیراث کو حاصل کریں۔" (عبرانیوں ۹:۱-۱۵)

اگرچہ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب اُن کی تفصیل نہیں بتاتی، خیمہ کے ہر حصہ اور اُس کے اندر کی آرائش و زیبائش کا مقصد و مطلب ہے۔ وہ ایک بڑی حقیقت و سچائی کی تصویر ہیں۔ مثال کے طور پر پاک صحائف میں کئی دوسرے مقام پر ہم دیکھتے ہیں کہ مُقدس جگہ کلیسیا یا چرچ، اور چراغدان سے مُراد خدا کا کلام ہے۔

اِس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھیں، ضروری ہے کہ ایک نکتہ کی وضاحت کر دیں جو ممکن ہے اُلجھن کا باعث ہو۔ یوں لگتا ہے کہ آیت ۴ کہہ رہی ہے کہ سونے کا عُود سوز پاک ترین مقام میں تھا، جبکہ ہم پُرانے عہد نامہ میں

پڑھتے ہیں کہ یہ مُقدس جگہ پر تھا۔ کیا پاک صحائف میں کوئی غلطی ہوئی ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ پہلا سلاطین ۶ باب، اُس کی ۲۲ آیت میں اِس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ بخور جلانے کا مذبح مُقدس جگہ پر تھا لیکن یہ پاک ترین جگہ سے مُنسلک تھا۔ خدا نے پاک ترین مقام پر عہد کے صندُوق کے اُوپر اپنے آپ کو موجود رکھا۔ بخُور خدا کے لوگوں کی دعاؤں کو ظاہر کرتا ہے جو وہ خدا کے تخت کے سامنے کرتے رہتے ہیں۔ کاہنوں کا کام تھا کہ وہ ہر روز مذبح پر بخُور جلائیں۔ کیونکہ وہ پاک ترین مقام میں داخل نہیں ہو سکتے تھے، لہذا لازم ہے کہ مذبح پردہ کے دوسری طرف ہو جو مُقدس مقام کو پاک ترین مقام سے جدُا کرتا ہے۔

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب ہماری توجہ اِس پردے کی طرف دِلاتی ہے۔ اِس کی کیا اہمیت تھی؟ یہ اُس جدُائی کو ظاہر کرتا ہے جو اِنسان اور خدا کے درمیان ہے۔ پُرانے عہدنامہ یعنی موسوی شریعت کے تحت پاکترین مقام جو آسمان کو ظاہر کرتا ہے، کا راستہ بند تھا۔ صرف سردار کاہن کو اِجازت تھی کہ سال میں ایک بار داخل ہو سکتا تھا، وہ بھی اُس خون کے ساتھ جو اُس نے اپنے اور لوگوں کے گناہوں کی قربانی کے لئے گذرانا۔ مگر یہ قربانیاں کافی نہیں تھیں۔ وہ گناہگار کے مجرمانہ ضمیر کو دُھو کر پاک صاف نہیں کر سکتی تھیں، اور جب گناہ سے پاک نہ کر سکیں تو خدا کے ساتھ اِنسان کا رشتہ کیسے بحال کر سکتی تھیں؟

خدا اور اِنسان کے درمیان ٹوٹا ہوا رشتہ صرف اور صرف مسیح یسوع اور نئے عہد سے ہی بحال ہو سکتا ہے۔ مسیح جو گناہ سے بالکل پاک صاف تھا، اُس

نے ہمارے گناہوں کی خاطر مکمل و کامِل قربانی دی۔ اِنجیلِ مقدس میں لکھا ہے کہ جب مسیح نے صلیب پر جان دی تو ہیکل کا پردہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آسمان کا راستہ جو حقیقی خیمہ ہے کھل گیا، اور اَب بنی نوع اِنسان کے لئے پاک و راستباز خدا کے ساتھ رشتہ بحال کرنا ممکن ہو گیا ہے۔

مسیح کی قربانی نے ہمارے لئے آسمان کا راستہ کھولنے سے کہیں بڑھ کر کام کِیا۔ پُرانے عہد یعنی موسوی شریعت کے کاہن گناہوں کی قربانی کا خون لوگوں پر چھڑکتے تھے۔ یہ ظاہری فعل و عمل لوگوں کو رسمی طور پر صاف تو کر دیتا تھا مگر اُس کا باطن گناہ سے آلودہ ہی رہتا تھا۔ خون اِنسان کے مجرمانہ ضمیر کے زخم کو ہمیشہ کے لئے بھر نہیں سکتا تھا۔ مگر مسیح کی قربانی نے یہ ناممکن کام ہمارے لئے ممکن بنا دیا، اور اِنسانی ضمیر کو گناہوں سے پاک صاف کر دیا۔ مگر خدا کے احکامات کو توڑنے کے سبب سے ہم سزا کے حقدار ضرور ہیں، اور کیونکہ مسیح کی قربانی مکمل و کامِل ہے، لہٰذا اَب ہم پاک خدا کی خدمت پاک دِل و دماغ سے کر سکتے ہیں۔

عبرانیوں کی کتاب واضح کرتی ہے کہ اگرچہ موسوی شریعت کے تحت گناہوں کی معافی کے لئے قربانیوں کا دیا جانا ضروری تھا مگر پھر بھی اِس میں کمی تھی۔ مسیح یسوع کی صلیب پر قربانی نئے عہد میں داخل ہونے والوں کے لئے مکمل و کامِل تھی بلکہ جو شریعت کے ماتحت تھے اُن کے گناہ معاف کرنے کے لئے بھی کافی تھی۔ نیا عہد یا پُرانا عہد خدا کے ساتھ بنی نوع اِنسان کی صُلح صرف

مسیح یسوع کے وسیلہ سے ہو سکتی ہے۔ اور اَب سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے اپنے لئے مسیح کی قربانی کو قبول کِیا ہے؟

اُنّیسواں باب

دو قربانیاں

(عِبرانیوں ۹:۱۶-۲۸)

دُنیا میں بہت سے لوگ مسیحیت کی تعلیم سے خوش نہیں۔ اُن کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ اعتراض بات مسیح یسوع کی ہمارے گناہوں کی خاطر قربانی ہے۔ پولس رسول لکھتا ہے، ''...یہودی نشان چاہتے ہیں اور یونانی حِکمت تلاش کرتے ہیں مگر ہم اُس مسیحِ مصلُوب کی مُنادی کرتے ہیں جو یہودیوں کے نزدیک ٹھوکر اور غیر قوموں کے نزدیک بیوقوفی ہے۔'' (۱-کرنتھیوں ۱:۲۲-۲۳)

خواہ کوئی کچھ ہی سمجھے، پسند کرے یا نہ کرے، مسیح یسوع کی موت، دفن ہونا اور مُردوں میں سے جی اُٹھنا مسیحیت کا دِل یعنی مرکز و محور ہے، اور اگر مسیح کی موت کو مسیحیت سے نکال دیا جائے تو مسیحیت میں کچھ باقی نہیں رہتا۔ مگر سوال یہ ہے کہ مسیح نے اپنی جان کیوں قربان کی؟ موت ضروری کیوں تھی؟ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب ۹ باب، اُس کی ۱۶ سے ۲۲ آیت میں اُن وجوہات کا ذِکر ہے جن کی بِنا پر مسیح کی موت لازمی تھی، ''کیونکہ جہاں وصیت ہے وہاں وصیت کرنے والے کی موت ثابت کرنا ضرور ہے، اِس لئے کہ وصِیت موت کے بعد ہی جاری ہوتی ہے اور جب تک وصِیت کرنے والا زندہ رہتا ہے اُس کا اَجر نہیں ہوتا۔ اِسی لئے پہلا عہد بھی بغیر خون کے نہیں باندھا گیا۔ چنانچہ جب موسیٰ

تمام اُمت کو شریعت کا ہر ایک حکم سُنا چکا تو بچھڑوں اور بکروں کا خون لے کر پانی اور لال اُون اور زُوفا کے ساتھ اُس کتاب اور تمام اُمت پر چھڑک دیا، اور کہا کہ یہ اُس عہد کا خون ہے جس کا حکم خدا نے تمہارے لئے دیا ہے۔ اور اِسی طرح اُس نے خیمہ اور عبادت کی تمام چیزوں پر خون چھڑکا۔ اور تقریباً سب چیزیں شریعت کے مطابق خون سے پاک کی جاتی ہیں اور بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی۔'' (عبرانیوں ۹:۱۶۔۲۲)

پچھلی آیات میں ہم نے دیکھا کہ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف واضح کرتا ہے کہ مسیح یسوع نئے عہد، خدا اور بنی نوع اِنسان کے بیچ میں درمیانی ہے۔ نئے عہد کا فائدہ یہ ہے کہ جو اِس میں شامل ہوں گے اُن کو ابدی برکات وراثت میں ملیں گی۔ لیکن اِس سے ایک سوال ذہن میں اُبھرتا ہے کہ نئے عہد میں شریک وراثت کیسے پا سکتے ہیں؟ یونانی زبان جس میں عبرانیوں کی کتاب لکھی گئی ہے ''عہد'' اور ''وصِیت'' دونوں کے لئے ایک ہی لفظ اِستعمال ہُوا ہے۔ ابھی جو حوالہ ہم نے دیکھا، اُس میں واضح ہے کہ وصِیت کا اثر اُس وقت تک نہیں ہو گا جب تک لکھنے والا مَر نہ جائے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ وراثت کا حق دار اُس وقت نہیں ہو سکتا جب تک وصِیت لکھنے والا وفات نہ پا جائے۔ نیا عہد بھی جب تک موت واقع نہیں ہوئی لاگو نہ ہو سکا۔ کوئی بھی وعدہ کی ہوئی وراثت کا حق دار نہ ہو سکا جب تک دینے والا مَر نہ گیا۔ یہ ایک وجہ ہے کہ مسیح یسوع نے ہمارے لئے جان قربان کی۔ اُس کی موت کے بغیر نیا عہد قائم نہ رہ سکتا۔

ایک اَور وجہ بھی ہے کہ مَرنا ضروری ہے۔ پاک کلام میں لکھا ہے، ''بغیر خون بہائے مُعافی نہیں۔'' اِس کو سمجھنے کے لئے لازمی ہے کہ گناہ کی طبیعت کے بارے میں جاننے کی کوشش کریں کہ گناہ ہے کیا۔ خدا مکمل طور پر پاک و راستباز ہے، اُس میں کسی بھی طرح کی کوئی بُرائی نہیں ہے۔ کیونکہ خدا پاک و راستباز ہے، اِس لئے ہمارے گناہ ہمیں خدا سے جدُا کر دیتے ہیں۔ یسعیاہ نبی نے کیا خوب کہا ہے، ''دیکھو خداوند کا ہاتھ چھوٹا نہیں ہو گیا کہ بچا نہ سکے اور اُس کا کان بھاری نہیں کہ سُن نہ سکے بلکہ تمہاری بدکرداری نے تمہارے اور تمہارے خدا کے درمیان جُدائی کر دی ہے اور تمہارے گناہوں نے اُسے تم سے رُوپوش کِیا ایسا کہ وہ نہیں سُنتا۔'' (یسعیاہ ۵۹:۱-۲)

ایک اَور مقام پر لکھا ہے، ''...گناہ کی مزدوری موت ہے...'' (رومیوں ۶:۲۳) ہمارے گناہوں کے سبب سے مِلنے والی ہلاکت سے ہم کیسے نجات پا سکتے ہیں؟ صرف ایک اَور زندگی کے وسیلہ سے۔ موسوی شریعت دیتے ہوئے خدا نے فرمایا، ''...جسم کی جان خون میں ہے اور مَیں نے مذبح پر تمہاری جانوں کے کفارہ کے لئے اُسے تم کو دیا ہے کہ اُس سے تمہاری جانوں کے لئے کفارہ ہو کیونکہ جان رکھنے ہی کے سبب سے خون کفارہ دیتا ہے۔'' (احبار ۱۷:۱۱)

اِس سے ذہن میں ایک اَور سوال اُبھرتا ہے۔ خدا کی شبیہ پر تخلیق کِئے ہوئے اِنسان کے گناہوں کو جانوروں کا خون کیسے کفارہ دے سکتا ہے؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ناممکن ہے۔ اِس سے بہتر قربانی کی ضرورت تھی۔ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب ۹ باب، اُس کی ۲۳ سے ۲۸ آیت میں لکھا ہے،

''پس ضرور تھا کہ آسمانی چیزوں کی نقلیں تو اِن کے وسیلہ سے پاک کی جائیں مگر خود آسمانی چیزیں اِن سے بہتر قربانیوں کے وسیلہ سے۔ کیونکہ مسیح اُس ہاتھ کے بنائے ہوئے پاک مکان میں داخل نہیں ہُوا جو حقیقی پاک مکان کا نمونہ ہے بلکہ آسمان ہی میں داخل ہُوا تاکہ اَب خدا کے رُوبرو ہماری خاطر حاضر ہو۔ یہ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو بار بار قربان کرے جس طرح سردار کاہن پاک مکان میں ہر سال دوسرے کا خون لے کر جاتا ہے، ورنہ بنایِ عالم سے لے کر اُس کو بار بار دُکھ اُٹھانا ضرور ہوتا مگر اَب زمانوں کے آخر میں ایک بار ظاہر ہُوا تاکہ اپنے آپ کو قربان کرنے سے گناہ کو مِٹا دے۔ اور جس طرح آدمیوں کے لئے ایک بار مرنا اور اُس کے بعد عدالت کا ہونا مقرر ہے، اُسی طرح مسیح بھی ایک بار بہت لوگوں کے گناہ اُٹھانے کے لئے قربان ہو کر دوسری بار بغیر گناہ کے نجات کے لئے اُن کو دِکھائی دے گا جو اُس کی راہ دیکھتے ہیں۔'' (عبرانیوں ۹:۲۳-۲۸)

عبرانیوں کے اِس حوالہ کے مطابق مسیح کی قربانی، موسوی شریعت کے تحت کی گئی قربانیوں سے بالکل مختلف ہے۔ ایک فرق تو وہ جگہ ہے جہاں یہ قربانیاں گذرانی گئی۔ موسوی شریعت کے تحت جو قربانیاں گذرانی وہ اِنسان کی بنائی ہوئی عبادت گاہ میں دی گئیں۔ اِس کے برعکس مسیح نے اپنی قربانی خود آسمان پر دی۔ یہ حقیقی عبادت گاہ تھی جس کا اِشارہ اِنسان کے بنائے ہوئے خیمہ کی طرف تھا۔ اِسی لئے خدا کے سامنے ہماری نمائندگی کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے کیونکہ وہ ہمیشہ سے خدا کے ساتھ ہے۔

ایک اَور نمایاں فرق اُن کے گذراننے کا وقت ہے یعنی موسوی شریعت کے تحت گناہوں کی قربانیاں ہر سال دی جاتی تھیں۔ جبکہ اِنسان کی جان کے مقابلہ میں جانوروں کی قربانی کی کوئی حیثیت نہیں، اِسی لئے وہ بنی نوع اِنسان کے گناہوں کا کفارہ ادا نہیں کر سکتی تھیں۔ جیسا کہ عبرانیوں کی کتاب اگلے حصے میں واضح کرے گی کہ وہ صرف ہر سال گناہوں کا احساس یا یاد دِلاتی تھیں۔ وہ صرف گناہوں کی سزا میں ایک سال کی تاخیر کر دیتی ہیں۔ اِس کے برعکس مسیح کی قربانی مکمل و کامِل تھی۔ یہ صرف ایک ہی بار ادا کرنا تھی۔ مسیح کو بار بار اپنی قربانی دینے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اُس نے ایک ہی دفعہ قربانی دے کر ہمارے گناہوں کا قرض چُکا دیا۔ مسیح کی قربانی حتمی و آخری ہے۔ جس طرح بنی نوع اِنسان کے پاس مرنے کے بعد موقع نہیں ہو گا کہ خدا سے ٹوٹا ہُوا رشتہ جوڑیں، اُن کو مرنے کے بعد صرف ابدی عدالت یعنی روزِ محشر کا سامنا کرنا ہو گا، مسیح کی قربانی کے علاوہ اَور کوئی قربانی نہیں جو گناہوں کا کفارہ ادا کر سکے۔

اِس سے ہمارے ذہن میں ایک اَور غور طلب بات سامنے آتی ہے۔ پاک صحائف سے بالکل واضح ہے کہ مسیح یسوع دوبارہ دُنیا میں آئیں گے، مثال کے طور پر فرشتوں نے مسیح کے شاگردوں سے کہا، ''...یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اِسی طرح پھر آئے گا، جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔'' (اعمال ۱:۱۱)

لیکن اگر مسیح کی قربانی کامِل و مکمل اور حتمی و آخری تھی تو پھر اُس کے دوبارہ دُنیا میں آنے کا کیا سبب ہے؟ عبرانیوں کی کتاب اِس بارے یقین

دِلاتے ہوئے کہتی ہے کہ وہ ہمارے گناہ اُٹھانے نہیں آئے گا، وہ تو پہلے ہی یہ عظیم کام کر چُکا ہے۔ اِس بار اُس کا دُنیا میں آنا نئے عہد میں شامل خدا کے پیارے بندوں کو وعدہ کی ہوئی وراثت یعنی نجات دینا ہو گا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا آپ نئے عہد میں شامل ہیں؟ مسیح نے آپ کی خاطر جو قربانی دی کیا آپ نے اُسے قبول کِیا ہے؟ کیا آپ نے اُسے موقع دیا ہے کہ وہ آپ کے گناہوں کا قرض چُکا دے؟

بیسواں باب

ایک بدن تیار کِیا

(عِبرانیوں ۱۰:۱-۱۰)

اگر کوئی کام کرنے سے ہمارا مقصد و اِرادہ پورا ہو گیا تو پھر اُس کام کو جاری رکھنا فضول ہے کیونکہ اُس کو شروع اور ختم کرنے کا مقصد ہم نے حاصل کر لیا۔ مثال کے طور پر اگر ہم نے کسی جانور کو گڑھے سے باہر نکالنے کے لئے رَسی اِستعمال کی ہے تو رَسی نے اپنا کام پورا کر دیا مگر پھر بھی اُسے کھینچتے چلے جانا عقلمندی نہیں۔ اِسی طرح اگر کسی کام و فعل سے فائدہ مند نتائج نہیں نکل رہے تو اُس کو جاری رکھنا کسی صُورت میں بھی مددگار ثابت نہیں ہو گا، بلکہ ہمارے لئے رکارٹ کا باعث بنے گا۔ مثال کے طور پر گڑھے میں داخل ہونے کا سوراخ یا راستہ اِس قدر تنگ ہو جائے کہ مُسلسل رَسی کھینچتے رہنے سے جانور کو اندر سے نکالا ہی نہ جا سکے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگر ہم رَسی کھینچتے ہی چلے جائیں گے تو جانور کو زخمی کر سکتے ہیں۔

یہی اُصول دینی مُعاملات میں برتا جا سکتا ہے۔ خدا نے موسوی شریعت یہودی لوگوں کو دی، جس میں اُن کے لئے ہدایات لکھ دیں۔ مثال کے طور پر خدا نے اُن سے کہا کہ وہ ہر سال گناہوں کی معافی کے لئے قربانی دیا کریں۔ اگرچہ خدا نے اِن قربانیوں کو گذراننے کا حکم تو دیا مگر یہ اِس قابِل نہیں تھیں کہ

بنی نوع اِنسان کو اُن کے گناہوں سے پاک کر سکتی۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ قربانیاں گناہوں سے چھٹکارا دِلانے میں ناکام تھیں۔ مگر کیسے؟ بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب ۱۰ باب، اُس کی ۱ سے ۱۰ آیت میں لکھا ہے، ''کیونکہ شریعت جس میں آیندہ کی اچھی چیزوں کا عکس ہے اور اُن چیزوں کی اصلی صورت نہیں اُن ایک ہی طرح کی قربانیوں سے جو ہر سال بِلاناغہ گذرانی جاتی ہیں پاس آنے والوں کو ہرگز کامِل نہیں کر سکتی، ورنہ اُن کا گذراننا مُوقوف نہ ہو جاتا؟ کیونکہ جب عبادت کرنے والے ایک بار پاک ہو جاتے ہیں تو پھر اُن کا دِل اُنہیں گناہگار نہ ٹھہراتا۔ بلکہ وہ قربانیاں سال بہ سال گناہوں کو یاد دِلاتی ہیں، کیونکہ ممکن نہیں کہ بیلوں اور بکروں کا خون گناہوں کو دُور کرے۔ اِسی لئے وہ دُنیا میں آتے وقت کہتا ہے کہ تُو نے قربانی اور نذر کو پسند نہ کِیا، بلکہ میرے لئے ایک بدن تیار کِیا۔ پوری سُوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں سے تُو خوش نہ ہُوا۔ اُس وقت مَیں نے کہا کہ دیکھ! مَیں آیا ہوں، (کتاب کے ورقوں میں میری نسبت لکھا ہُوا ہے) تاکہ اَے خدا! تیری مرضی پوری کروں۔ اُوپر تو وہ فرماتا ہے کہ نہ تُو نے قربانیوں اور نذروں اور پوری سُوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں کو پسند کِیا اور نہ اُن سے خوش ہُوا حالانکہ وہ قربانیاں شریعت کے مُوافق گذرانی جاتی ہیں۔ اور پھر یہ کہتا ہے کہ دیکھ مَیں آیا ہوں تاکہ تیری مرضی پوری کروں۔ غرض وہ پہلے کو مُوقوف کرتا ہے تاکہ دوسرے کو قائم کرے۔ اُسی مرضی کے سبب سے ہم یسوع مسیح کے جسم کے ایک ہی بار قربان ہونے کے وسیلہ سے پاک کِئے گئے ہیں۔'' (عبرانیوں ۱۰:۱-۱۰)

پچھلے حصے میں عبرانیوں کی کتاب پہلے ہی فرق واضح کر چکی ہے جہاں یہ قربانیاں گذرانی جاتی تھیں۔ یہ قربانیاں موسوی شریعت کے تحت اِنسان کی بنائی ہوئی جگہ پر گذرانی جاتی تھیں۔ اِس کے برعکس مسیح نے آسمان پر خود اپنی قربانی خدا کو پیش کی۔ اِس حوالے میں قربانیوں کے درمیان ایک اَور فرق نظر آتا ہے۔ شریعت کے مطابق سال بہ سال مُسلسل گذرانی جائیں، لیکن مسیح کی ایک ہی بار کی قربانی ساری دُنیا کے اِنسانوں کے لئے ہر زمانے میں کامِل و مکمل ہے۔

عبرانیوں کی کتاب واضح کرتی ہے کہ موسوی شریعت کے تحت گذرانی جانے والی قربانیاں بے اثر و بے سُود تھیں۔ اگر وہ گناہوں کو دھونے کے قابِل ہوتی تو اُن کو بار بار دہرایا نہ جاتا۔ یہی وہ حقیقت ہے اُن کے بے اثر ہونے کی کہ وہ بار بار سال بہ سال ادا کی جاتی تھیں، اِسی لئے اُن میں اِنسان کے گناہوں کو دھونے کی صلاحیت و اہلیت نہیں تھی۔

خیمۂ اجتماع میں گذرانی جانے والی قربانیاں بے اثر و بے سُود کیوں تھیں؟ کیونکہ موسوی شریعت اور اُس کے تقاضے آنے والی سچائی و حقیقت کا ایک عکس تھا۔ شبیہ یا تصویر معنی و مطلب کے بغیر نہیں ہوتی کیونکہ اِس سے اِصل حقیقت و سچائی کا پتہ چلتا ہے۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ شبیہ یا تصویر دیکھ کر اُلجھ جائیں کہ یہ کِس حقیقت کی طرف اِشارہ کر رہی ہے۔ کسی آدمی کی بنی ہوئی تصویر، محض تصویر ہوتی ہے آدمی خود نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر آپ کسی ایسے آدمی کی تصویر لیتے ہیں جس کے جسم پر زخم ہے، اگر آپ تصویر پر اُبھرے ہوئے زخم کو بھر دیں تاکہ نظر نہ آئے تو اِس کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی کا اَصل

زخم بھر گیا ہے۔ اِسی طرح گناہوں کی معافی کے لئے جانوروں کی قربانیاں جو آسمانی خیمۂ اِجتماع کی ایک نقل یا نمونہ ہیں اَصل روحانی حقیقت کا بدل نہیں ہو سکتی۔ بِلاشبہ اِس کے لئے آسمان کی خود پیش کی ہوئی آسمانی قربانی درکار ہے جو ایک ہی بار ساری دُنیا کے گناہوں کا کفارہ ادا کرے۔

اَب سوال یہ ہے کہ اگر موسوی شریعت کے تحت پیش کی جانے والی قربانیاں بے اثر و بے سُود تھیں تو پھر اُن کی ضرورت کیا تھی؟ وہ گناہوں کی یاد دِلاتی تھیں۔ وہ واضح کرتی تھیں کہ گناہ کے نتائج کِتنے بھیانک اور ہلاکت خیز ہیں۔ وہ بتاتی تھیں کہ گناہوں کا قرض چُکانے کے لئے زندگی ضروری ہے۔ وہ ثابت کرتی تھیں کہ ہم اپنی طاقت و کوشش سے خدا کے ساتھ ٹوٹا ہُوا رشتہ بحال نہیں کر سکتے۔ بے شک کِتنی ہی قربانیاں کیوں نہ گذران لیں، بے شک کِتنے ہی بیل اور بکریاں کیوں نہ قربان کر دیں، اِس سے لوگوں کے اندر گناہ کا کانٹا یا ندامت ختم نہیں ہو گی۔ اُن کا ضمیر اَب بھی لعنت ملامت کرتا ہے کہ اُنہوں نے کتنے سنگین گناہ کِئے ہیں۔

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف زبور ۴۰ کا حوالہ دیتے ہوئے اِس مسئلہ کی وضاحت کرتا ہے۔ زبور میں داؤد بادشاہ مسیح کی طرف سے نبوت کرتے ہوئے کہتا ہے۔ وہ پہلے تسلیم کرتا ہے کہ جانوروں کی قربانیاں کافی نہیں ہیں۔ اگرچہ خدا نے قربانی کرنے کا حکم دیا مگر وہ خدا کا اَصل مقصد پورا نہ کر سکیں۔ گناہ کے سنگین ترین مسئلہ کے حل کے لئے خدا کو جسم کی ضرورت تھی، اور اِنسان اِس قابل نہیں تھا کہ وہ خدا کو وہ جسم مُہیا کر سکے جو اُس کے منصوبہ و مرضی میں

شامل تھا۔ لہٰذا خدا نے خود اپنے آپ کو اِس عظیم ترین کام کے لئے تیار کِیا۔ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب میں پہلے ہی وضاحت ہو چکی ہے کہ مسیح، خدا کی ذات کا مکمل و کامِل عکس ونقش ہے۔ جبکہ خدا کامِل ومکمل ہے لہٰذا جو قربانی وہ تیار کرتا ہے وہ بھی کامِل ومکمل ہے۔ مسیح نے ایک اِنسان کی حیثیت سے اِنسانی تاریخ میں قدم رکھا تاکہ ایک مکمل و کامِل قربانی دے۔ وہ خدا کی مرضی اور اِرادے کو پورا کرنے دُنیا میں آیا۔ اُس نے پوری ہوشمندی سے یہ فیصلہ کِیا کہ وہ خدا کے ازلی منصوبے کو تکمیل تک پہنچائے۔

موسوی شریعت کے تحت جو جانور قربان کِئے جاتے تھے، وہ اِس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اُن کو کچھ خبر نہیں تھی کہ کیوں قربان کِئے جا رہے ہیں۔ مگر مسیح یسوع نے خود اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کِیا اور خوب جانتے تھے کہ کیا کر رہے ہیں۔ اُس کا دُنیا میں آنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ خدا کی مرضی اور اِرادے کی تکمیل کرے۔ کسی نے اُس کو ایسا کرنے پر مجبور نہیں کِیا۔ مسیح نے فرمایا، ''باپ (یعنی خدا) مجھ سے اِس لئے محبت رکھتا ہے کہ مَیں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ اُسے پھر لے لوں۔ کوئی اُسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ مَیں اُسے آپ ہی دیتا ہوں...'' (یوحنا ۱۰:۱۷-۱۸)

کیونکہ مسیح نے خدا کی مرضی اور منصوبے کو پورا کِیا لہٰذا پُرانا عہد جو موسوی شریعت کے تحت تمام قربانیوں کے ساتھ قائم کِیا گیا تھا، اُس کی اَب ضرورت نہیں رہی ہے۔ موسوی شریعت اور قربانیوں نے اپنا کام پورا کر دیا

ہے۔ مسیح کی قربانی کے وسیلہ سے خدا نے اُن کے لئے نیا عہد قائم کِیا جو مسیح کی طرح خدا کی مرضی اور اِرادے کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔

آج ہم سب کو ایک فیصلہ کرنا ہے۔ کیا ہم مسیح کی مثال اور نمونے کو سامنے رکھتے ہوئے خدا کی مرضی و منصوبے کو پورا کرنا چاہتے ہیں؟ کیا ہم مسیح کی قربانی کو قبول کر کے اپنے ندامت بھرے گناہ آلودہ ضمیر کو پاک صاف کرنا چاہتے ہیں یا اپنے اُسی بے اثر و بے سُود پُرانے عہد کے ساتھ لٹکے رہنا چاہتے ہیں جو ہمارے گناہوں کے داغ کو کبھی دُھو نہیں سکتا؟ کیا ہم نئے عہد میں شامل ہونا چاہتے ہیں جو مسیح کی قربانی نے ہمارے لئے ممکن بنایا ہے؟

اکیسواں باب

ایک ہی قُربانی کے وسیلے

(عِبرانیوں ۱۰:۱۱-۲۵)

بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب میں کافی تفصیل سے مسیح کا تمام نبیوں سے عظیم تر ہونا ثابت کِیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ فرشتوں سے بھی کہیں زیادہ افضل و اعلیٰ ہے۔ وہ خدا کی ذات کا مکمل و کامِل عکس و نقش ہے۔ کیونکہ وہ باقی سب سے عظیم تر ہے اِس لئے وہ سب سے بلند تر کاہن ہے اور مسیح نے جو ہمارے گناہوں کی خاطر اپنی جان کی قربانی دی وہ بھی دوسری تمام قربانیوں سے عظیم تر، افضل و اعلیٰ ہے۔ موسوی شریعت کے تحت جو قربانیاں گذرانی گئی تھیں وہ اِس قابل نہیں تھیں کہ بنی نوع اِنسان کے گناہوں کو دُھو سکیں۔ لہذا مسیح کی قربانی ایک مکمل اور کامِل قربانی ہے، اِس سے خدا کا ازلی اِرادہ و منصوبہ تکمیل کو پہنچا۔

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب ۱۰ باب، اُس کی ۱۱ سے ۱۸ آیت میں اِس کی یوں وضاحت کی گئی ہے، ''اور ہر ایک کاہن تو کھڑا ہو کر ہر روز عبادت کرتا ہے اور ایک ہی طرح کی قربانیاں بار بار گذرانتا ہے جو ہرگز گناہوں کو دُور نہیں کر سکتیں۔ لیکن یہ شخص ہمیشہ کے لئے گناہوں کے واسطے ایک ہی قربانی گذران کر خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا اور اُسی وقت سے مُنتظر ہے کہ اُس کے دُشمن

اُس کے پاؤں تلے کی چَوکی بنیں کیونکہ اُس نے ایک ہی قربانی چڑھانے سے اُن کو ہمیشہ کے لئے کامِل کر دیا ہے جو پاک کِئے جاتے ہیں۔ اور رُوح اُلقدس بھی ہم کو یہی بتاتا ہے کیونکہ یہ کہنے کے بعد کہ خداوند فرماتا ہے جو عہد مَیں اُن دِنوں کے بعد اُن سے باندھوں گا وہ یہ ہے کہ مَیں اپنے قانون اُن کے دِلوں پر لِکھوں گا اور اُن کے ذہن میں ڈالوں گا۔ پھر وہ یہ کہتا ہے کہ اُن کے گناہوں اور بے دینیوں کو پھر کبھی یاد نہ کروں گا۔ اور جب اِن کی معافی ہو گئی ہے تو پھر گناہ کی قربانی نہیں رہی۔'' (عبرانیوں ۱۰:۱۱-۱۸)

اِس حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ کاہنوں کے کام اور مسیح کے کام میں کِتنا فرق ہے۔ کاہن کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ لوگوں کو خدا کے سامنے پیش کرے، خاص طور پر اُس کی یہ ذمہ داری تھی کہ لوگوں کے گناہوں کے لئے کفارہ ادا کرے۔ کاہنوں کا یہ کام مسلسل جاری رہتا ہے۔ وہ قربان گاہ کے سامنے کھڑے ہو کر قربانی پہ قربانی ادا کرتے چلے جاتے ہیں۔ اِس قدر قربانیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اِن میں قابلیت و اہلیت نہیں تھی کہ گناہوں سے چھٹکارا دے سکیں۔ وہ اِس قابل ہی نہیں تھیں کہ اُس کام کو پورا کر سکیں جس کے لئے اُن کو لاگو کِیا گیا تھا۔

اِس کے برعکس مسیح یسوع نے صرف ایک ہی بار قربانی دی۔ اُس کو اپنے لئے قربانی دینے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ بے گناہ تھا، مگر اُس نے ہمیں گناہوں کے بوجھ سے بچانے کے لئے ایک مکمل و کامِل قربانی دی جو تمام دُنیا کے گناہوں کو کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ دُھونے کے لئے کافی ہے۔ اپنے

آپ کو صلیب پر قربان کرنے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد مسیح، آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ جا بیٹھا۔ اُس کا یہ حق بنتا تھا کیونکہ اُس نے بنی نوع اِنسان کی نجات کا بندوبست کر دیا تھا۔

خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھنے سے نہ صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے بلکہ اِس سے اُس کی بادشاہت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ زمین و آسمان کا مالک و بادشاہ ہے۔ اُس کی قربانی نے اُسے اپنے دُشمنوں پر فتح بخشی۔ ایک اَور مقام پر پاک کلام میں لکھا ہے، ''کیونکہ جب تک کہ وہ سب دُشمنوں کو اپنے پاؤں تلے نہ لے آئے اُس کو بادشاہی کرنا ضرور ہے۔'' (۱ ۔کرنتھیوں ۱۵:۲۵-۲۶) مسیح نے گناہ اور موت دونوں پر فتح پا لی ہے۔

کیونکہ مسیح نے گناہ اور موت دونوں پر فتح پا لی ہے لہذا جو اُس کی پیروی کریں گے وہ بھی کامِل و پاک ہو جائیں گے۔ ایک لحاظ سے یہ وہ مسلمہ حقیقت ہے جو ثابت ہو چکی ہے، مسیح کو اَب کچھ اَور کرنے کی ضرورت نہیں۔ دوسرے لحاظ سے یہ سلسلہ اَب تک جاری ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ ہم پاک کِئے جاتے ہیں۔ ہم جو مسیح کی پیروی کرتے ہیں ابھی تک اُس کی مانند بن رہے ہیں۔

مسیح کی کامِل و مکمل قربانی کے دو اَور نتائج ہیں جو ہم پر ذاتی طور پر اَثر ڈالتے ہیں۔ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب ۸ باب میں یرمیاہ نبی کا بیان ہے کہ خدا نے وعدہ کِیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ نیا عہد قائم کرے گا اور آیت ۱۶ اِس

عہد کی طرف ایک بار پھر اِشارہ کرتی ہے، ''مَیں اپنے قانون اُن کے دِلوں پر لکھوں گا اور اُن کے ذہن میں ڈالوں گا۔''

اِس سے اُس نئی طبیعت کا پتہ چلتا ہے جو مسیح اپنے پیروکاروں کو دیتا ہے۔ مسیح نے اُن کے گناہوں کا قرض پہلے ہی چُکا دیا ہے۔ مگر اَب وہ مزید گناہ نہیں کریں گے، اِس لئے نہیں کہ موسوی شریعت کے قانونی ضابطوں کی وجہ سے بلکہ اَب اُن کے اندر خدا کا معیار و اُصول ہیں۔ اَب وہ صرف خدا کی مرضی کو پورا کریں گے کیونکہ اُن کے لئے یہ کرنا قدرتی بات ہے۔

مسیح کی کامِل و مکمل قربانی کا دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ خدا اَب ہمارے گناہوں کو یاد نہ رکھے گا۔ وہ اَب ہمیشہ کیلئے معاف ہو چکے ہیں۔ جب کہ ہمیں گناہوں سے معافی مِل چکی ہے لہذا ہمیں کسی اَور قربانی کی قطعی ضرورت نہیں۔ ہمارا ضمیر خدا کے سامنے بالکل پاک و صاف ہے۔

ہم مسیح کی قربانی کا جواب کیسے دیں گے؟ ۱۰ باب کی ۱۹ سے ۲۵ آیت میں لکھا ہے، '' پس اَے بھائیو! چونکہ ہمیں یسوع کے خون کے سبب سے اُس نئی اور زندہ راہ سے پاک مکان میں داخل ہونے کی دلیری ہے جو اُس نے پردہ یعنی اپنے جسم میں سے ہو کر ہمارے واسطے مخصوص کی ہے، اور چونکہ ہمارا ایسا بڑا کاہن ہے جو خدا کے گھر کا مُختار ہے تو آؤ ہم سچے دِل اور پورے اِیمان کے ساتھ اور دِل کے اِلزام کو دُور کرنے کے لئے دِلوں پر چھینٹے لے کر اور بدن کو صاف پانی سے دُھلوا کر خدا کے پاس چلیں۔ اور اپنی اُمید کے اِقرار کو مضبوطی سے تھامے رہیں کیونکہ جس نے وعدہ کِیا ہے وہ سچا ہے۔ اور محبت اور

نیک کاموں کی ترغیب دینے کے لئے ایک دوسرے کا لحاظ رکھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہونے سے باز نہ آئیں جیسا بعض لوگوں کا دستور ہے بلکہ ایک دوسرے کو نصیحت کریں اور جس قدر اُس دِن کو نزدیک ہوتے ہوئے دیکھتے ہو اُسی قدر زیادہ کِیا کرو۔" (عبرانیوں ۱۰:۱۹-۲۵)

مسیح کی قربانی کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے لئے آسمان کھل گیا ہے یعنی ہمیں اَب خدا کے غصہ اور غیظ و غضب سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم اُس کے سامنے دلیری کے ساتھ جا سکتے ہیں اور یہ یقین و بھروسہ ہمیں مسیح یسوع نے دیا ہے۔

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا جو حوالہ ابھی ہم نے پڑھا، اُس کے یہ الفاظ "بدن کو صاف پانی سے دُھلوا کر" اِس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہ بپتسمہ کی طرف اِشارہ ہے۔ یہ آیت صاف طور پر کہتی ہے کہ جب مسیح میں بپتسمہ لیتے ہیں تو اُس کا خون ہمارے دِلوں پر چھڑکا جاتا ہے اور ہمارا ضمیر پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ پُرانے عہد یعنی موسوی شریعت کے تحت کاہن بغیر اپنے آپ کو صاف کِئے عبادت گاہ میں داخل نہیں ہو سکتا تھا، مگر بپتسمہ سے ہمارے اندر یقین و بھروسہ اور اعتماد و دلیری پیدا ہوتی ہے کہ ہم خدا کے جلالی تخت کے سامنے بِلا کسی ڈر خوف کے حقیقی عبادت گاہ میں داخل ہوتے ہیں۔ پانی میں ایسا کچھ نہیں جو ہمیں ہمارے گناہوں سے نجات اور ہمارے ضمیر کو پاک صاف کرتا ہے بلکہ یہ مسیح کا خون ہے جو بپتسمہ کے وقت ہمارے دِلوں پر چھڑکا جاتا ہے۔

گناہوں سے پاک صاف ہونا ہمارے اندر ایک نئی اُمید پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے ہماری اُمید کی بُنیاد مسیح کی سیرت و کردار ہے۔ کیونکہ وہ وفادار ہے اِسی لئے اُس نے ہم سے ایسی محبت رکھی کہ اپنے آپ کو ہماری خاطر قربان کر دیا لہذا ہمیں اعتماد و بھروسہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنے آیندہ کے لئے کِئے ہوئے وعدے بھی پورے کرے گا۔

جن لوگوں کے نام عبرانیوں کا اِلہامی خط لکھا گیا ہے وہ اپنے مسیحی اِیمان کی وجہ سے ظلم و ستم اُٹھا رہے تھے۔ ہم بھی جب دُکھ تکلیف سے گزر رہے ہوتے ہیں تو ہمت ہار دیتے ہیں۔ اِسی لئے مسیح کے پیروکار ہر ہفتے ایک جماعت کی شکل میں جمع ہوتے ہیں تاکہ اُس زندہ اُمید پر نظریں جمائے رکھیں جو ہمیں گرنے نہیں دیتی۔ مسیحی بہن بھائیوں کا جمع ہونا کسی حکم کے تحت یا کوئی زبردستی نہیں بلکہ ایسا کرنا اِس لئے ضروری ہوتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے طاقت و قوت حاصل کریں، ایک دوسرے کو حوصلہ، دِلاسہ اور پیار دیں تاکہ اچھے اور نیک کام کرنے کے لئے مُستعد رہیں۔ ایک جگہ جمع ہونے سے ہم یہ بھی یاد کرتے ہیں کہ مسیح ہمیں اپنے وعدہ کے مطابق میراث دینے پھر آئے گا۔ اِس سے ہم یہ بھی سیکھتے ہیں کہ خدا کی مرضی و اِرادے کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے نیک و راستباز بندے بنیں۔

بائیسواں باب

اپنی دِلیری قائم رکھو

(عِبرانیوں ۱۰: ۲۶-۳۹)

ہمیں کسی چیز کی اہمیت اور افادیت کا اُس وقت تک پتہ نہیں چلتا جب تک کہ وہ چیز ہم سے چھین نہ لی جائے۔ مثال کے طور پر ہمیں اپنی موٹر سائیکل کی اہمیت کا اندازہ اُس وقت تک نہیں ہو گا جب تک وہ چوری نہ ہو جائے اور ہم پیدل چلنے پر مجبور نہ ہو جائیں۔ پھر ہمیں احساس ہو گا کہ موٹر سائیکل کِتنی بڑی برکت تھی۔ اِسی طرح ہم اُس وقت تک کسی چیز سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے جب تک کہ ہم اُس کی پورے طور پر ذمہ ذاری قبول نہ کریں۔ اگر ہم اپنی موٹر سائیکل کا باقاعدگی سے انجن کا تیل وغیرہ اور ٹائروں میں ہَوا چیک نہیں کریں گے تو بہت جلد اُس میں خرابی پیدا ہو جائے گی۔

بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب بہت اہمیت کے ساتھ مسیح یسوع کی ہمارے گناہوں کی خاطر قربانی کی وضاحت کرتی ہے۔ مگر مسیح کی قربانی کو رَد یا اِنکار کرنے کے کیا نتائج نکلتے ہیں؟ یعنی ہم مسیح کی قربانی کو قبول کرنے کے ساتھ اُس ذمہ داری کو رَد کریں جو اُس کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ ۱۰ باب کی آیت ۲۶ سے ۳۹ میں لکھا ہے، ''کیونکہ حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بوجھ کر گناہ کریں تو گناہوں کی کوئی اَور قربانی باقی نہیں رہی۔ ہاں

عدالت کا ایک ہولناک اِنتظار اور غضبناک آتش باقی ہے جو مُخالفوں کو کھا لے گی۔ جب موسیٰ کی شریعت کا نہ ماننے والا دو یا تین شخصوں کی گواہی سے بغیر رحم کِئے مارا جاتا ہے تو خیال کرو کہ وہ شخص کِس قدر زیادہ سزا کے لائق ٹھہرے گا جس نے خدا کے بیٹے کو پامال کِیا اور عہد کے خون کو جس سے وہ پاک ہُوا تھا ناپاک جانا اور فضل کے رُوح کو بے عزت کِیا۔ کیونکہ اُسے ہم جانتے ہیں جس نے فرمایا کہ اِنتقام لینا میرا کام ہے، بدلہ مَیں ہی دُوں گا۔ اور پھر یہ کہ خداوند اپنی اُمت کی عدالت کرے گا۔ زندہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا ہولناک بات ہے۔ لیکن اُن پہلے دِنوں کو یاد کرو کہ تم نے مُنور ہونے کے بعد دُکھوں کی بڑی کھکھیڑا اُٹھائی، کچھ تو یوں کہ لعن طعن اور مُصیبتوں کے باعث تمہارا تماشا بنا اور کچھ یوں کہ تم اُن کے شریک ہوئے جن کے ساتھ یہ بدسلوکی ہوتی تھی۔ چنانچہ تم نے قیدیوں کی ہمدردی بھی کی اور اپنے مال کا لُٹ جانا بھی خوشی سے منظور کِیا، یہ جان کر کہ تمہارے پاس ایک بہتر اور دائمی مِلکیت ہے۔ پس اپنی دلیری کو ہاتھ سے نہ دو، اِس لئے کہ اُس کا بڑا اَجر ہے۔ کیونکہ تمہیں صبر کرنا ضرور ہے تاکہ خدا کی مرضی پوری کر کے وعدہ کی ہوئی چیز حاصل کرو۔ اور اَب بہت ہی تھوڑی مُدت باقی ہے کہ آنے والا آئے گا اور دیر نہ کرے گا۔ اور میرا راستباز بندہ اِیمان سے جیتا رہے گا اور اگر وہ ہٹے گا تو میرا دِل اُس سے خوش نہ ہو گا۔ لیکن ہم ہٹنے والے نہیں کہ ہلاک ہوں بلکہ اِیمان رکھنے والے ہیں کہ جان بچائیں۔'' (عبرانیوں ۱۰:۲۶-۳۹)

عبرانیوں کی کتاب کہتی ہے کہ دو حالتوں میں گناہوں کی کوئی اَور قربانی باقی نہیں۔ ۱۰ باب کا پہلا حصہ واضح کرتا ہے کہ مسیح کی قربانی نے ہمارے گناہوں کا کفارہ ہمیشہ کے لئے ادا کر دیا ہے۔ جو لوگ اُس کی قربانی کو اپنی خاطر قبول کرتے ہیں وہ نئے عہد میں شامل ہو جاتے ہیں جس میں خدا اُن کے سارے گناہ معاف کر دیتا، اُن کو نئی طبیعت عطا کرتا اور اپنے قانون اُن کے دِلوں پر لکھ دیتا ہے۔ جیسا کہ آیت ۱۸ میں لکھا ہے، ''اور جب اُن کی معافی ہو گئی ہے تو پھر گناہ کی قربانی نہیں رہی۔'' کسی اَور قربانی کی قطعی ضرورت نہیں کیونکہ قربانی کا مقصد پورا ہو چکا اور کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔

آیت ۲۶ میں بہر کیف دوسری حالت کا ذکر ہے جس میں گناہوں کی کسی قربانی کی گنجائش نہیں۔ اگر ہم جان بوجھ کر گناہ پہ گناہ کرتے چلے جائیں اور ہمارا یہ طرزِ زندگی جاری رہے تو مسیح کی قربانی کے علاوہ کوئی اَور قربانی باقی نہیں رہ جاتی جو ہمیں اِس گناہ آلودہ زندگی سے بچا سکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ مسیح یسوع کی قربانی ہی ہماری آخری اُمید ہے جو ہمارے گناہوں کا کفارہ دے کر ہمیں پاک صاف کر سکتی ہے۔ اور اگر ہم مسیح کی اِس عظیم ترین قربانی کو رَد کریں یا اِس کا اِنکار کریں تو کسی اَور وسیلہ یا قربانی کو خدا قبول نہیں کرے گا۔ لازم ہے کہ ہم یا تو مسیح کی قربانی کے سبب سے خدا کے پاس آئیں یا ہم اپنے گناہوں کے نتائج کو بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

اِس آیت سے ہم ایک اَور بات بھی سیکھ سکتے ہیں۔ ہم مسیح کی قربانی کو اپنے گناہ آلودہ عزائم کو جاری رکھنے کے لئے ہرگز اِستعمال نہیں کر سکتے۔

ہمارے گناہ کے سبب سے مسیح نے اپنی جان قربان کی۔ گناہوں کے کفارے کے لئے اُس کی قربانی کو قبول کرنے سے ہم پر بھاری ذمہ داری بھی عائد ہو جاتی ہے کہ آیندہ کو ہم وہ گھناؤنے اور مکروہ کام نہ کریں جن کا خاتمہ کرنے کے لئے مسیح نے قربانی دی۔ جیسا کہ پولس رسول لکھتا ہے، ''...کیا گناہ کرتے رہیں تا کہ فضل زیادہ ہو؟ ہرگز نہیں۔ ہم جو گناہ کے اِعتبار سے مَر گئے کیونکر اُس میں آیندہ کو زندگی گذاریں؟'' (رومیوں ۶:۱-۲)

ہمارے گناہوں کی خاطر مسیح کی قربانی سے اِنکار کر کے مُسلسل گناہ کرتے رہنے کے کیا نتائج نکلتے ہیں؟ ہمیں خدا کی عدالت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سادہ الفاظ میں یہ کہ اگر ہم خدا کے اُس اِنتظام کو رَد کریں گے جس کی تابعداری کر کے ہم اپنے گناہوں سے ہمیشہ کے لئے نجات پا سکتے ہیں تو پھر ہمارے لئے جہنم کی آگ ہی باقی رہ جاتی ہے۔

عبرانیوں کی کتاب واضح کرتی ہے کہ جنہوں نے موسوی شریعت کا اِنکار کِیا اُن کی اِس نافرمانبرداری کا نتیجہ موت کی صُورت میں نکلا۔ ذرا سوچیئے کہ اگر موسوی شریعت کے احکام کو توڑنے کی سزا اِتنی سنگین تھی تو مسیح کی قربانی اور نئے عہد سے اِنکار کی سزا سنگین ترین کیوں نہ ہو گی؟ شریعت کے تحت اگر کوئی احکام کو توڑے تو آدمی اُس کی عدالت کرتے تھے مگر نئے عہد کو توڑنے پر خدا عدالت کرتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم خدا کے سامنے کیا عذر پیش کریں گے کہ ہم نے کیوں نجات کے الٰہی اِنتظام کو رَد کر دیا جس کی تابعداری کر کے ہم ہمیشہ کی زندگی پا سکتے تھے؟

اکثر لوگ گناہ کے ازلی اثرات اور نتائج کو درگزر کر جاتے ہیں اور اپنی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں لاتے۔ عبرانیوں کی کتاب ہمارا حوصلہ بڑھاتے ہوئے ازلی فائدوں کو یاد دِلاتی ہے کہ ہم زندگی کی مُصیبتوں اور تکلیفوں کا مقابلہ صرف مسیح میں رہ کر ہی کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں کے نام عبرانیوں کی کتاب لکھی گئی وہ اپنے مسیحی اِیمان کی وجہ سے دُکھ تکلیف اور اذیت و ظلم سہہ رہے تھے۔ اُن کی جائداد زبردستی چھین لی گئی تھی۔ اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لوگ اپنے مسیحی اِیمان کے سبب جیل میں پھینکے گئے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کون سی طاقت و قوت تھی جس کے وسیلہ سے وہ ظلم و ستم سہہ رہے تھے؟ بحیثیت مسیحی کے وہ جانتے تھے کہ اِس دُنیا کی آسائشیں و آرام اور مال و دولت عارضی ہے۔ وہ جانتے تھے کہ اُن کا اِنعام آسمان پر ہے۔ اِسی لئے اُن کی نظر ہمیشہ رہنے والی دولت اور برکات پر لگی ہوئی تھی۔

مگر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب ظلم و ستم حد سے بڑھ جائے اور تکلیفیں اور مشکلیں اِنتہا کو پہنچ جائیں تو دِل میں بڑی آسانی سے شک پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے میں ہم حوصلہ ہار کر اُس ازلی اِنعام سے اپنی نظریں ہٹا دیتے ہیں اور اپنا اِیمان، بھروسہ و یقین کھو بیٹھتے ہیں۔ اِسی لئے عبرانیوں کی اِلہامی کتاب ہمیں یقین دِلاتی ہے کہ مسیح دُنیا میں آئے گا اور اپنے وفاداروں کو ازلی اِنعام و برکات دے گا۔ محدود اِنسانی عقل کے مطابق یہ ایک طویل اِنتظار ہے مگر سوچا جائے تو ہماری دُنیاوی تکلیفوں اور مصیبتوں کے مقابلے میں آسمانی برکات اور ازلی فائدے بہت ہی زیادہ ہیں۔ مسیح میں ازلی خوشی اور کامرانی کے مقابلے میں ہمارے دُکھ

اور غم بہت معمولی ہیں۔ پولس رسول لکھتا ہے، ’’کیونکہ ہماری دَم بھر کی ہلکی سی مُصیبت ہمارے لئے از حد بھاری اور ابدی جلال پیدا کرتی جاتی ہے، جس حال میں کہ ہم دیکھی ہوئی چیزوں پر نہیں بلکہ اندیکھی چیزوں پر نظر کرتے ہیں کیونکہ دیکھی ہوئی چیزیں چند روزہ ہیں مگر اندیکھی چیزیں ابدی ہیں۔‘‘ (۲-کرنتھیوں ۴:۱۷-۱۸)

یہ ہماری ابدی اندیکھی چیزوں پر نظر اور ہمارا مسیح پر مضبوط اِیمان ہی ہے جو ہمیں طاقت و قوت بخشتا ہے کہ ہم دُنیا کے دُکھ، مُصیبت، ظلم و اذیت سہہ لیتے ہیں۔

تیئیسواں باب

ایک اچھی گواہی

(عِبرانیوں ۱۱:۱-۷)

ہم اُن باتوں پر یقین و بھروسہ کیوں کرتے ہیں جن کا ذاتی طور پر ہمیں تجربہ نہیں؟ اور وہ کون سی چیز ہے جو ہمیں اُن کو قبول کرنے پر اُبھارتی ہے؟ یہ ہمارا اُس شخص کی سیرت و کردار پر پورا اعتماد و یقین ہوتا ہے جو ہمیں بتا رہا ہے۔ اُس کی باتوں پر مکمل اعتماد و بھروسہ کی بُنیاد اُس کی شخصیت پر پورا اعتماد و یقین ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر پولس رسول لکھتا ہے، مَیں "...شرماتا نہیں کیونکہ جس کا مَیں نے یقین کِیا ہے اُسے جانتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری امانت کی اُس دِن تک حفاظت کر سکتا ہے۔" (۲-تیمتھیس ۱:۱۲)

مسیح کے پیروکار جن کے نام عبرانیوں کی اِلہامی کتاب لکھی گئی ظلم و اذیت سہہ رہے تھے۔ اُن میں کچھ اِتنا زیادہ حوصلہ ہار چکے تھے کہ مسیحیت کو چھوڑ کر یہودی ایمان کی طرف لوٹ جانا چاہتے تھے۔ اِسی لئے عبرانیوں کی کتاب کا بیشتر حصہ مسیح کے بارے میں ہے کہ وہ کون ہے، اُس کی عظیم شخصیت اور اعلیٰ و افضل سیرت و کردار کیا ہے۔ مسیح یسوع نہ صرف فرشتوں اور نبیوں سے عظیم تر ہے بلکہ وہ خدا کا بیٹا ہے بلکہ خدا کا مکمل عکس و نقش ہے۔ اِس کے

علاوہ وہ سردار کاہن ہے جس نے ہمارے گناہوں کے کفارے کے لئے اپنی بے گناہ و معصوم جان قربان کر دی۔

۴ باب کی ۲ آیت میں ہمیں یاد دِلایا گیا ہے کہ جن لوگوں کو موسیٰ، مِصر سے غلامی سے چھڑا کر لایا وعدہ کی ہوئی زمین حاصل نہ کر سکے کیونکہ اُن کا یقین و بھروسہ نہیں تھا۔ اُنہوں نے خدا کے وعدے پر اعتماد و بھروسہ نہ کِیا۔ دوسری طرف ۶ باب کی ۱۲ آیت ہمارا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہتی ہے کہ اُن کی مانند بنو جو وعدوں کے وارث ہوتے ہیں۔ ۱۱ باب میں اُن لوگوں کی فہرست اور اُن کے اِیمان کا ذکر ہے۔ پہلی سے ۷ آیت میں لکھا ہے، ''اَب اِیمان اُمید کی ہوئی چیزوں کا اِعتماد اور اندیکھی چیزوں کا ثبوت ہے، کیونکہ اُسی کی بابت بزرگوں کے حق میں اچھی گواہی دی گئی۔ اِیمان ہی سے ہم معلوم کرتے ہیں کہ عالم خدا کے کہنے سے بنے ہیں، یہ نہیں کہ جو کچھ نظر آتا ہے ظاہری چیزوں سے بنا ہو۔ اِیمان ہی سے ہابِل نے قائن سے افضل قربانی خدا کے لئے گذرانی اور اُسی کے سبب سے اُس کے راستباز ہونے کی گواہی دی گئی کیونکہ خدا نے اُس کی نذروں کی بابت گواہی دی اور اگرچہ وہ مَر گیا ہے تَو بھی اُسی کے وسیلہ سے اَب تک کلام کرتا ہے۔ اِیمان ہی سے حنُوک اُٹھا لیا گیا تاکہ موت کو نہ دیکھے اور چونکہ خدا نے اُسے اُٹھا لیا تھا اِس لئے اُس کا پتہ نہ مِلا کیونکہ اُٹھائے جانے سے پیشتر اُس کے حق میں یہ گواہی دی گئی تھی کہ یہ خدا کو پسند آیا ہے۔ اور بغیر اِیمان کے اُس کو پسند آنا ناممکن ہے اِس لئے کہ خدا کے پاس آنے والے کو اِیمان لانا چاہیے کہ وہ موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلہ دیتا ہے۔

اِیمان ہی کے سبب سے نُوح نے اُن چیزوں کی بابت جو اُس وقت تک نظر نہ آتی تھیں ہدایت پا کر خدا کے خوف سے اپنے گھرانے کے بچاؤ کے لئے کشتی بنائی جس سے اُس نے دُنیا کو مجرم ٹھہرایا اور اُس راستبازی کا وارث ہُوا جو اِیمان سے ہے۔" (عبرانیوں ۱۱:۱-۷)

اِن آیات میں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا جو اِیمان ہم سے چاہتا ہے اُس کی خوبیاں کیا ہیں تاکہ ہم مسیح میں خدا کی طرف سے وہ سب کچھ حاصل کریں جس کا وعدہ کِیا گیا ہے۔ ایک اور چیز جو ہم اِس سے سیکھتے ہیں کہ اِیمان محض ضرورت کے وقت اِستعمال ہونے کے لئے نہیں بلکہ اِیمان ایک طرزِ زندگی ہے۔ اِیمان کی نظر سے ہم دیکھتے ہیں اور یہی ہماری تمام زندگی کا ایک ضروری حصہ ہے۔

بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کا کوئی ظاہری وجود نہیں ہوتا۔ ہم نہ تو اُنہیں چھُو سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں، مگر اُن کی مسلمہ اور ٹھوس حقیقت و سچائی کو جھٹلایا نہیں جا سکتا اِس کے باوجود کہ ہم اُنہیں کسی طور ثابت نہیں کر سکتے جس طرح سے ہم وجود میں یعنی نظر آنے والی چیزوں کا ناپ تول کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر محبت، اُمید اور اِعتماد ایسی چیزیں ہیں جن کو ہم کسی ترازو میں تول نہیں سکتے، مگر پھر بھی ہم جانتے ہیں کہ اُن کا وجود ہے اور اُن کے اثرات ہم اپنے دِل و دماغ پر محسوس کرتے ہیں۔ یہ اِیمان ہی ہے جو ہمیں اُن باتوں کا یقین دِلاتا ہے جو ہم دیکھ نہیں سکتے۔ اِیمان وہ ثبوت مہیا کرتا ہے جس سے ہم نظر نہ آنے والی سچائیوں اور حقیقتوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہ ہمارا اِیمان ہی

ہے جو وعدہ کرتا ہے اگرچہ ہم اُس وعدے کی تکمیل یا پورے ہونے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے مگر پھر بھی پورا یقین و بھروسہ ہوتا ہے کہ ایسا ہی ہو گا۔

اِیمان کی ایک اَور خوبی یہ ہے کہ یہ جانتا اور سمجھتا ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب سب کچھ ناکام ہو جاتا ہے تو اِیمان ہمیں سمجھ بوجھ عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ اوپر دیئے گئے حوالہ میں ہم نے دیکھا کہ کوئی معقول و مُناسب وضاحت نہیں کہ کائنات کیسے وجود میں آئی۔ سائنس ہمیں کہتی ہے کہ یہ ہمیشہ رہنے والی نہیں، مگر اِیمان ہمیں اِس کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ خدا نے کائنات کو قائم و دائم کِیا، پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔

اِیمان، تابعداری و وفاداری کا نام بھی ہے۔ممکن ہے کہ ہم کبھی نہ جان سکیں کہ خدا ہم سے کچھ کرنے یا کسی خاص طریقہ یا ڈھنگ سے کرنے کو کیوں کہتا ہے۔ اگر ہمارا اِیمان ہے تو خواہ خدا نے ہم سے کچھ بھی کرنے کو کہا ہو ہم وفاداری سے اُس کے حکم کی پیروی کریں گے۔ خدا نے ہابلِ کی قربانی کو اِس لئے قبول کِیا کیونکہ ہابلِ نے وہ کام کِیا جو خدا کی نظر میں اچھا تھا۔ اِس کے برعکس اُس کے بھائی قائن کا ہدیہ خدا کے حضور کم تر تھا۔ اُس نے خدا کے حکم کے مطابق عمل نہیں کِیا۔

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مضبوط اِیمان سے خدا خوش ہوتا ہے۔ اپنے نیک و پیارے بندے حنوک سے خدا اِس قدر خوش ہُوا کہ اُس نے اُسے موت کے تجربے سے نہ گزرنے دیا اور اُسے زندہ ہی آسمان پر اُٹھا لیا۔

اِس تشریح و وضاحت سے ہم اِیمان کے دو اہم و خاص پہلو دیکھتے ہیں۔ لازم ہے کہ ہمارا اِیمان صحیح شخص پر ہو۔ خدا کو خوش کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ پہلے خدا پر اِیمان رکھیں۔ اگر ہمارا اِیمان خدا پر نہیں تو خدا کے بارے میں کیسے جان سکتے ہیں؟ اُس کے حکم کی تابعداری و وفاداری کرنا تو دُور کی بات اگر ہمیں خدا کے وجود پر ہی شک ہے یا جو کچھ اُس نے اپنے بارے میں بتایا اُس پر ہی شبہ ہے۔

اِایمان کا ایک اَور لازمی اور ضروری پہلو جس سے خدا خوش ہوتا ہے یہ ہے کہ جو خدا کو سچے دِل سے تلاش کرتے ہیں وہ اُن کو اِنعام ضرور دے گا۔ ذرا سوچیئے کہ ہم اُن لوگوں سے ناراض ہو جاتے ہیں جو ہمارے لفظوں پر شک و شبہ کرتے ہیں۔ ہم غصہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی ہمیں پلٹ کر یہ سوال کرے کہ ہم اپنا کِیا ہُوا وعدہ پورا بھی کریں گے یا نہیں۔ ہم ہرگز پسند نہیں کرتے کہ جب ہم کسی کو تحفہ دیں تو وہ ہماری نیت و مقصد پر شک کرے۔ تو خدا جو کُل کائنات کا خالق و مالک ہے کِس قدر ناراض ہو گا کہ جب ہم اُس کے کِئے ہوئے وعدوں پر شک و شبہ کریں یا اُس کے کلام یا لفظوں پر سوال اُٹھائیں اور اُس کے اِنعام و تحفہ کو قبول نہ کریں۔

اِیمان کی ایک اَور خوبی یہ ہے کہ یہ حرکت و ایکشن میں رہتا ہے۔ جب خدا نے اپنے پیارے بندے نوح سے کہا کہ وہ زمین پر سیلاب لانے والا ہے جس سے سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے گا، نوح نے کبھی بارش نہیں دیکھی تھی اور نہ ہی اُس کو یہ پتہ تھا کہ پانی کِتنی ہلاکت و تباہی لا سکتا ہے۔ اِس کے

باوجود کہ اُس کو پہلے سے اِن چیزوں کا تجربہ نہ تھا، وہ خدا پر اِیمان لایا کہ جو اُس نے فرمایا ہے ایسا ہی ہو گا۔ اگرچہ نوح نے خدا کے الفاظ کو دِل و جان سے قبول کِیا، مگر اُس کے قبول کرنے سے کچھ فائدہ نہیں تھا جب تک وہ اپنے اِیمان کو حرکت میں نہ لاتا۔ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو بچانے کے لئے نوح کا خدا کے فرمان کی سچائی پر اِیمان کافی نہیں تھا جب تک وہ حرکت وعمل کرتے ہوئے کشتی نہ بناتا۔ اِسی طرح اگر ہمارا اِیمان خالص ہے تو جو خدا نے ہمیں کرنے کو کہا ہے ہم اُس کو پایہء تکمیل تک پہنچانے کے لئے اُٹھ کھڑیں ہوں گے۔

اِس سے ہمارے ذہن میں ایک سوال اُبھرتا ہے۔ مُدتوں سے خدا کے بندوں کو تعریف و اِنعام سے نوازا گیا اور وہ گواہی کا سبب بنے کہ جو چیزیں اُن کو نظر بھی نہیں آتی تھیں، جن کا کوئی وجود یا نام و نشان بھی نہ تھا وہ اُن پر سچے دِل سے اِیمان رکھتے تھے۔ ہابِل کی تعریف میں کہا گیا کہ وہ راستباز آدمی تھا۔ حنوک، خدا کو خوش کرنے کے سبب سے تعریف و اِنعام سے نوازا گیا۔ یہ سب دیکھتے ہوئے ہم اپنے اِیمان کا اُن کے اِیمان سے کیسے مقابلہ یا موازنہ کریں؟ کیا ہم خدا کے وعدوں پر یقین و بھروسہ اور اِیمان رکھتے ہیں؟ کیا ہم اِیمان رکھتے ہیں کہ جو اُس کو سچے دِل سے تلاش کرتے ہیں وہ اُن کو تعریف و اِنعام سے نوازے گا؟ کیا ہم اِیمان کی اُس منزل و رتبہ پر کھڑے ہیں کہ خدا خوش ہو کر ہماری تعریف کرے اور اپنے وعدے کے مطابق اِنعامات کی بارش کر دے؟

چوبیسواں باب

ابرہام کا نمونہ

(عِبرانیوں ۱۱: ۸-۱۹)

مسیح کے پیروکار جن کے نام عبرانیوں کی اِلہامی کتاب لکھی گئی ہے اپنے اِیمان کی وجہ سے مشکلات اور تکلیفوں کا شکار تھے، جس کے نتیجہ میں کچھ دِل برداشتہ ہو کر مسیحیت کو چھوڑ دینا چاہتے تھے۔ عبرانیوں کی کتاب ہمیں بار بار یاد دِلاتی ہے کہ خدا اُن کو اِنعام سے نوازے گا جو سچائی اور صبر سے مسیح کی پیروی کرتے رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اِعتماد و یقین سے بھرے رہتے ہیں کہ جو وعدے خدا نے اُن سے کِئے ہیں وہ ضرور پورے ہوں گے کیونکہ خدا کی سیرت و کردار ایسا ہے کہ وہ اپنی کی ہوئی باتوں سے کبھی نہیں پھرتا۔

جن کے نام عبرانیوں کی اِلہامی کتاب لکھی گئی ہے اُن کا تعلق یہودی نسل سے تھا، اِس لئے کتاب کا مُصنف خدا کے عظیم بندے ابرہام کی مثال دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اُن کا اِیمان بھی ابرہام جیسا ہونا چاہیے۔ ۱۱ باب کی آیت ۸ سے ۱۹ میں لکھا ہے، ''اِیمان ہی کے سبب سے ابرہام جب بُلایا گیا تو حُکم مان کر اُس جگہ چلا گیا جِسے میراث میں لینے والا تھا، اور اگرچہ جانتا نہ تھا کہ مَیں کہاں جاتا ہوں تو بھی روانہ ہو گیا۔ اِیمان ہی سے اُس نے مُلکِ مَوعود میں اِس طرح مُسافرانہ طور پر بُود و باش کی کہ گویا غیر مُلک ہے اور اِضحاق اور

یعقوب سمیت جو اُس کے ساتھ اُسی وعدہ کے وارث تھے خیموں میں سُکونت کی، کیونکہ وہ اُس پایدار شہر کا اُمیدوار تھا جس کا مِعمار اور بنانے والا خدا ہے۔ اِیمان ہی سے سارہ نے بھی سِن یاس کے بعد حامِلہ ہونے کی طاقت پائی، اِس لئے کہ اُس نے وعدہ کرنے والے کو سچا جانا۔ پس ایک شخص سے جو مُردہ سا تھا آسمان کے ستاروں کے برابر کثیر اور سمندر کے کنارے کی ریت کے برابر بیشمار اَولاد پیدا ہوئی۔ یہ سب اِیمان کی حالت میں مَرے اور وعدہ کی ہوئی چیزیں نہ پائیں مگر دُور ہی سے اُنہیں دیکھ کر خوش ہوئے اور اِقرار کِیا کہ ہم زمین پر پردیسی اور مُسافر ہیں۔ جو ایسی باتیں کہتے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم اپنے وطن کی تلاش میں ہیں۔ اور جس مُلک سے وہ نکل آئے تھے اگر اُس کا خیال کرتے تو اُنہیں واپس جانے کا موقع تھا مگر حقیقت میں وہ ایک بہتر یعنی آسمانی مُلک کے مُشتاق تھے۔ اِسی لئے خدا اُن سے یعنی اُن کا خدا کہلانے سے شرمایا نہیں، چنانچہ اُس نے اُن کے لئے ایک شہر تیار کِیا۔ اِیمان ہی سے ابرہام نے آزمایش کے وقت اِضحاق کو نذر گذرانا اور جس نے وعدوں کو سچ مان لیا تھا وہ اُس اِکلوتے کو نذر کرنے لگا، جس کی بابت یہ کہا گیا تھا کہ اِضحاق ہی سے تیری نسل کہلائے گی، کیونکہ وہ سمجھا کہ خدا مُردوں میں سے جِلانے پر بھی قادر ہے۔ چنانچہ اُن ہی میں سے تمثیل کے طَور پر وہ اُسے پھر مِلا۔" (عبرانیوں ۱۱:۸-۱۹)

اِس حوالہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ابرہام کا اِیمان اُس کے فعل وعمل سے واضح طور پر نظر آتا ہے۔ اُس کا مضبوط اِیمان اُس کی حرکت وعمل کرنے کا سبب بنا۔ جب خدا نے اُسے گھر چھوڑنے کو کہا تو اُسے کچھ خبر نہ تھی کہ وہ کہاں

جا رہا ہے۔ کیونکہ اُس کا ایمان تھا اِس لئے وہ مکمل تابعداری اور وفاداری سے گھر سے نکل پڑا۔

جس طرح خدا نے ابرہام کے ساتھ کِیا، اِسی طرح اُس نے مسیح کے پیروکاروں کے ساتھ بھی آسمان پر ازلی و ابدی گھر کا وعدہ کِیا ہے۔ پطرس رسول خدا کے زندہ کلام میں لکھتا ہے، ''لیکن اُس کے وعدہ کے مُوافق ہم نئے آسمان اور نئی زمین کا اِنتظار کرتے ہیں جن میں راستبازی بسی رہے گی۔'' (۲-پطرس ۱۳:۳)

کیا ہم بضِد ہیں کہ خدا ہمیں بتائے کہ کیسے اور کہاں اُس کا وعدہ پورا ہو گا، اِس سے پہلے کہ ہم اُس کی تابعداری کریں؟ کیا ہم بضِد ہیں کہ خدا ہمیں سفر شروع کرنے سے پہلے ہر قدم پر ہدایات و نصیحت کرے گا؟ یا ہمیں ابرہام کے نمونے اور مثال کو سامنے رکھنا ہے کہ اُس نے خدا کے حکم کی تابعداری کرتے ہوئے یہ نہ سوچا کہ وہ جا کہاں رہا ہے، اُس نے خدا سے سفر کی تفصیل نہیں مانگی، اور نہ ہی خدا نے اُسے کوئی ہدایات دیں۔ یہاں تک کہ جب ابرہام نے اُس زمین پر قدم رکھا جس کا وعدہ خدا نے اُس سے کِیا تھا، اُس نے اُس جگہ کو اپنا مُستقل ٹھکانہ بنانے کے بارے میں ہرگز نہ سوچا۔ وہ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ خیموں میں ہی رہتا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ وعدہ کی گئی زمین صرف ایک نمونہ، اِستعارہ و تشبیہ ہے اُس حقیقی آسمانی گھر کی جو خدا نے اُس کے لئے تیار کِیا ہے۔

اَب سوال یہ ہے کہ اِس بارے میں ہماری سوچ کیا ہے؟ کیا ہم اِس دُنیا کو ہی اپنا مُستقل گھر سمجھ بیٹھے ہیں؟ کیا ہماری تمام تر دلچسپی اِس دُنیا ہی کی چیزوں پر ہے؟ پولس رسول کرنتھیوں کے رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''...دُنیاوی کاروبار کرنے والے ایسے ہوں کہ دُنیا ہی کے نہ ہو جائیں کیونکہ دُنیا کی شکل بدلتی جاتی ہے۔'' (۱-کرنتھیوں ۷:۳۱)

خدا کا نیک بندہ ابرہام اپنے مضبوط اِیمان ہی کے وسیلہ سے باپ بن گیا۔ وہ ایک مُردہ جان کی طرح تھا۔ وہ اِس قابل نہیں تھا کہ بچہ پیدا کر سکے، مگر اُس نے خدا کے وعدہ پر مکمل یقین و بھروسہ کِیا جو اُس نے کِیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ خدا وفادار و تابعدار ہے۔ کیونکہ ابرہام نے خدا پر یقین و اِعتماد کِیا تو خدا نے اُس کی زندگی میں وہ کام کِیا جو ناممکن تھا۔ کیا ہم مشکل، ناممکن اور نااُمیدی کے حالات میں حوصلہ ہار کر خدا کے وعدوں سے دُور ہو جاتے ہیں یا ہمیں خدا کی سیرت و کردار پر مکمل یقین و بھروسہ ہوتا ہے؟ کیا ہمیں پورا پورا اِعتماد ہوتا ہے کہ خدا نے جو وعدہ کِیا ہے خواہ بظاہر کچھ بھی ہو وہ ہر حالت میں وفاداری کرے گا؟

اگرچہ ابرہام نے خدا کا وہ وعدہ پورا ہوتے ہوئے دیکھا کہ وہ باپ بنے گا، اگرچہ ابرہام اور اُس کی نسل نے خدا کے وعدہ کے مطابق وعدہ کی ہوئی زمین کو دیکھا مگر اُنہوں نے خدا کے حتمی و آخری وعدوں کو پورا ہونے کا تجربہ نہ کِیا۔ خدا کے وعدے آنے والے مسیح اور اُس کے پیروکاروں کی طرف اِشارہ کرتے تھے۔ بائبل مقدس ہمیں بتاتی ہے کہ یہ ابرہام کے سچے آباؤ اجداد تھے۔

خدا کی حقیقی وعدہ کی ہوئی زمین آسمان پر ہے۔ مگر پھر بھی ابرہام، اضحاق اور یعقوب نے اپنی زندگی اِس طرح گزاری کہ جیسے خدا کے تمام وعدے اُنہی کی زندگی میں مکمل ہوں گے۔ اِیمان کی آنکھوں سے وہ خدا کے وعدوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ سکتے تھے۔ وہ چاہتے تو اِس دُنیا کو ہی اپنا ابدی ٹھکانہ سمجھ بیٹھتے۔ وہ چاہتے تو اپنے اِرد گِرد کے لوگوں کی طرح دُنیا کی چیزوں سے دِل لگا کر زندگی بسر کر سکتے تھے۔ وہ چاہتے تو اپنے پڑوسیوں کی طرح دُنیاوی خواہشات کے شکنجے میں پھنس سکتے تھے۔ وہ بھی حوصلہ ہار کر شک میں پڑ سکتے تھے کہ کیا واقعی خدا اپنے وعدوں میں سچا ہے۔ وہ چاہتے تو اُس مُلک میں واپس جا سکتے تھے جو ابرہام چھوڑ آیا تھا۔ مگر اُنہوں نے ایسا نہیں کِیا، بلکہ اُنہوں نے دوسروں لوگوں کے بیچ میں اجنبی اور پردیسی بن کر زندگی گزاری۔ کیونکہ اُن کی نظریں دُنیا پر نہیں بلکہ خدا کے حقیقی گھر پر لگی ہوئی تھیں جو آسمان پر ہے، اِسی لئے خدا اُن سے خوش ہُوا اور اِلٰہی برکات کے حقدار ٹھہرے۔

ہمارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟ ہمارا تعلق کِس زمین اور کِس مُلک سے ہے؟ کیا ہم اِس دُنیا سے تعلق رکھتے ہیں یا ہم کسی اَور مُلک کے شہری ہیں؟ کیا ہم اِسی دُنیا کو اپنا مُستقل گھر سمجھ بیٹھے ہیں یا ہمارا مُستقل گھر آسمان پر ہے؟ پطرس رسول اِس بارے میں کہتا ہے، ''اَے پیارو! مَیں تمہاری مِنت کرتا ہوں کہ تم اپنے آپ کو پردیسی اور مُسافر جان کر اُن جسمانی خواہشوں سے پرہیز کرو جو رُوح سے لڑائی رکھتی ہیں۔'' (۱-پطرس ۲:۱۱)

ایمان ہی کے سبب سے ابرہام خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے بیٹے اِضحاق کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اور یہ بھی اِیمان ہی تھا کہ اِضحاق نے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ ذرا سوچیئے! اِضحاق وہ بیٹا تھا جو خدا کے وعدہ کے مطابق ابرہام کے گھر پیدا ہُوا۔ خدا نے اُس سے کہا کہ اِضحاق کے وسیلہ سے تیری نسل بڑھے گی۔ اَب سوال یہ ہے کہ اگر اِضحاق مَر جاتا تو خدا کا وعدہ کیسے پورا ہوتا؟ جبکہ خدا نے ابرہام سے کہا کہ وہ اپنے بیٹے کو قربان کر دے، خدا کے نیک و وفادار بندے ابرہام نے اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے ذرا بھی جھجھک محسوس نہ کی۔ اُس نے خدا سے کوئی سوال نہیں کِیا بلکہ اُس کا اِیمان اِسقدر مضبوط تھا کہ اُس کو معلوم تھا کہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے گا حالانکہ اِنسانی نکتہء نگاہ سے ناممکن نظر آتا تھا۔ ابرہام کی سوچ یہ تھی کہ وہی خدا جس نے اُس کے بڑھاپے اور مُردہ جسم کے باوجود اِضحاق کی شکل میں بیٹا دیا جبکہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا تو وہ اِتنا طاقت ور ہے کہ وہ اِضحاق کو مُردوں میں سے بھی زندہ کر سکتا ہے۔ اگرچہ خدا نے ابرہام کو اپنے بیٹے کے گلے پر چُھری نہیں چلانے دی کیونکہ وہ صرف اُس کے اِیمان، نیت و وفاداری کو دیکھ رہا تھا، ایک طرح سے خدا کی نظر میں ابرہام نے اِضحاق کو قربان کر دیا تھا۔ کیا ہم بھی اِسی جوش و خروش، اور وفاداری اور تابعداری سے خدا کے وعدوں پر یقین و بھروسہ رکھتے ہیں؟

پچّیسواں باب

اِیمان سے زندگی گزارنا

(عِبرانیوں ۱۱: ۲۰۔۳۱)

بائبل مقدس ہمیں سِکھاتی ہے کہ اِیمان کے بغیر خدا کو خوش کرنا ناممکن ہے۔ مسیح یسوع نے اپنے شاگردوں کو اُن کے کمزور اِیمان کی وجہ سے جھڑکا اور تنبیہ کی۔ مگر سوال یہ ہے کہ اِیمان کی خوبیاں کیا ہیں؟ اگر کوئی اِنسان بھرپور اِیمان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے تو وہ زندگی حقیقت میں کیسی ہو گی؟ خدا کے عظیم نیک بندے ابرہام کی مثال دینے کے بعد عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کئی اَور لوگوں کا ذکر کرتی ہے جن کی زندگی سے اِیمان کی بھرپور جھلک نظر آتی ہے۔ ۱۱ باب، اُس کی ۲۰ سے ۳۱ آیت میں لکھا ہے، ''اِیمان ہی سے اِضحاق نے ہونے والی باتوں کی بابت بھی یعقوب اور عیسو دونوں کو دُعا دی۔ اِیمان ہی سے یعقوب نے مَرتے وقت یوسف کے دونوں بیٹوں میں سے ہر ایک کو دُعا دی اور اپنے عَصا کے سِرے پر سہارا لے کر سجدہ کِیا۔ اِیمان ہی سے یوسف نے جب وہ مرنے کے قریب تھا بنی اِسرائیل کے خروج کا ذِکر کِیا اور اپنی ہڈیوں کی بابت حکم دیا۔ اِیمان ہی سے مُوسیٰ کے ماں باپ نے اُس کے پیدا ہونے کے بعد تین مہینے تک اُس کو چھپائے رکھا کیونکہ اُنہوں نے دیکھا کہ بچہ خوبصورت ہے اور وہ بادشاہ کے حکم سے نہ ڈرے۔ اِیمان ہی سے مُوسیٰ نے بڑے ہو کر فرعون

کی بیٹی کا بیٹا کہلانے سے اِنکار کِیا، اِس لئے کہ اُس نے گناہ کا چند روزہ لُطف اُٹھانے کی نسبت خدا کی اُمت کے ساتھ بدسلُوکی برداشت کرنا زیادہ پسند کِیا اور مسیح کے لئے لعن طعن اُٹھانے کو مِصر کے خزانوں سے بڑی دولت جانا کیونکہ اُس کی نگاہ اَجر پانے پر تھی۔ اِیمان ہی سے اُس نے بادشاہ کے قہر کا خوف نہ کر کے مِصر کو چھوڑ دیا، اِس لئے کہ وہ اندیکھے کو گویا دیکھ کر ثابت قدم رہا۔ اِیمان ہی سے اُس نے فسح کرنے اور خون چھڑکنے پر عمل کِیا تاکہ پہلوٹھوں کا ہلاک کرنے والا بنی اِسرائیل کو ہاتھ نہ لگائے۔ اِیمان ہی سے وہ بحرِ قلزم سے اِس طرح گذر گئے جیسے خشک زمین پر سے اور جب مِصریوں نے یہ قصد کِیا تو ڈوب گئے۔ اِیمان ہی سے یریحُو کی شہر پناہ جب سات دِن تک اُس کے گِرد پھر چکے تو گِر پڑی۔ اِیمان ہی سے راحب فاحشہ نافرمانوں کے ساتھ ہلاک نہ ہوئی کیونکہ اُس نے جاسُوسوں کو امن سے رکھا تھا۔'' (عبرانیوں ۱۱: ۲۰-۳۱)

اِیمان سے بھرپور شخص کی ایک خوبی یہ ہے کہ اُس کی نظر حال پر نہیں، مُستقبل پر ہوتی ہے۔ یعنی وہ موجودہ کی نسبت آنے والے حالات پر دھیان رکھتا ہے۔ اُس کو پورا پورا اِعتماد و بھروسہ ہوتا ہے کہ خدا اپنے وعدوں کی تکمیل ضرور کرے گا خواہ جتنی بھی دیر ہو جائے یا اُس کی اپنی زندگی میں نہ سہی مگر جو خدا نے کہہ دیا وہ ہو کر رہے گا۔ اِسی لئے اِضحاق نے یعقوب اور عیسو کو مُستقبل کے بارے میں برکت دی۔ وہ دیکھ سکتا تھا کہ خدا کے وعدے اُن کے وسیلہ سے پورے ہوں گے۔

اِسی طرح یعقوب نے خدا کی برکت یوسف کے بیٹوں کو دے دی، اور خدا کا نیک بندہ یوسف خدا کے وعدوں کے پورے ہونے میں اِسقدر یقین و بھروسہ رکھتا تھا کہ خدا بنی اِسرائیل کو مِصر سے نکال کر کنعان کے مُلک میں لے جائے گا کہ اُس نے اُن سے کہا کہ میری موت کے بعد میری ہڈیاں بھی ساتھ لیتے جانا۔ یوسف کو اِس سچائی کا علم تھا کہ خدا کا وعدہ پورا ہونا ہی ہے اگرچہ اصل واقعات لگ بھگ ۴۰۰ سال بعد پورے ہونے تھے۔

اِیمان، قانون سے کہیں زیادہ خدا کی تابعداری کو اولین ترجیح دیتا ہے۔ موسیٰ کو اُس کے ماں باپ نے ظالم فرعون سے چھپایا کیونکہ اُس نے حکم دے رکھا تھا کہ ہر دُودھ پیتا لڑکا دریائے نیل میں پھینک دیا جائے۔ اُن کے اِیمان نے اُن کو خدا کے وعدوں پر اِعتماد و بھروسہ دیا، جس کے نتیجہ میں اُن کو فرعون سے کوئی ڈر خوف نہیں تھا۔ پطرس رسول اور یوحنا رسول نے اپنے وقت کے حکمرانوں سے کہا، ''...تم ہی اِنصاف کرو آیا خدا کے نزدیک یہ واجب ہے کہ ہم خدا کی بات سے تمہاری بات زیادہ سُنیں۔'' (اعمال ۱۹:۴)

اِیمان لوگوں میں یہ شعور پیدا کرتا ہے کہ وہ اچھے بُرے میں تمیز کر سکیں۔ موسیٰ چاہتا تو مِصر میں آرام و آسائش کی زندگی بسر کر سکتا تھا۔ لوگ اُس کو فرعون کی بیٹی کا بیٹا سمجھ کر عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مگر خدا پر اِیمان اور خدا کے وعدوں پر بھروسہ کی وجہ سے اُس نے عیش وعشرت کی زندگی کو لات مار دی اور اپنے آپ کو اپنے ماں باپ کی قوم اور لوگوں یعنی بنی اِسرائیل کے نام سے پہچان و شناخت کو ترجیح دی۔ اُس نے مِصر میں عالیشان

محل کی زندگی سے منہ موڑ کر ذِلت و بے عزتی کو قبول کِیا۔ اُس کی نظر اُس اِنعام پر تھی جو مسیح میں خدا کے وعدوں کی تابعداری کرنے سے ملتا ہے۔ اُس کو یہ بھرپور احساس ہو گیا تھا کہ یہ اِلٰہی اِنعام مِصر میں چار دِن کے آرام و آسائش سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اُس نے مسیح کی خاطر وقتی تسکین و آرام کے برعکس ذِلت و رُسوا ہونا قبول کِیا۔

یہ موسیٰ کا خدا پر اِیمان ہی تھا کہ اُس نے مِصر کو چھوڑا۔ پہلی دفعہ وہ مِصر سے کسی کو قتل کرنے کے ڈر و خوف سے بھاگا۔ پھر تپتے ہوئے صحرا میں ۴۰ سال پورے ہونے پر خدا کوہِ سِینا پر ایک جلتی ہوئی جھاڑی میں اُس پر ظاہر ہُوا۔ اِس مُلاقات کے بعد اُس کے اِیمان کو تازگی و مضبوطی مِلی۔ اپنے اِیمان کی آنکھ سے وہ اِس قابِل تھا کہ اندیکھے خدا کو دیکھ سکے۔ وہ مِصر واپس گیا اور بغیر کسی ڈر خوف کے فرعون سے ٹکرا گیا اور بنی اِسرائیل کو غلامی کی زنجیروں سے چھڑا لیا اور مِصر کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیا۔

یہ موسیٰ کا اِیمان ہی تھا کہ اُس نے خدا کے حکم پر عیدِ فسح کو جاری و ساری رکھا۔ مِصریوں نے اِس بات پر یقین نہ کِیا کہ موت کا فرشتہ اُن کے مُلک میں ہلاکت بن کر آئے گا، مگر موسیٰ کے اِیمان نے اُسے مجبور کِیا کہ وہ عمل کرے۔ اُس نے بنی اِسرائیل کے ساتھ مِل کر خدا کے حکم کے مطابق بھیڑوں کو مار کر اُن کا خون گھروں کے باہر دروازے کی چوکھٹوں پر لگا دیا تاکہ موت کا فرشتہ اُن کے اِکلوتے کو ہلاک نہ کرے۔

خدا نے سمندر میں خشک زمین سا راستہ بنا دیا تاکہ بنی اِسرائیل مِصر کو چھوڑ دیں۔ یقیناً یہ ایک خوفناک منظر ہو گا کہ دونوں طرف پانی کی دیواریں کھڑی ہیں مگر خدا کے معجزانہ اِنتظام اور اپنے اِیمان کے سبب سے وہ بحفاظت سمندر پار کر گئے۔ اُنہوں نے خدا کے وعدے پر یقین و بھروسہ کِیا کہ وہ اُنہیں مِصر سے نکالے گا۔ اور کیونکہ مِصریوں کا خدا پر اِیمان نہیں تھا لہذا جب وہ بنی اِسرائیل کا پیچھا کرتے ہُوئے سمندر میں اُترے تو پانی کی دونوں دیواریں آپس میں مِل گئیں اور وہ ڈوب کر مَر گئے۔

اِیمان کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ ہمیں خدا کے حکم کی تابعداری کروائے گا خواہ وہ کِتنی ہی احمقانہ بات کیوں نہ لگے۔ کیونکہ بنی اِسرائیل نے خدا پر اِیمان رکھا اِسی لئے وہ یریحو کی دیواروں کے اِرد گِرد چکر لگاتے رہے۔ کیونکہ اُنہوں نے خدا پر مکمل بھروسہ و یقین کر کے تابعداری و وفاداری کی اِس لئے یریحو کی مضبوط دیواریں ٹوٹ کر پاش پاش ہو گئیں اور وہ شہر پر قابض ہو گئے۔

صرف بنی اِسرائیل ہی نہیں تھے جن کا خدا پر اِیمان تھا۔ راحب فاحشہ بھی خدا پر اِیمان لائی اور تابعداری کی جس کے نتیجہ میں خدا نے اُس کی جان ہلاکت سے بچا لی جب کہ یریحو کے رہنے والے تباہ و برباد ہو گئے۔

اِیمان کی یہ سب مثالیں دیکھ کر ذہن میں ہمارے اپنے اِیمان کے بارے میں سوال اُبھرتا ہے کہ کیا ہم خدا کے وعدوں پر یقین و بھروسہ رکھتے ہیں اِس کے باوجود کہ وہ ہماری زندگی میں پورے نہ ہو پائیں؟ کیا ہمارا اِیمان

اِتنا مضبوط ہے کہ قانونی ضابطوں کے باوجود ہم وہی کریں گے جو خدا کی نظر میں دُرست و صحیح ہے؟ کیا ہمارا اِیمان اِس قابل ہے کہ زندگی کی موجودہ عیش عشرت کو ترک کر کے پورے عزم و اِعتماد کے ساتھ ملنے والے آسمانی اِنعام کا انتظار کرے؟ کیا ہمارا اِیمان اِتنا مضبوط ہے کہ مسیح کی خاطر ذِلت و رسوائی سہنے کے لئے تیار ہو جائے؟ کیا ہمارا اِیمان ڈر خوف کو پَرے پھینک سکتا ہے؟ کیا ہمارا اِیمان ہمیں وہ کام کرنے پر مجبور کرتا ہے جو خدا کی نظر میں مقبول ہے خواہ دُنیاوی طور پر احمقانہ ہی کیوں نہ ہو؟

کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارا اِیمان خدا پر ہو تو وہ ہمیں ہر مُصیبت و تکلیف سے بچا لے گا۔ اِس میں شک نہیں کہ اِیمان چاہتا ہے کہ ہم بڑے بڑے کام کریں مگر ایسا ہرگز نہیں کہ دُکھ تکلیف اور اِذیت وظلم نہ سہنا پڑے بلکہ ہمارا اِیمان ہمیں ناسازگار حالات میں طاقت و قوت بخشتا ہے تاکہ ہم فتح پائیں۔

چھبّیسواں باب

دنیا اُن کے لائق نہ تھی

(عِبرانیوں ۱۱: ۳۲۔۴۰)

کچھ لوگ کسی خاص فرقہ یا دین کو اِس لئے قبول کرتے ہیں کہ معاشرے میں اُن کا سماجی اور مالی مقام بلند ہو جائے گا۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو سوچتے ہیں کہ کسی خاص عقیدہ و دین کی پیروی کرنے سے خدا اُن سے خوش ہو گا اور اُن کی ساری تکلیفیں اور مُصیبتیں ختم ہو جائیں گی۔ جو لوگ مسیح یسوع کی پیروی یہ سوچ کر کرتے ہیں وہ یقیناً مایوس ہوں گے۔ اِس میں شک نہیں کہ مسیح میں شامِل ہونے کے بہت فائدے اور برکات ہیں مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تکلیف، مُصیبت، ظلم و اِذیت بھی برداشت کرنا پڑے۔ وہ لوگ جو مالی اور سماجی فائدے کے لئے مسیح کے پیچھے آتے ہیں وہ بہت جلد اُس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور وہ بھی بھاگ جاتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مسیح کی پیروی کرنے سے اُن کی زندگی آرام و آسائش سے گزرے گی کیونکہ بُنیادی طور پر اُن میں اِیمان و وفاداری کی کمی ہوتی ہے۔ مسیح نے ایسے لوگوں کو پتھریلی زمین سے تشبیہ دی ہے جو کوئی پھل، کوئی فصل پیدا نہیں کر سکتے۔ اُنہوں نے فرمایا، "...جو پتھریلی زمین میں بُویا گیا یہ وہ ہے جو کلام کو سُنتا ہے اور اُسے فی الفور خوشی سے قبول کر لیتا

ہے۔ لیکن اپنے اندر جڑ نہیں رکھتا بلکہ چند روزہ ہے اور جب کلام کے سبب سے مُصیبت یا ظلم برپا ہوتا ہے تو فی الفور ٹھوکر کھاتا ہے۔'' (متی ۱۳: ۲۰-۲۱)

بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب اُن لوگوں کے لئے لکھی گئی جو مسیح یسوع پر اپنے اِیمان کے سبب سے مُصیبت و ظلم سہہ رہے تھے۔ اُن میں سے کچھ یہ سوال کر رہے تھے کہ مسیح کی پیروی کرنے کا کیا فائدہ؟

عبرانیوں کی کتاب واضح کرتی ہے کہ راستباز اِیمان سے جیتا رہے گا اور اگر وہ اپنے اِیمان سے پیچھے ہٹے گا تو خدا اُس سے ہرگز خوش نہیں ہو گا (عبرانیوں ۱۰: ۳۸)۔ اپنے پڑھنے والوں کی حوصلہ افزائی اور اُن کے اِیمان کی تقویت کے لئے عبرانیوں کی کتاب ایسے کئی راستبازوں کی مثال پیش کرتی ہے جنہوں نے اپنے اِیمان کے وسیلہ سے بڑے بڑے کام کِئے۔ مگر اِیمان کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے۔ یہ دُکھ تکلیف اور اذیت و ظلم کا بھی سبب بنتا ہے۔ دوسری طرف اِیمان ہماری مدد کرتا ہے کہ ہم دُکھوں، تکلیفوں اور اِذیتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ آخر اِیمان میں ایسا کیا ہے کہ ہم بُرے حالات میں بھی ہمت نہیں ہارتے؟ ۱۱ باب، اُس کی ۳۲ سے ۴۰ آیت میں لکھا ہے، ''اَب اَور کیا کہوں؟ اِتنی فُرصت کہاں کہ جِدعون اور برق اور سمسُون اور اِفتاہ اور داوٗد اور سموئیل اور اَور نبیوں کا احوال بیان کروں۔ اُنہوں نے اِیمان ہی کے سبب سے سلطنتوں کو مغلُوب کِیا، راستبازی کے کام کِئے، وعدہ کی ہوئی چیزوں کو حاصِل کِیا، شیروں کے مُنہ بند کِئے، آگ کی تیزی کو بُجھایا، تلوار کی دھار سے بچ نکلے، کمزوری میں زور آور ہوئے، لڑائی میں بہادر بنے، غیروں کی فوجوں کو بھگا دیا، عورتوں نے

اپنے مُردوں کو پھر زندہ پایا، بعض مار کھاتے کھاتے مر گئے مگر رہائی منظور نہ کی تاکہ اُن کو بہتر قیامت نصیب ہو، بعض ٹھٹھوں میں اُڑائے جانے اور کوڑے کھانے بلکہ زنجیروں میں باندھے جانے اور قید میں پڑنے سے آزمائے گئے، سنگسار کِئے گئے، آرے سے چِیرے گئے، آزمایش میں پڑے، تلوار سے مارے گئے، بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اُوڑھے ہوئے مُحتاجی میں، مُصیبت میں، بدسُلوکی کی حالت میں مارے مارے پھرے۔ دُنیا اُن کے لائق نہ تھی۔ وہ جنگلوں اور پہاڑوں، اور غاروں اور زمین کے گڑھوں میں آوارہ پھِرا کِئے۔ اور اگرچہ اِن سب کے حق میں اِیمان کے سبب سے اچھی گواہی دی گئی تَو بھی اُنہیں وعدہ کی ہوئی چیز نہ مِلی اِس لئے کہ خدا نے پیش بِینی کر کے ہمارے لئے کوئی بہتر چیز تجویز کی تھی تاکہ وہ ہمارے بغیر کامِل نہ کِئے جائیں۔" (عبرانیوں ۱۱:۳۲-۴۰)

اِس حوالے کا پہلا حِصہ ہمیں اُن چیزوں کی یاد دِلاتا ہے جو اِیمان کے وسیلہ سے لوگوں نے مکمل کِیں۔ اُن کے اپنے پاس اِتنی اہلیت و قابلیت نہیں تھی کہ وہ یہ سب کر سکتے بلکہ اُنہوں نے خدا پر پورا پورا بھروسہ و یقین کِیا کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق ہمیں قوت و طاقت بخشے گا کہ ہم ایسے کام کر سکیں جو ہماری کوشش و سکت سے باہر ہیں۔ وہ نہیں جو یہ ناممکن کام کر رہے تھے بلکہ خدا تھا جو اُن میں ہو کر سب کچھ کر رہا تھا۔ لہذا یہ بالکل دُرست ہے کہ یہ اِیمان ہی تھا جس کے وسیلہ سے اُنہوں نے سلطنتوں پر فتح پائی اور عدل و اِنصاف قائم کِیا۔ اور اگر اُن کے پاس اِیمان نہ ہوتا تو اِتنے بڑے بڑے کام ہرگز نہ کر سکتے۔ دوسرے لفظوں میں ہم اِس سچائی کی یوں وضاحت کر سکتے ہیں

کہ اِیمان ہی سے معجزات رُونما ہوتے ہیں اور اِیمان ہی ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔

لیکن اِیمان کی ایک اَور شکل بھی ہے اور وہ یہ کہ ناقابلِ برداشت کو برداشت کے قابل بنا دیتا ہے۔ خدا ہمیں کسی قِسم کی گارنٹی یا حتمی یقین نہیں دِلاتا کہ وہ ہماری مُشکل، تکلیف اور بے اِنصافی میں ہر وقت معجزے ہی کرتا رہے گا۔ وہ یہ وعدہ یا گارنٹی نہیں دیتا کہ وہ ہمیشہ ہمارے دُشمنوں کو تباہ و برباد کر دے گا یا غیر مُلکی فوجوں کو مار بھگائے گا۔ وہ یہ بھی گارنٹی نہیں دیتا کہ ہمارے مَرنے والے ہمیشہ ہی زندہ سلامت ہو جائیں گے، بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اِیمان سے بھرے ہوئے لوگ دُکھ تکلیف سے نہیں بچتے۔ اُن کے ساتھ بدسلُوکی اور بدتمیزی کی جاتی ہے، اُن کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے، غربت و مفلسی کی زندگی بسر کرتے ہیں، گھروں سے نکال دیئے جاتے ہیں، اُن پر اذیت و ظلم برپا کِیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اُن کو جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑ جاتے ہیں۔ اُن کے ساتھ ظلم و ستم، نااِنصافی و بدسلُوکی کے باوجود جیسا کہ عبرانیوں میں آپ نے دیکھا کہ خدا اُن سے خوش ہوتا ہے۔ یہ دُنیا اُن کے قابل نہیں تھی۔

ہمیں اِس سے یہ سبق سیکھنے کی ضرورت ہے کہ اگر ہم اپنے اِیمان کی وجہ سے مُصیبتوں اور تکلیفوں میں پھنس جائیں تو اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خدا ہم سے ناراض ہے یا اُس نے ہمیں اکیلا چھوڑ دیا ہے۔ پَولس رسول لکھتا ہے، ”کون ہم کو مسیح کی محبت سے جُدا کرے گا؟ مُصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگا پن یا خطرہ یا تلوار؟ چنانچہ لکھا ہے کہ ہم تیری خاطر دِن بھر جان سے

مارے جاتے ہیں۔ ہم تو ذبح ہونے والی بھیڑوں کے برابر گنے گئے۔ مگر اُن سب حالتوں میں اُس کے وسیلہ سے جس نے ہم سے محبت کی ہم کو فتح سے بھی بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ خدا کی جو محبت ہمارے خداوند مسیح یسوع میں ہے اُس سے ہم کو نہ موت جُدا کر سکے گی نہ زندگی، نہ فرشتے نہ حکومتیں، نہ حال کی نہ اِستقبال کی چیزیں، نہ قدرت، نہ بلندی نہ پستی، نہ کوئی اَور مخلوق۔'' (رومیوں ۸:۳۵-۳۹)

اگر خدا کی محبت سے ہمیں کوئی جُدا نہیں کر سکتا، اور اگر خدا اُن کی تعریف کرتا اور خوش ہوتا ہے جو اِیمان میں ثابت قدم ہیں تو پھر اُن کو اِسقدر دُکھ تکلیف کیوں سہنے دیتا ہے؟ ایک وجہ جس کے بارے میں ہم اگلے باب میں پڑھیں گے یہ ہے کہ وہ ہمیں تربیت دیتا ہے تاکہ ہم راستبازی اور امن کی فصل کاٹ سکیں۔ لازم ہے کہ ہم اِس سچائی کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ خدا ہم سے محبت رکھتا ہے خواہ اُس کا اثر ہمیں ہر وقت نظر آئے یا نہیں۔

اپنے موجودہ حالات سے آگے دیکھنا ہی اُنہیں جو اِیمان کی وسیلہ سے بڑے بڑے معجزانہ کام کرتے ہیں اور اُنہیں جو دُکھ تکلیف، ظلم و اذیت اُٹھاتے ہیں، قابلیت و اہلیت بخشتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اُوپر دیئے گئے حوالہ میں پڑھا کہ ''رہائی منظور نہ کی تاکہ اُن کو بہتر قیامت نصیب ہو'' خدا نے اپنے بندوں کے ساتھ جن چیزوں کا وعدہ کِیا وہ اِس زندگی کی چیزوں سے کہیں اعلیٰ و افضل ہیں۔

آیت ۳۳ میں اِیمان سے بھرپور لوگوں کے بارے میں لکھا ہے، ’’وعدہ کی ہوئی چیزوں کو حاصل کِیا‘‘ مگر آیت ۳۹ کہتی ہے، ’’اُنہیں وعدہ کی ہوئی چیز نہ مِلی‘‘۔ کیا اِن دونوں باتوں میں تضاد و فرق تو نہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ اُنہوں نے خدا کے وعدے کے مطابق زمینی فتوحات اور برکات تو حاصل کِیں مگر اِن سے کہیں بڑھ کر اعلیٰ، افضل اور عظیم تر وعدہ کی ہوئی آسمانی مُلک کی ابدی چیزوں سے محروم رہے۔ خدا کے یہ وعدے ابھی پورے ہونے ہیں اور صرف وہی لوگ اِن وعدوں کے حقدار ہوں گے جو دِل و جان سے مسیح کی پیروی کر کے نیک و کامِل زندگی بسر کریں گے۔ وہ اِس لئے آسمانی مُلک کی ابدی چیزوں کے حقدار ہوں گے کیونکہ اُنہوں نے خدا کے وعدوں کی تکمیل کو اپنے اِیمان کی آنکھوں سے دیکھا۔

آج ہمارے پاس بھی ایک قیمتی موقع ہے کہ ہم بھی خدا کے اُن وعدوں میں شامل ہو سکتے ہیں جو صِدیوں پہلے اِیمان سے بھرپور لوگوں کے ساتھ کِئے گئے۔ کیا ہمارا اِیمان بھی اُن کی طرح مضبوط ہے؟ خدا کے نیک و راستباز بندوں کے بھرپور اِیمان کا ذکر سُن کر اور اُن کی بے مثال زندگی کو دیکھتے ہوئے ہمارا جواب کیا ہو گا؟

ستائیسواں باب

ہمارے فائِدہ کے لئے

(عِبرانیوں ۱۲: ۱-۱۳)

بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب مسیح کے اُن پیروکاروں کا ذکر کرتی ہے جو اپنے اِیمان کی وجہ سے دُکھ تکلیف اور ظلم و اذیت سہہ رہے تھے۔ ۱۱ باب میں خاص طور پر وضاحت کی گئی کہ خدا کے ساتھ ابدی وفاداری کے لئے کِن کِن مُشکلوں اور مُصیبتوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ذرا سوچیئے کہ اگر پُرانے عہد کے لوگوں کو اپنے اِیمان کی خاطر اِسقدر ظلم وستم برداشت کرنا پڑتا تھا تو حیرت کی بات نہیں کہ آج مسیح کے پیروکار اُسی طرح کی اذیت و مُصیبت سے نہ گزریں۔

جب ہم دُکھ مُصیبت سہہ رہے ہوتے ہیں تو ہمیں اِس حقیقت سے تقویت و حوصلہ ملنا چاہیے کہ جو ہم سے پہلے گزر گئے اُنہوں نے بھی ہماری طرح تکلیفیں اور مُصیبتیں برداشت کِیں اور اُن پر بھرپور غلبہ پایا۔ عبرانیوں کی کتاب اُن کو ایک تماشائی کے طور پر پیش کرتی ہے کہ وہ ہمیں ایک وسیع کھیل کے میدان میں دوڑتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ جس طرح وہ دوڑے اور جیت گئے ہم بھی اُن کے نقشِ قدم پر چل کر یہ دوڑ جیت سکتے ہیں۔ ۱۲ باب، اُس کی ۱ سے تین آیت میں لکھا ہے، ”پس جب کہ گواہوں کا ایسا بڑا بادل ہمیں

گھیرے ہوئے ہے تو آؤ ہم بھی ہر ایک بوجھ اور اُس گناہ کو جو ہمیں آسانی سے اُلجھا لیتا ہے دُور کر کے اُس دوڑ میں صبر سے دوڑیں جو ہمیں درپیش ہے۔ اور اِیمان کے بانی اور کامِل کرنے والے یسوع کو تکتے رہیں جس نے اُس خوشی کے لئے جو اُس کی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پروا نہ کر کے صلیب کا دُکھ سہا اور خدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا۔ پس اُس پر غور کرو جس نے اپنے حق میں بُرائی کرنے والے گنہگاروں کی اِس قدر مُخالفت کی برداشت کی تاکہ تم بے دِل ہو کر ہمت نہ ہارو۔" (عبرانیوں ۱۲:۱۔۳)

اَب سوال یہ ہے کہ ہم سے پہلے کے اِیمان دار لوگ کیسے اپنی تکلیفوں اور مُصیبتوں پر غلبہ پا سکے؟ اِس سوال کا جواب دو حِصوں میں ہے۔ ۱۱ باب میں اِس بارے میں لکھا ہے کہ اُنہوں نے خدا کے حکم کی تابعداری کے لئے اپنے پُرانے طرزِ زندگی کو خیرباد کہہ دیا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اُن تمام رکاوٹوں اور بندِشوں کو پَرے پھینک دیں جو ہمیں خدا کے حکم کی بجاآوری کرنے سے رُوک رہی ہیں۔ دوسرا یہ کہ اُنہوں نے ہمیشہ خدا کے وعدوں کو یاد رکھا۔ اُنہوں نے اُس پر مکمل یقین و بھروسہ کِیا اور اِیمان کی آنکھ سے وعدوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔

ہمارے سامنے سب سے بڑی مثال مسیح یسوع کی ہے۔ اُس نے صلیب کی اِذیت و تکلیف سہی تاکہ آنے والی خوشی و آرام کو حاصل کر سکے۔ ہم بھی اِذیتوں اور مُصیبتوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں اگر مسیح پر اپنی نظریں جمائیں رکھیں اور اُن وعدوں کو یاد رکھیں جو اُس میں پورے ہونے والے ہیں۔

مگر اَب سوال یہ اُبھرتا ہے کہ ہم تکلیفوں، مُصیبتوں اور دُکھوں سے کیوں گزریں؟ مسیح میں ہمارا اِیمان تکلیفیں اور مُصیبتیں کیوں کھڑی کرتا ہے؟ کیا اِس کا کوئی مقصد ہے؟ آیت ۴ سے ۱۳ میں اِس کی یوں وضاحت کی گئی ہے، ''تم نے گناہ سے لڑنے میں اَب تک ایسا مقابلہ نہیں کِیا جس میں خون بہا ہو۔ اور تم اُس نصیحت کو بھول گئے جو تمہیں فرزندوں کی طرح کی جاتی ہے کہ، اَے میرے بیٹے! خداوند کی تنبیہ کو ناچیز نہ جان اور جب وہ تجھے ملامت کرے تو بیدِل نہ ہو، کیونکہ جس سے خداوند محبت رکھتا ہے اُسے تنبیہ بھی کرتا ہے اور جس کو بیٹا بنا لیتا ہے اُس کے کوڑے بھی لگاتا ہے۔ تم جو کچھ دُکھ سہتے ہو وہ تمہاری تربیت کے لئے ہے۔ خدا فرزند جان کر تمہارے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ وہ کونسا بیٹا ہے جِسے باپ تنبیہ نہیں کرتا؟ اور اگر تمہیں وہ تنبیہ نہ کی گئی جس میں سب شریک ہیں تو تم حرامزادے ٹھہرے نہ کہ بیٹے۔ علاوہ اِس کے جب ہمارے جسمانی باپ ہمیں تنبیہ کرتے تھے اور ہم اُن کی تعظیم کرتے رہے تو کیا رُوحوں کے باپ کی اِس سے زیادہ تابعداری نہ کریں جس سے ہم زندہ ہیں؟ وہ تو تھوڑے دِنوں کے واسطے اپنی سمجھ کے مُوافق تنبیہ کرتے تھے مگر یہ ہمارے فائدہ کے لئے کرتا ہے تاکہ ہم بھی اُس کی پاکیزگی میں شامل ہو جائیں۔ اور بِالفعل ہر قِسم کی تنبیہ خوشی کا نہیں بلکہ غم کا باعث معلوم ہوتی ہے مگر جو اُس کو سہتے سہتے پختہ ہو گئے ہیں اُن کو بعد میں چین کے ساتھ راستبازی کا پھل بخشتی ہے۔ پس ڈھیلے ہاتھوں اور سُست گھٹنوں کو دُرست کرو اور اپنے پاؤں کے لئے سیدھے راستے بناؤ تاکہ لنگڑا بے راہ نہ ہو بلکہ شِفا پائے۔'' (عبرانیوں ۱۲:۴-۱۳)

اِس حوالے کی روشنی میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ تکلیف و مُصیبت اُٹھانے کے کم سے کم چار فائدے ہیں۔ مسیح پر اِیمان رکھنے کی وجہ سے ظلم و اِذیت سہنے کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ ہم خدا کے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ہم مسیح کی پیروی نہ کریں تو پھر اُس کے لئے ہمیں دُکھ تکلیف اور مُصیبت و اِذیت بھی نہیں سہنا ہے۔ اور اگر ہم نے کبھی مسیح کی خاطر دُکھ تکلیف برداشت نہیں کِیا، اگر ہمیں اپنے اِیمان کی وجہ سے تربیت کا تجربہ نہیں تو اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ ہم اِیمان کے دائرہ کار یا خاندان میں سے نہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہمارا مسیح سے کوئی تعلق واسطہ نہیں۔

کبھی ایسا بھی لگتا ہے کہ خدا کے گھرانے سے تعلق کی وجہ سے نظم و ضبط کی جس تربیت سے گزر رہے ہوتے ہیں کافی سخت اور حد سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اِس کا ایک مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ ہم خدا کی قدُوسیت و الُوہیت میں شریک ہوسکیں۔ ہم میں سے کسی کو زیادہ تربیت کی ضرورت ہو گی اور کچھ کو تربیت و اِصلاح کے لئے شائد دوسروں سے زیادہ سخت آزمائشوں اور تکلیفوں سے گزرنا پڑے۔ پطرس رسول اُن آزمائشوں اور دُکھوں کا ذکر کرتا ہے جو ایک مسیحی کی زندگی میں آتی ہیں، ''اور یہ اِس لئے ہے کہ تمہارا آزمایا ہُوا اِیمان جو آگ سے آزمائے ہوئے فانی سونے سے بھی بہت ہی بیش قیمت ہے یسوع مسیح کے ظہور کے وقت تعریف اور جلال اور عزت کا باعث ٹھہرے۔'' (۱-پطرس ۱:۷)

جس طرح مسیح نے خوشی و جلال پانے کے لئے صلیب کی لعنتی موت سہی، اُسی طرح ہمارے لئے بھی لازم ہے کہ دُکھ، تکلیف و اِذیت برداشت

کریں تاکہ تعریف، جلال اور عزت پائیں۔ دُنیا کی تکلیفیں اور مُصیبتیں ایک ایسی آگ کا کام کرتی ہیں جو ہمارے اندر سے تمام گندگی اور برائی نکال کر پاک صاف کر دیتی ہے جس طرح ایک سُنار ہیرے کو تراش کر خوبصورت زیور میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اور جب تک ہم اِس تکلیف دہ مرحلے سے نہیں گزریں گے تب تک خدا کے ہاں سے تعریف، جلال اور عزت نہیں پا سکیں گے۔

مسیح پر اپنے بھرپور اِیمان کی وجہ سے دُکھ تکلیف سہنے کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اِس سے راستبازی، امن و صُلح کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ ہر فعل کے کچھ نتائج ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی بچے کو پڑھنے لکھنے کے بارے میں بتایا نہیں گیا یا اُس کو محنت نہیں کروائی گئی تو اُس کو اسکول کا کام کرنے میں مشکل پیش آئے گی اور وہ اِمتحان میں اچھے نمبر نہیں لے سکے گا۔ اِسی طرح اگر کسی بچے کو لوگوں سے ملنے جُلنے نہیں دیا جائے گا تو وہ دعوت یا کسی پروگرام میں جانے سے یا تو گریز کرے گا یا شرمساری محسوس کرے گا۔ اُس کو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ کب کیسے اور کیا کرنا ہے۔ ایک مُناسب رویہ و سلوک کے لئے باقاعدہ تربیت اور نظم و ضبط کی ضرورت ہوتی ہے اور بار بار کرنے کی عادت ڈالنے سے مطلوبہ رویہ و سلوک ہمارے اندر جڑ پکڑ لے گا۔

کچھ ایسا ہی رُوحانی باتوں کے بارے میں بھی ہے۔ راستباز اور پُرامن زندگی بسر کرنا قدرتی یا طبعی طور پر نہیں ہوتا بلکہ اِس کے لئے نظم و ضبط و تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمت، کوشش اور عزم و اِرادے ہی سے ہم اپنے آپ کو دُرست کر سکتے ہیں۔ ہاں، تربیت و تنبیہ سے وقتی طور پر تکلیف و مشکل تو ہوتی

ہے مگر اِس کے نتائج ہمارے لئے فائدہ مند ہوں گے۔ اگر ہم اِس جہان میں نظم و ضبط و تربیت سے گزریں گے تو اگلے جہان میں راستباز و پاک خدا کے سامنے کبھی شرمندہ کھڑے نہیں ہوں گے۔

مسیح کی خاطر دُکھ تکلیف اُٹھانے کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اِس سے شِفا ملتی ہے۔ خدا کبھی نہیں چاہتا کہ دُکھ تکلیف اور اِذیت سہتے سہتے ہم تباہ و برباد ہو جائیں بلکہ جس طرح ایک ڈاکٹر اپنے مریض کا آپریشن کرتا ہے تاکہ وہ شِفا پا جائے، اِسی طرح خدا ہماری زندگی میں تکلیفیں، پریشانیاں اور مُصیبتیں آنے دیتا ہے تاکہ ہمارے اندر سے رُوحانی بیماریوں کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دے۔

دُنیاوی باپ اپنے بچوں کی اپنی عقل و سوچ کے مطابق بہتر سے بہتر تربیت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی کبھی وہ نامُناسب طریقہ بھی اِستعمال کرتے ہیں کیونکہ وہ حقائق سے واقف نہیں ہوتے اور غصہ و جبر سے کام لیتے ہیں۔ مگر ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ جب ہمارا آسمانی باپ یعنی خدا ہماری تربیت کرتا ہے تو وہ ہمیشہ ہماری فلاح و بہبود اور فائدہ ہی کے لئے ہوتی ہے۔ اَب سوال یہ ہے کہ کیا ہمارا اِتنا اِیمان ہے کہ اُس کے نظم و ضبط و تربیت کو قبول کر سکیں؟

اٹھائیسواں باب

اِنکار نہ کرنا

(عِبرانیوں ۱۲: ۱۴-۲۹)

اپنے اِیمان کے سبب سے تکلیفیں اور مُصیبتیں اُٹھانے سے ہمارا حوصلہ آسانی سے پست ہو سکتا ہے۔ اِسی لئے بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب ہمیں سِکھاتی ہے کہ مسیح کے پیروکاروں کو خدا اِذیت و دُکھ سے گزرنے دیتا ہے تاکہ وہ اُن کی تربیت کرے۔ زندگی میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو صرف مُشکلوں اور تکلیفوں میں ہی سیکھی جا سکتی ہیں۔ خدا کا مقصد ہمیں تباہ و برباد کرنا نہیں، بلکہ ہر اُس بُرائی سے پاک کرنا ہے جو ہمیں ابدی گھر یعنی آسمان پر خدا کے پاس جانے سے رُوک سکتی ہے۔ جب دُکھ مُصیبت ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں تو ہم پر ہے کہ خدا جو سبق سِکھانا چاہتا ہے اُسے رَد کر دیں یا خدا کی مرضی اور اِرادہ سمجھ کر قبول کریں۔

۱۲ باب، اُس کی ۱۴ سے ۱۷ آیت میں تین وجوہات کا ذِکر ہے جب ہمیں اپنے لئے اِنتخاب کرنا ہے، ”سب کے ساتھ میل مِلاپ رکھنے اور اُس پاکیزگی کے طالب رہو جس کے بغیر کوئی خداوند کو نہ دیکھے گا۔ غور سے دیکھتے رہو کہ کوئی شخص خدا کے فضل سے محروم نہ رہ جائے، ایسا نہ ہو کہ کوئی کڑوی جڑ پُھوٹ کر تمہیں دُکھ دے اور اُس کے سبب سے اکثر لوگ ناپاک ہو جائیں۔ اور

نہ کوئی حرامکار یا عیسو کی طرح بے دین ہو جس نے ایک وقت کے کھانے کے عِوض اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق بیچ ڈالا، کیونکہ تم جانتے ہو کہ اِس کے بعد جب اُس نے برکت کا وارث ہونا چاہا تو منظور نہ ہُوا۔ چنانچہ اُس کو نیت کی تبدیلی کا موقع نہ مِلا گو اُس نے آنسو بہا بہا کر اُس کی بڑی تلاش کی۔" (عبرانیوں ۱۲: ۱۴-۱۷)

مسیح کے پیروکار کسی سے لڑائی جھگڑا اور بحث مباحثہ نہیں کرنا چاہتے۔ جب اِنسان پر تکلیف، مُصیبت اور ظلم و ستم برپا ہو رہا ہوتا ہے تو قدرتی بات ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ جلد از جلد اِس سے چھٹکارا پائے خواہ اُس کو اپنی اخلاقی حیثیت پر ہی سمجھوتہ کیوں نہ کرنا پڑے۔ یہ حوالہ ہمیں یاد کرواتا ہے کہ ہم خدائے بزرگ و برتر کے سامنے پاکیزگی کے بغیر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ ہم پہلے ہی پڑھ چُکے ہیں کہ پاکیزگی و راستبازی حاصِل کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے یعنی مسیح کی قربانی جو اُس نے ہماری خاطر ادا کی۔ روحانی پاکیزگی ہی کی بُنیاد پر ہم خدا اور اُس کے بندوں کے ساتھ امن و صُلح قائم کر سکتے ہیں۔ اگر خدا کی پاکیزگی کو رَد کر کے لوگوں کے ساتھ امن و صُلح کرنے کی کوشش کریں تو ہم کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ ہم خدا کے ساتھ اپنے تعلق و رشتہ کو تباہ و برباد کر دیں گے۔

ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تکلیف و مُصیبت دیکھ کر تلخ و تُند مِزاج ہو جائیں اور خدا پر اِلزام تراشی شروع کر دیں اور یہ بھول جائیں کہ خدا کا فضل ہمیں آزمائش کی مشکل گھڑی سے نکال سکتا ہے۔ تلخی و تُند مِزاجی اور غصہ

ہمارے حالات کو بہتر نہیں کر سکتا بلکہ اَور بدتر بنا سکتا ہے۔ اِس سے نہ صرف ہماری اپنی رُوح مجرُوح و زخمی ہو گی بلکہ دوسرے بھی ہمارے تلخ و تُند رویہ کے شکار ہوں گے۔

تکلیف و مُصیبت کے وقت تربیت و نظم و ضبط کی حالت میں ہمارا تیسرا ردِعمل یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے اندر باطنی و حقیقی تبدیلیاں لانے کی بجائے خدا کی برکات حاصل کرنے کی فکر میں پڑ جائیں حالانکہ اندرونی تبدیلی کے بغیر ہم خدا کی برکات کے حقدار نہیں ٹھہر سکتے۔ ہم فوراً یعنی اِسی وقت آسائشیں اور دُنیا کا مال و دولت حاصِل کرنا چاہتے ہیں اور خدا کے وعدوں پر یقین و بھروسہ کرنا نہیں چاہتے جو مُستقبل میں پورے ہونے والے ہیں۔ ہم عیسو کی طرح حقیقی توبہ نہیں بلکہ بس محض غم کرتے ہیں۔ عیسو کا غم اپنے فعل و عمل کا نتیجہ تھا، اِس کے برعکس سچی اور حقیقی توبہ اگر ہم گزرے ہوئے وقت کو واپس لا سکیں تو غلط کام ہی نہیں کرنے دے گی۔

مسیح کی خاطر تکلیف، مُصیبت و دُکھ سہنے کی اَور وجوہات بھی ہیں۔ اِس باب کے باقی حِصہ میں عبرانیوں کی کتاب پُرانی اور نئی طبیعت کے فرق کو نمایاں کرتے ہوئے کہتی ہے، ''تم اُس پہاڑ کے پاس نہیں آئے جس کو چُھونا ممکن تھا اور وہ آگ سے جلتا تھا اور اُس پر کالی گھٹا اور تاریکی اور طوفان، اور نرسنگے کا شور اور کلام کرنے والے کی ایسی آواز تھی جس کے سُننے والوں نے درخواست کی کہ ہم سے اَور کلام نہ کِیا جائے، کیونکہ وہ اِس حکم کی برداشت نہ کر سکے کہ اگر کوئی جانور بھی اُس پہاڑ کو چُھوئے تو سنگسار کِیا جائے۔ اور وہ نظارہ ایسا ڈراؤنا

تھا کہ موسیٰ نے کہا مَیں نہایت ڈرتا اور کانپتا ہوں بلکہ تم صِیون کے پہاڑ اور زندہ خدا کے شہر یعنی آسمانی یروشلیم کے پاس اور لاکھوں فرشتوں اور اُن پہلوٹھوں کی عام جماعت یعنی کلیسیا جن کے نام آسمان پر لکھے ہیں، اور سب کے مُنصِف خدا اور کامِل کِئے ہوئے راستبازوں کی رُوحوں، اور نئے عہد کے درمیانی یسوع اور چھڑکاؤ کے اُس خون کے پاس آئے ہو جو ہابِل کے خون کی نسبت بہتر باتیں کہتا ہے۔ خبردار! اُس کہنے والے کا اِنکار نہ کرنا کیونکہ جب وہ لوگ زمین پر ہدایت کرنے والے کا اِنکار کر کے نہ بچ سکے تو ہم آسمان پر کے ہدایت کرنے والے سے منہ موڑ کر کیونکر بچ سکیں گے؟ اُس کی آواز نے اُس وقت تو زمین کو ہِلا دیا مگر اَب اُس نے یہ وعدہ کِیا ہے کہ ایک بار پھر مَیں فقط زمین ہی کو نہیں بلکہ آسمان کو بھی ہِلا دوں گا۔ اور یہ عبارت کہ ایک بار پھر اِس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ جو چیزیں ہِلا دی جاتی ہیں مخلوق ہونے کے باعث ٹل جائیں گی تاکہ بے ہِلی چیزیں قائم رہیں۔ پس ہم وہ بادشاہی پا کر جو ہِلنے کی نہیں اُس فضل کو ہاتھ سے نہ دیں جس کے سبب سے پسندیدہ طور پر خدا کی عبادت خدا ترسی اور خوف کے ساتھ کریں، کیونکہ ہمارا خدا بھسم کرنے والی آگ ہے۔“ (عبرانیوں ۱۲:۱۸-۲۹)

اِس حوالے سے واضح ہوتا ہے کہ پُرانا عہد جو کوہِ سِینا پر دیا گیا خوف و ڈر پیدا کرتا ہے۔ لوگ خدا کی آواز سُن کر اپنے آپ پر قابو نہیں پا سکتے تھے۔ وہ اُس سزا سے خوف زدہ تھے جو خدا کے حکم کی نافرمانی کرنے کے سبب سے اُن پر آن پڑی تھی بلکہ وہ پہاڑ کو بھی نہیں چھُو سکتے تھے۔

اِس کے برعکس نئے عہد کی برکات جو صِیون کے پہاڑ سے صادِر ہوئیں خوشی و کامرانی کا سبب بنی۔ ہم خدا کے پاس اپنے گناہوں کی سزا یا عدالت کی توقع کے ساتھ نہیں بلکہ مسیح کے خون سے پاک و راستباز کِئے گئے خدا کے چُنے ہوئے بندوں کی طرح آتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں کسی بھی قِسم کا ڈر خوف نہیں۔ ہمارے نام آسمان پر لکھے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم مسیح کی خاطر ہر دُکھ، ہر تکلیف سہنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

مگر نئے عہد کی برکات کے ساتھ ہمیں خبردار بھی کِیا گیا ہے۔ خدا نے ہمیں آزادی دے رکھی ہے اپنے لئے اپنی خواہش کے مطابق جو چاہیں چُنیں۔ ہم خدا کی روحانی پیشکش کا اِنکار بھی کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے پُرانے عہد کے تحت خدا کا اِنکار کِیا وہ اُس سے بچ نہیں سکے بلکہ نئے عہد کے تحت خدا کا اِنکار کرنے والوں کے لئے بچنے کی گنجائش تھی ہی نہیں۔ اِس کائنات کی تخلیق کے ساتھ ہر چیز تباہ و برباد ہو سکتی ہے اور ہو جائے گی۔ صرف وہ تباہ و برباد نہیں ہو سکتا جو قائم و دائم رہے گا۔ جنہوں نے خدا کی پیشکش کو خوشی سے قبول کِیا صرف وہی لوگ نئے عہد میں شامِل ہو کر وعدہ کے مطابق نئے آسمان اور زمین سے لطف اندوز ہوں گے۔ یہ ایک اَور وجہ ہے مسیح پر اِیمان کی خاطر دُکھ تکلیف، مُصیبتیں اور اِذیتیں اُٹھانے کی۔ اور یہی وہ لوگ ہوں گے جو زمین پر آنے والی آفات و تباہی سے بچ نکلیں گے۔

اگرچہ زمین تباہ و برباد ہو جائے گی، مگر آسمان کی بادشاہی جس کا خدا نے مسیح کی پیروی کرنے والوں سے وعدہ کِیا ہے اَبد تک قائم رہے گی۔ یہ کبھی

نیست و نابود نہ ہو گی۔ یہ وہ بادشاہی ہے جس کو کوئی فتح نہیں کر سکتا، جیسا کہ ہم نے پہلے باب کی ۸ آیت میں دیکھا کہ "...بیٹے کی بابت کہتا ہے کہ اَے خدا تیرا تخت ابدُلاباد رہے گا۔" اور پولس رسول ہمیں یقین دِلاتا ہے کہ "اگر ہم دُکھ سہیں گے تو اُس کے ساتھ بادشاہی بھی کریں گے۔" (۲۔تیمتھیس ۲: ۱۲)

اِن حقائق کی روشنی میں ہمارا جواب کیا ہونا چاہیے؟ یہ خدا کی ہم گناہگاروں پر ایک بہت بڑی مہربانی، شفقت، رحم و بخشش ہے کہ وہ جو خود پاک اور جلالی خدا ہے ہم ناچیز اِنسانوں کو اپنے ساتھ ٹوٹا ہُوا رشتہ بحال کرنے کا موقع فراہم کر رہا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اُس کی حمد و تمجید کرتے ہوئے اُس کے حضُور عاجزی و اِنکساری سے جھک جائیں۔

اُنتیسواں باب

عہد میں زندگی

(عِبرانیوں ۱۳:۱-۱۶)

مسیح کا پیروکار بننے سے ہم نئے عہد میں شامِل ہوتے اور خدا کے ساتھ اپنا رشتہ بحال کر لیتے ہیں۔ عہد وہ رشتہ ہے جو دو فریقوں کو باہمی محبت و یگانگت کے بندھن میں جکڑ دیتا ہے کہ وہ اپنا نہیں بلکہ ایک دوسرے کا فائدہ سوچتے ہیں۔

ہمارا خدا کے ساتھ رشتہ نہ صرف خدا بلکہ عہد میں شامل دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلقات پر بھی اثرانداز ہوتا ہے۔ بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کے ۱۳ باب کی ۱ سے ۴ آیت میں اِسی تعلق و رشتہ کے بارے میں یاد دِلایا گیا ہے، ”برادرانہ محبت قائم رہے۔ مُسافرپروری سے غافل نہ رہو کیونکہ اِسی کی وجہ سے بعض نے بے خبری میں فرشتوں کی مہمانداری کی ہے۔ قیدیوں کو اِس طرح یاد رکھو کہ گویا تم اُن کے ساتھ قید ہو اور جن کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے اُن کو بھی یہ سمجھ کر یاد رکھو کہ ہم بھی جسم رکھتے ہیں۔ بیاہ کرنا سب میں عزت کی بات سمجھی جائے اور بستر بے داغ رہے کیونکہ خدا حرامکاروں اور زانیوں کی عدالت کرے گا۔“ (عبرانیوں ۱۳:۱-۴)

یہ حوالہ ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ اگر خدا عہد کے رشتہ کے سبب سے ہمیں اپنے بچے سمجھتا ہے تو عہد میں شامل دوسرے لوگ بھی خدا کے بچے ہیں۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ ایک خاندان میں شامل بچے ایک دوسرے کا خیال رکھیں۔ ہمیں چاہیے کہ مسیح میں شامل اپنے اِیمان دار بہن بھائیوں کے ساتھ ایسے ہی برتاؤ کریں جیسے وہ ہمارے جسمانی رشتہ دار ہیں۔

ہماری یہ باہمی محبت و یگانگت صرف ہمارے رُوحانی خاندان کے لوگوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اُن کے ساتھ بھی جن کو ہم ذاتی طور پر جانتے ہیں، ہمیں اُن کے ساتھ بھی ویسے ہی پیار محبت و فکر و احساس کا برتاؤ کرنا چاہیے جن کو ہم جانتے بھی نہیں۔ اگر ہمیں یہ خبر ہو کہ اچانک ہمارے سامنے فرشتہ کھڑا ہے تو ظاہر ہے کہ ہم اُس کی دِل و جان سے مہمانداری کرنے میں جھجک محسوس نہیں کریں گے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے باب کی ۱۴ آیت میں پڑھا کہ فرشتے خدا کا پیغام پہُنچانے اور مسیح کے پیروکاروں کی خدمت کے لئے وقف ہیں۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ ہم نے کسی انجان کی مہمان نوازی کرنے سے اِنکار کر دیا ہو اور یوں خدا کی طرف سے مدد سے ہاتھ دھو بیٹھے ہوں؟

خدا کے گھرانے میں شامِل ہونے کی ایک اَور ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنے اُن بہن بھائیوں کی دیکھ بھال و مدد کریں جو مسیح میں دُکھ تکلیف اور اذیت سہہ رہے ہیں۔ مسیح کے پیروکاروں کے خلاف اذیت و ظلم کسی بھی وقت اور کہیں بھی برپا ہو سکتا ہے۔ لہذا جب ہم اُن کی مُصیبت و تکلیف میں مدد کریں گے تو

ممکن ہے کہ ایک دِن جب ہم اُن کی طرح ظلم ستم اُٹھا رہے ہوں تو وہ ہماری مدد کو آئیں۔

پاک کلام شادی کو خدا کے ساتھ تعلق و رشتہ کو ایک اِستعارہ کے طور پر اِستعمال کرتا ہے، اور بُت پرستی کو حرامکاری کے برابر جانتا ہے۔ اِسی لئے نہائت ضروری ہے کہ ہم اپنے شادی کے رشتے کو بالکل پاک صاف رکھیں۔ اگر بیوی اپنے شوہر سے اور شوہر اپنی بیوی سے وفادار نہیں ہیں تو وہ خدا کے ساتھ وفادار بھی نہیں۔ لہٰذا عدالت کے دِن وہ سزا سے ہرگز چھٹکارا نہ پائیں گے۔

کچھ لوگ اِس ڈر خوف میں مُبتلا رہتے ہیں کہ مُستقبل میں اُن کے ساتھ کیا ہو گا۔ کیا بڑھاپے میں اُن کے پاس ضروریاتِ زندگی کی چیزیں خریدنے کے لئے پیسہ ہوں گے؟ اور کچھ ایسے ہیں جن کو اپنے موجودہ حالات سے تسلی نہیں۔ آیت ۵ اور ۶ اِن دونوں صورتوں کی وضاحت کرتی ہے، ''زر کی دوستی سے خالی رہو اور جو تمہارے پاس ہے اُسی پر قناعت کرو کیونکہ اُس نے خود فرمایا ہے کہ مَیں تجھ سے ہرگز دَست بردار نہ ہوں گا اور کبھی تجھے نہ چھوڑوں گا۔ اِس واسطے ہم دلیری کے ساتھ کہتے ہیں کہ خداوند میرا مددگار ہے۔ مَیں خوف نہ کروں گا۔ اِنسان میرا کیا کرے گا؟'' (عبرانیوں ۱۳:۵-۶)

جیسا کہ پہلے بیان کِیا گیا ہے کہ عہد میں شامِل سب لوگ ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں، مسیح کے پیروکار خدا کے ساتھ عہد میں شریک ہیں لہٰذا خدا کا وعدہ ہے کہ وہ اُن کی ضروریات کو پورا کرے گا۔ پطرس رسول لکھتا

ہے، ''کیونکہ اُس کی الٰہی قدرت نے وہ سب چیزیں جو زندگی اور دینداری سے مُتعلق ہیں ہمیں اُس کی پہچان کے وسیلہ سے عنایت کِیں...'' (۲-پطرس ۱:۳)

جب خدا ہمیں ہر چیز ہماری ضرورت کے مطابق مُہیا کرتا ہے تو پھر ہمیں اپنے مُستقبل کے بارے میں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ خدا وفادار ہے، وہ ہم سے منہ نہیں موڑے گا۔ ہمیں ہرگز پیسے کی خاطر اپنے اِیمان کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے۔

اِس کا ایک اَور رُخ بھی ہے۔ اگر خدا ہمیں ہماری ضرورت کے مطابق مُہیا کرتا ہے تو جو ہمیں دیا گیا ہے اُس پر ہی قناعت کرنا چاہیے۔ ہمیں اپنے دِلوں کو ہر طرح کے لالچ و ہَوس سے دُور رکھنا چاہیے اور اُس سے زیادہ کی توقع نہیں کرنی چاہیے جو خدا نے ہمیں دے رکھا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارا اِنعام اور وراثت اِس زندگی و دُنیا میں نہیں۔ اگر ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسیح کے پیروکار ہیں تو ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے خداوند نے ہماری خاطر کیا کیا برداشت کِیا۔ ہمیں اُس کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے۔ آیت ۷ سے ۱۴ میں لکھا ہے، ''جو تمہارے پیشوا تھے اور جنہوں نے تمہیں خدا کا کلام سُنایا اُنہیں یاد رکھو اور اُن کی زندگی کے انجام پر غور کر کے اُن جیسے اِیماندار ہو جاؤ۔ یسوع مسیح کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے۔ مُختلف اور بیگانہ تعلیم کے سبب سے بھٹکتے نہ پھرو کیونکہ فضل سے دِل کا مضبوط رہنا بہتر ہے نہ کہ اُن کھانوں سے جن کے اِستعمال کرنے والوں نے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ ہماری ایک ایسی قربان گاہ ہے جس میں سے خیمہ کی خدمت کرنے والوں کو کھانے کا اِختیار نہیں، کیونکہ جن

جانوروں کا خون سردار کاہن پاک مکان میں گناہ کے کفارہ کے واسطے لے جاتا ہے اُن کے جسم خیمہ گاہ کے باہر جلائے جاتے ہیں۔ اِسی لئے یسوع نے بھی اُمت کو خود اپنے خون سے پاک کرنے کے لئے دروازہ کے باہر دُکھ اُٹھایا۔ پس آؤ اُس کی ذلت کو اپنے اُوپر لئے ہوئے خیمہ گاہ سے باہر اُس کے پاس چلیں، کیونکہ یہاں ہمارا کوئی قائم رہنے والا شہر نہیں بلکہ ہم آنے والے شہر کی تلاش میں ہیں۔" (عبرانیوں ۱۳:۷-۱۴)

عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کی ایک بُنیادی و مرکزی تعلیم یہ ہے کہ خدا اپنے وعدے پورے کرے گا۔ تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھ لیجئے باِایمان لوگوں نے ہمیشہ خدا کی تابعداری کی اور دُکھ تکلیف و مُصیبت برداشت کی کیونکہ اُن کو خدا کی وفاداری و تابعداری پر مکمل اعتماد و بھروسہ تھا۔ ذرا سوچیئے کہ یہ دُنیا ہمیں کیا دے گی اُن برکات و نعمتوں کے مقابلے میں جن کا وعدہ خدا نے اپنے لوگوں سے کر رکھا ہے؟ اِس کے برعکس ہر قِسم کی اذیت و ظلم اور تکلیف و مُصیبت جو مسیح کی خاطر ہم برداشت کرتے ہیں، کچھ بھی نہیں اُس اِنعام کے مقابلہ میں جو خدا ہمیں ازلی آسمانی گھر میں دے گا۔

یہاں تک کہ مسیح یسوع نے بھی ہماری طرح دُکھ تکلیف اور اذیت و ظلم برداشت کِیا۔ کیا ہم اُس ہستی سے کم اذیت و ظلم اُٹھائیں جس نے ہمیں گناہوں کی سزا سے بچایا جو ہمارے قصوروں اور خطاؤں کے بدلہ ہمیں ملنا چاہیے تھی؟ مسیح نے ہمیں اُس سزا سے بچانے کے لئے اپنی معصوم جان قربان کر دی۔ کیا ہم اُس کی خاطر تھوڑی سی قربانی بھی نہیں دے سکتے؟ ۱۵ سے ۱۶ آیت میں لکھا

ہے، ''پس ہم اُس کے وسیلہ سے حمد کی قربانی یعنی اُن ہونٹوں کا پھل جو اُس کے نام کا اِقرار کرتے ہیں خدا کے لئے ہر وقت چڑھایا کریں۔ اور بھلائی اور سخاوت کرنا نہ بھُولو اِس لئے کہ خدا ایسی قربانیوں سے خوش ہوتا ہے۔'' (عبرانیوں ۱۳:۱۵۔۱۶)

خدا کے حضور سب سے بڑی قربانی اُس کی حمد، تمجید و ستائش میں ہے۔ لفظ ''اِقرار'' جو یہاں ترجمہ کِیا گیا ہے، اُس کا مطلب ہے، ''ایک ہی بات کہنا۔'' دوسرے لفظوں میں یہ کہ جب ہم خدا کے نام کا اِقرار کرتے ہیں تو ہم اُس کے لئے وہی بات کہتے ہیں جو وہ اپنے لئے کہتا ہے۔ ہم خدا کی سچی اور حقیقی طبیعت کو بیان کرتے ہیں۔

ہماری زندگیاں آپس میں باہمی میل مِلاپ رکھتی ہیں جب ہم اُس کا اِقرار کرتے ہیں۔ ہم نہ صرف خدا کی طبیعت کو اپنے اِقرار سے بیان کرتے ہیں بلکہ اپنے فعل و عمل سے بھی اُس کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جس طرح خدا ہم سے اچھائی کرتا ہے اُسی طرح ہمارا فرض بھی ہے کہ دوسروں کے ساتھ اچھائی و بھلائی کا سلوک کریں۔ جس طرح خدا ہمیں مُہیا کرتا ہے اُس طرح ہمارا فرض ہے کہ دوسروں کو بھی اپنی برکات میں شامل کریں۔ کیا ہماری زبان اور ہماری زندگی سے خدا کی حقیقی و سچی طبیعت نظر آتی ہے؟

تیسواں باب

ہر نیک بات میں کامِل

(عِبرانیوں ۱۳:۱۷-۲۵)

بائبل مقدس میں عبرانیوں کی اِلہامی کتاب خدا کے اُن وفادار بندوں کے نام لکھی گئی ہے جو مسیح پر اِیمان کی خاطر دُکھ تکلیف اور اذیت و ظلم برداشت کر رہے تھے۔ اُن میں کچھ کا اِیمان لڑکھڑا رہا تھا اور وہ موسوی شریعت کی طرف لوٹ جانا چاہتے تھے۔ عبرانیوں کی کتاب مسیح یسوع کی عظمت و بزرگی کو نمایاں کرتی ہے اور اُن بااِیمان لوگوں کی مثال پیش کرتی ہے جو ہم سے پہلے ہو گزرے۔ جس طرح وہ لوگ دُکھوں اور تکلیفوں میں خدا کے وفادار و تابعدار تھے، اُسی طرح ہمیں بھی مُصیبت و اذیت میں ثابت قدم رہنا ہے تاکہ خدا کے وعدوں سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں۔ ہمارا دُکھ اور تکلیف وعدے کی گئی برکات و اِنعامات کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں مگر شرط صرف یہ ہے کہ ہم ہر حال میں مسیح کے وفادار رہیں۔

ہم خدا کے وعدوں کے اِنتظار میں کیسے زندگی بسر کریں؟ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب اُس کا ۱۳ باب اور اُس کی ۱۷ سے ۲۱ آیت میں تین ہدایات ہیں جن سے ہمیں کافی مدد مِل سکتی ہے، ”اپنے پیشواؤں کے فرمانبردار اور تابع رہو کیونکہ وہ تمہاری رُوحوں کے فائدہ کے لئے اُن کی طرح جاگتے رہتے ہیں جنہیں

حِساب دینا پڑے گا تاکہ وہ خوشی سے یہ کام کریں نہ کہ رنج سے کیونکہ اِس صورت میں تمہیں کچھ فائدہ نہیں۔ ہمارے واسطے دُعا کرو کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ ہمارا دِل صاف ہے اور ہم ہر بات میں نیکی کے ساتھ زندگی گذارنا چاہتے ہیں۔ مَیں تمہیں یہ کام کرنے کی اِس لئے اَور بھی نصیحت کرتا ہوں کہ مَیں جلد تمہارے پاس پھر آنے پاؤں۔ اَب خدا اِطمینان کا چشمہ جو بھیڑوں کے بڑے چرواہے یعنی ہمارے خداوند یسوع کو ابدی عہد کے خون کے باعث مُردوں میں سے زندہ کر کے اُٹھا لایا، تم کو ہر نیک بات میں کامِل کرے تاکہ تم اُس کی مرضی پوری کرو اور جو کچھ اُس کے نزدیک پسندیدہ ہے یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم میں پیدا کرے جس کی تمجید ابدُ الآباد ہوتی رہے۔ آمین۔" (عبرانیوں ۱۳:۱۷-۲۱)

پہلی بات اِس حوالے سے یہ واضح ہوتی ہے کہ اپنے راہنماؤں کی تابعداری کریں۔ مگر کن راہنماؤں کی؟ دوسرے حوالاجات میں لکھا ہے کہ اپنی حکومتوں اور اِختیار والوں کے فرمانبردار رہو۔ مگر یہاں عبرانیوں کا مُصنف سیاسی، فوجی اور سماجی راہنماؤں کی طرف اِشارہ نہیں کر رہا بلکہ اُن راہنماؤں کی طرف جن کا ذکر وہ پہلے ہی آیت ۷ میں کر چکا ہے یعنی وہ جنہوں نے ہمیں خدا کا پاک کلام سِکھایا، ہمارے سامنے مسیحی اِیمان کی مثال قائم کی اور جو ہمارے رُوحانی چرواہے بن کر کام کرتے ہیں۔

ہم اپنے رُوحانی پیشواؤں کی تابعداری کیوں کریں؟ کیونکہ وہ ہماری بہتری یعنی فلاح و بہبود چاہتے ہیں۔ جب وہ ہمیں کچھ کرنے کو کہتے ہیں تو ہمارے ہی فائدہ کے لئے ہوتا ہے۔ اُن کا ہم پر اِختیار ہی نہیں بلکہ وہ ہمارے

ذمہ دار بھی ہیں۔ اُن کو ایک دِن جواب دینا ہے کہ اُنہوں نے ہماری کیسے دیکھ بھال کی۔ کیا ہم اُن کی راہنمائی میں خدا کے نزدیک ہوئے؟ کیا ہمارا اِیمان اَور زیادہ مضبوط ہُوا یا ہم اُن کی غیر مسیحی حرکتوں کی وجہ سے مسیح سے دُور ہو گئے؟

رُوحانی پیشواؤں کی تابعداری کرنے کی ایک اَور وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے کام میں خوشی محسوس کریں۔ ایک راہنما کے لئے اَور کیا خوشی کی بات ہو سکتی ہے؟ مسیح کے پیروکاروں کو مسیح میں پھلتے پھولتے دیکھنا اُس کی ذمہ داری ہے۔ یوحنا رسول لکھتا ہے، ''میرے لئے اِس سے بڑھ کر اَور کوئی خوشی نہیں کہ مَیں اپنے فرزندوں کو حق پر چلتے ہوئے سُنوں۔'' (۳-یوحنا ۱:۴)

اِس کے برعکس ہم اپنے روحانی پیشواؤں کے لئے دُکھ اور غم کا باعث بنیں گے اگر ہم مسیحی اِیمان میں ترقی نہ کریں۔ وہ جو اپنے اِیمان کو چھوڑنے کے خطرے سے دُوچار تھے، اُن کے بارے میں پولس رسول لکھتا ہے، ''مجھے تمہاری بابت ڈر ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ جو محنت مَیں نے تم پر کی ہے بے فائدہ جائے۔'' (گلتیوں ۴:۱۱) پھر وہ کہتا ہے، '' جی چاہتا ہے کہ اَب تمہارے پاس موجود ہو کر اَور طرح سے بولوں کیونکہ مجھے تمہاری طرف سے شبہ ہے۔'' (گلتیوں ۴:۲۰) ہمارے رُوحانی راہنما ہمارے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ کیا ہم اُن کے لئے خوشی کا سبب ہیں یا غم کا؟

دوسری ہدایت اِس حوالے میں یہ ہے کہ دُعا کریں۔ عبرانیوں کا مُصنف خاص طور پر درخواست کرتا ہے کہ میرے لئے دُعا کرو کہ تمہارے پاس آ پاؤں۔ اِس سے یوں لگتا ہے کہ اُس کے بس میں نہیں۔ کوئی نہ کوئی وجہ ہے

جس کے سبب سے وہ اپنے پیارے بہن بھائیوں کو ملنے نہیں جا سکتا۔ لیکن اُس کی درخواست کا ایک حصہ ایسا ہے جو سب پر لاگو آتا ہے۔ وہ سب لوگوں کو کہتا ہے کہ دُعا کرو، ''...ہم ہر بات میں نیکی کے ساتھ زندگی گذارنا چاہتے ہیں۔'' جب ہم مشکلوں اور مُصیبتوں سے گذر رہے ہوتے ہیں خاص طور پر جب ہم اپنے اِیمان کی خاطر اذیت وظلم سہہ رہے ہوتے ہیں تو عین ممکن ہے کہ اپنے معیار سے نیچے گِر جائیں اور وہ کام کریں جس سے ہمارے مسیح خداوند کے نام کو ٹھیس پہنچے۔ ہمیں دُعا کرنی چاہیے کہ ہم خواہ کیسے بھی حالات میں کیوں نہ ہوں وہ کام کریں جو خدا کو پسندیدہ ہے۔ یہ درخواست واضح کرتی ہے کہ ہم ایک دوسرے پر اِنحصار کرتے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کی دُعاؤں کی ضرورت ہے تاکہ مسیح کے لئے زندہ رہیں۔

عبرانیوں کا مُصنف نہ صرف دُعا کی درخواست کرتا ہے بلکہ وہ اُن کے لئے دُعا گو ہے جن کے نام اپنا یہ اِلہامی پیغام لکھ رہا ہے۔ اپنی دُعا میں وہ تیسری ہدایت کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ خدا تمہیں ہر نیک بات کرنے کی توفیق بخشے یا اِس کا ترجمہ یوں بھی کر سکتے ہیں کہ خدا تمہیں ہر نیک بات میں کامِل کرے۔ نیک بات یا کام کرنے کے لئے تیار ہونے یا کامِل ہونے کا کیا مقصد ہے؟ اِس کا مقصد یہ ہے کہ ہر حال میں خدا کی مرضی کو پورا کریں۔ شائد خدا ہمیں نیک بات یا کام کرنے کی توفیق دے مگر پھر بھی مُناسب ہے کہ ہم اُس کی مرضی کو پورا کریں۔ وہ ہم پر اپنی مرضی عیاں کر سکتا ہے مگر اپنی مرضی پوری کروانے کے لئے ہم سے زبردستی نہیں کرے گا۔ وہ ہمیں موقع دے

گا کہ ہم اُس کے ساتھ مِل کر اچھائی و بھلائی کریں۔ وہ ہمیں تبدیل کرے گا مگر پھر بھی ہمیں اُس کی خواہش کے مطابق کام کرنا ہے۔

اَب سوال یہ ہے کہ خدا ہمیں ہر بات میں کامِل کرنے کے لئے کیسے تیار کرتا ہے؟ مسیح کے خون کے وسیلہ سے۔ مسیح کی قربانی کے وسیلہ سے ہم خدا کے ساتھ عہد کے رشتہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اِس عہد میں شریک ہر فریق کو وہی کچھ کرنا ہے جو دوسروں کے لئے بہتر ہے۔ اِسی عہد کی وجہ سے خدا ہمیں ہر بات میں نیک اور کامِل کام کرنے کے لئے تیار کرتا ہے۔ عہد ہی کی وجہ سے ہم وہی کام کرتے ہیں جن سے خدا خوش ہوتا ہے۔ اکثر لوگ اچھائی صرف اِس لئے کرتے ہیں کہ لوگ اُن کو اچھا جانیں، مگر خدا کے عہد میں شامل لوگ مسیح کو جلال دینے کے لئے اچھے اور نیک کام کرتے ہیں۔ ہمیں ہر وقت یہ پوچھنے کی ضرورت ہے ”جلال کِس کو ملتا ہے؟“ اگر جلال و حشمت مسیح کو نہیں ملتا تو پھر ہمیں اپنے اندر جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کیوں کر رہے ہیں۔

عبرانیوں کا مُصنف اپنی اِلہامی کتاب کو اِن الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہے، ”اَے بھائیو! مَیں تم سے اِلتماس کرتا ہوں کہ اِس نصیحت کے کلام کی برداشت کرو کیونکہ مَیں نے تمہیں مُختصر طور پر لکھا ہے۔ تم کو واضح ہو کہ ہمارا بھائی تیمتھیس رِہا ہو گیا ہے۔ اگر وہ جلد آ گیا تو مَیں اُس کے ساتھ تم سے مِلوں گا۔ اپنے سب پیشواؤں اور سب مُقدسوں سے سلام کہو۔ اطالیہ والے تمہیں سلام کہتے ہیں۔ تم سب پر فضل ہوتا رہے۔ آمین۔“ (عبرانیوں ۱۳:۲۲-۲۵)

ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ عبرانیوں جیسی اِلہامی کتاب پڑھیں اور اُس کا مقصد نہ سمجھیں۔ دیکھنے میں یوں لگتا ہے کہ اپنے اِیمان سے ڈگمگانے والوں کو مُصنف بہت سخت ملامت کر رہا ہے حالانکہ اُس کا یہ اِرادہ ہرگز نہیں بلکہ وہ اُن کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔ پڑھنے والوں پر لعنت ملامت کر کے اُن کے بوجھ کو اَور بڑھانے کی بجائے اُن کے اِیمان کو پھر سے مضبوط و تازہ کرنا چاہتا ہے۔

عبرانیوں کا یہ خط چھوٹا سا ہے اور اِس کے موضوعات پر لکھ لکھ کے لائبریریوں کی لائبریریاں بھری ہوئی ہیں۔ گو الفاظ کم ہیں مگر اُن کا اثر دِل و دماغ کو ہِلا کے رکھ دیتا ہے۔

پڑھنے والوں کے لئے ایک اَور حوصلہ افزا یہ خبر ہے کہ تیمتھیس جیل سے رہا ہو گیا ہے۔ ہم اُس کی سزا کی تفصیل نہیں جانتے، مگر لگتا ہے کہ اُس پر مقدمہ چلانے کے لئے رُوم لے جایا گیا۔ ہم اِنجیل مُقدس میں دوسرے کئی مقامات پر پڑھتے ہیں کہ اُس نے کلیسیاؤں کی ترقی و پھیلاؤ کے لئے ایک بہت ہی اہم کردار ادا کِیا۔ یہ لوگوں کے لئے نہایت خوشی کی بات ہو گی کہ تیمتھیس جیل سے رہا ہو کر پھر سے کلیسیاؤں میں مسیحی خدمت سَر انجام دے گا۔

عبرانیوں کا مُصنف اپنے خط کو اِس دُعا کے ساتھ ختم کرتا ہے کہ خدا کی برکات و فضل پڑھنے والوں کے ساتھ رہے۔ یہ خدا کا فضل ہی ہے جس کے وسیلہ سے ہم مسیح میں خدا کے عہد میں شریک ہو جاتے ہیں۔ یہ خدا کا فضل ہی

ہے جو ہمیں اِس قابِل بناتا ہے کہ ہم عہد میں قائم رہ سکیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہم عہد میں شامِل ہو چکے ہیں؟ کیا ہم اِس کے تابعدار و فرمانبردار ہیں؟